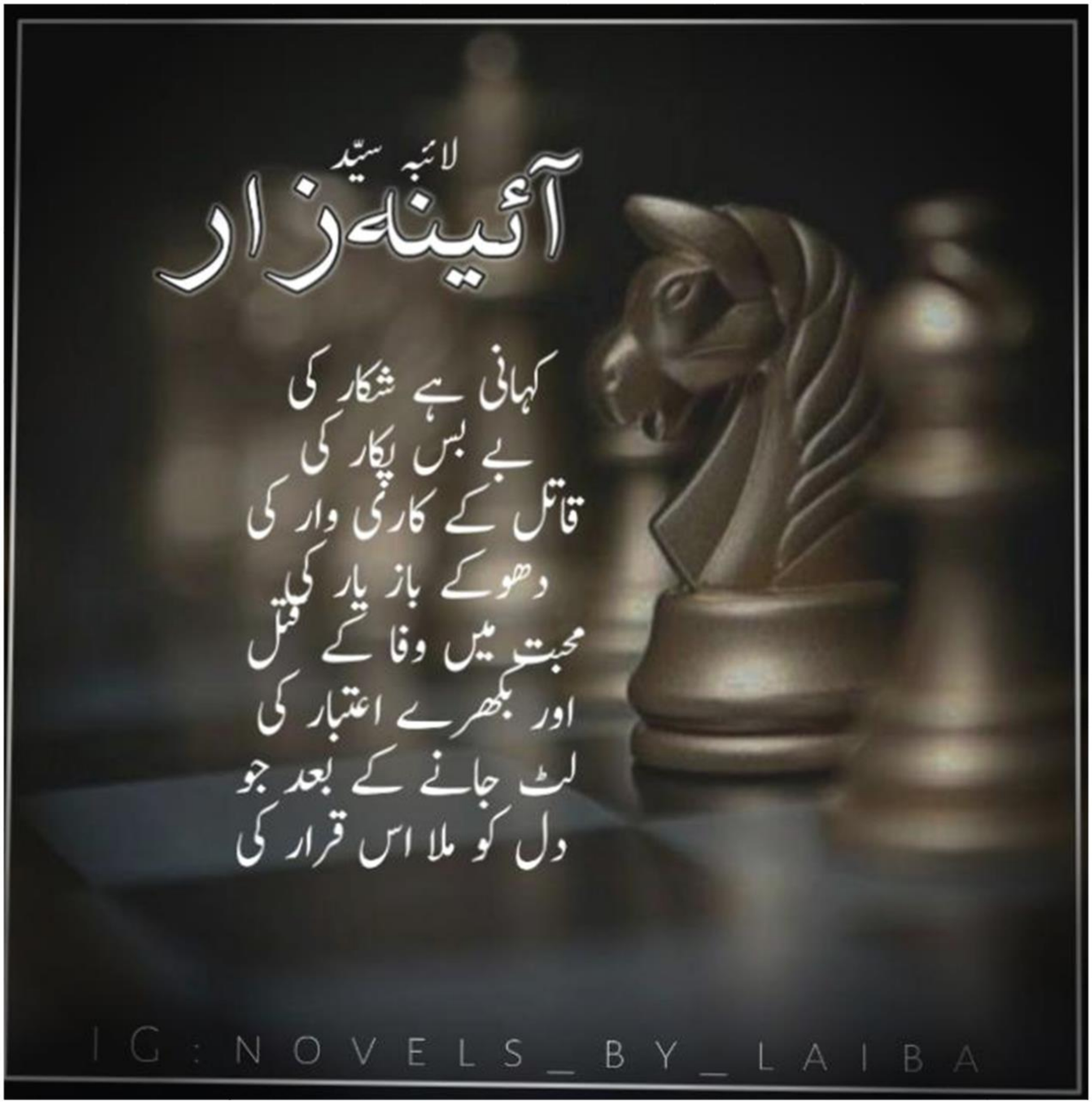
لائبہ سیّد
آئینہ زار
کہانی ہے شکار کی
بے بس پکار کی
قاتل کے کاری وار کی
دھوکے باز یار کی
محبت میں وفا کے قتل
اور بکھرے اعتبار کی
لٹ جانے کے بعد جو
دل کو ملا اس قرار کی
IG: NOVELS_BY_LAIBA

السلام علیکم !

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

آئینہ زار بقلم لائبہ سیّد

کہانی ہے شکار کی

بے بس پکار کی

قاتل کے کاری وار کی

دھوکے باز یار کی

محبت میں وفا کے قتل

اور بکھرے اعتبار کی

لٹ جانے کے بعد جو

دل کو ملا اس قرار کی

www.novelsclubb.com

آغاز:

اے۔سی نے کمرے کی خنکی میں اضافی کر رکھا تھا۔ڈارک براؤن تھیم کا یہ کمرہ اس کے مالک کے ذوق کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ہال نما یہ کمرہ بیش قیمت اشیاء سے مزین تھا۔جہازی سائز بیڈ پر ڈارک براؤن ہی بیڈ شیٹ تھی۔بیڈ کے دائیں طرف ڈریسنگ ٹیبل تھا جو مختلف قسم کے مہنگے پرفیوم اور جیل سے بھرا پڑا تھا۔بائیں طرف کھڑکی تھی جو باہر لان کا نظارہ پیش کرتی تھی۔کمرے میں چھت کی دیوار تک لگی الماری تھی جس میں بیش قیمت سوٹ، کوٹ اور جینز شرٹ ہینگ تھیں۔کمرے سے ملحقہ ٹیرس اس گھر کا سب سے پر سکون گوشہ تھا۔کمرے سے ملحقہ ایک سٹڈی تھا،اور یہ وہ جگہ تھی جہاں اس کمرے کا مالک

"ازھاد شاہ"

www.novelsclubb.com

کسی کی بھی موجودگی برداشت نہیں کرتا تھا۔6 فٹ سے نکلتا قد، سرخ وسفید رنگت، سیاہ آنکھیں جن میں ہر وقت غصہ اور غرور رہتا تھا۔کلین شیو چہرے پر گھنی سیاہ مونچھوں اور

مونچھوں تلے عنابی لب جن پر مسکان صرف گھر والوں کے لیے ہی آتی تھی۔ کشادہ سینے، چوڑے شانے والا 28 سالا ازھاد شاہ ایک مغرور انسان تھا۔ کسی کو خاطر میں نہ لانے والا۔ اس کی زندگی کا ایک ہی مقصد تھا، ایک بہت بڑا بزنس ٹائیکون بننا۔ لوگوں کا اصول ہے کہ محبت اور جنگ میں سب جائز ہے، مگر ازھاد شاہ کا اصول تھا کہ

"شہرت اور پیسے کے لئے سب جائز ہے۔"

گرے تھری پیس میں بالوں کو نفاست سے سیٹ کر کے اس نے اپنے اوپر پرفیوم چھڑکا۔ گھنی بھنوں کے جوڑے کو سکیڑ کر اپنی تیاری کا جائزہ لیا اور بیگ اٹھایا اور نیچے کا رخ کیا۔

"السلام علیکم چاچو۔۔!"

ڈائنگ ٹیبل پر جاوید شاہ کو بیٹھے دیکھ کر اس نے سلام کیا۔ اس کا بدتمیز اور بدلحاظ لہجہ صرف غیروں کے لئے تھا۔ سامنے بیٹھی شخصیت اس کی کل کائنات تھی۔ جاوید شاہ ازھاد شاہ کی "سٹریس ریلیز نگ پل" تھے۔ انہیں دیکھ کر اس کا غصہ خود بخود ڈاؤن چھو ہو جاتا اور لہجے میں بے شمار چاہت اور ادب در آتا۔

"وعلیکم السلام۔۔" جاوید صاحب غصے سے بولے۔منہ ذرا خفگی سے پھلا لیا اور آنکھیں سکیڑ کر پھر سے اخبار کی طرف متوجہ ہوئے۔

"اللہ خیر کرے چاچو کو کیا ہو گیا صبح صبح۔۔"

جاوید صاحب کو غصے میں دیکھ کر ازھاد بڑبڑایا۔اس ہستی کے غصے سے ہی تو ڈر لگتا تھا۔اس نے لب کے کونے کو بائیں طرف سے دانتوں تلے دبا کر گلاس اٹھا کر جوس کو حلق سے گزارا۔ گردن کی ہڈی نے اوپر نیچے حرکت کی۔تازہ کی ہوئی شیو میں اس کے چہرے پر ابھری ہوئی نیلی رگیں بہت واضع اور دلکش لگ رہی تھیں۔

"کیا ہوا چاچو۔۔؟موڈ کیوں آف ہے صبح صبح۔۔؟"

گلا تر کرتے اس نے نارمل سے لہجے میں پوچھا ورنہ وجہ تو وہ بھی جانتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تم اور اذلان میرا موڈ ٹھیک رہنے ہی کب دیتے ہو؟ 3 ہفتے ہو گئے ہیں اس کی کلاسز شروع ہیں، مگر نہیں موصوف کی چھٹیاں ہی ختم نہیں ہو رہیں،ایسا کون سا معرکہ سرانجام دے دیا تھا اس نے سمسٹر میں جس کی ریلیکسیشن کے لئے اسے پورے مہینے کی چھٹیاں

درکار ہیں۔۔؟ باقی بچے بھی اپنی سٹڈی سٹارٹ کر چکے ہیں، مگر اس کا ابھی تک مائنڈ ہی ریفریش نہیں ہوا۔۔"

جاوید شاہ واقعی غصے سے بھرے بیٹھے تھے۔ تو یوں کا رخ ازھاد کی طرف اس لئے کیا کیونکہ جاوید شاہ کے بقول، اذلان کو بگاڑنے میں سارا ہاتھ اس کا تھا۔

"ارے۔۔ چاچو، کیا ہو گیا ہے یار۔۔؟ یہ پکڑیں پانی پیئیں۔۔ اور اذلان کی فکر چھوڑ دیں یار۔۔ یہی دن ہیں انجوائے کرنے کے کرنے دیں، شادی ہو گی تو خود ہی ذمہ دار ہو جائے گا۔۔"

ازھاد نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا۔

وہ جانتا تھا کہ اس کے چاچو کو ان دونوں بھائیوں کی کتنی فکر ہے۔ عثمان شاہ اور اسما شاہ کے انتقال کے بعد جاوید شاہ نے اپنی زندگی اپنے دونوں بھتیجوں کے نام کر دی تھی۔ ان دونوں کی دیکھ بھال اور ساتھ ساتھ بزنس، ان دونوں کاموں میں وہ اس قدر مصروف ہوئے کہ اپنے بارے میں سوچنے کا وقت ہی نہ ملا۔ یہی وجہ تھی کہ ازھاد جاوید شاہ کے بہت کلوز تھا۔

"ازھاد تم اس کی عادتیں بگاڑ رہے ہو بیٹا۔۔خدا نہ کرے کہ تمہیں کبھی پچھتانا پڑے۔۔تم اسے ابھی فون کرو اور اسے میرا حکم سناؤ۔۔"

وہ واقعی از حد پریشان تھے۔

"چاچو یار آپ کو پتہ تو ہے وہ کہاں اتنی جلدی اٹھتا ہے،ابھی میں آفس جا رہا ہوں جیسے ہی اس کے اٹھنے کا ٹائم ہو گا میں اسے کال کروں گا۔۔"

اس نے جاوید شاہ کے ہاتھوں کو تھام کر تسلی آمیز انداز میں دبایا۔

"جو مرضی کرو لیکن آج شام تک وہ گھر ہونا چاہیے اور صبح یونی۔۔سمجھے؟"

انہوں نے وارننگ دینے والے انداز میں کہا

"جی سمجھ گیا۔"

www.novelsclubb.com

ازھاد نے سر جھکا کر اور سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔سر جھکانے سے بال ایک ادا سے ہلے تھے۔

جبکہ اسکی اس حرکت پر جاوید شاہ کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی جبکہ ان کی مسکراہٹ دیکھ کر ازھاد کی مسکراہٹ گہری ہو گئی اور پھر دونوں چچا بھتیجا کا ایک بلند قہقہہ گونجا۔

یہ تھا "شاہ ولا" جس میں رونقیں اس کے مکینوں کی وجہ سے تھیں۔ 28 سالا ازھاد شاہ اور 24 سالا اذلان شاہ۔۔ اور ان کے چاچو اور اذلان کی جیدی ڈارلنگ۔۔ جاوید شاہ۔۔ ازھاد اس وقت دس سال کا تھا جب اس کے والدین کی ایک کار ایکسیڈنٹ میں موت ہو گئی تھی۔ عثمان شاہ اور اسما شاہ کی محبت کی شادی تھی۔ اسما شاہ عثمان شاہ کی تایا زاد تھیں۔ جس کی پرورش اس کی ماں باپ کی موت کے بعد عثمان شاہ کے والدین نے کی تھی۔ جیسے ہی انہوں نے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا تو ایک دوسرے کو دیکھ کر دل کے احساسات بدلنے لگے۔ گھر والوں کو کیا اعتراض ہونا تھا۔ سب کی باہمی رضامندی سے ان کی شادی ہو گئی۔ جاوید شاہ عثمان شاہ سے 8 برس چھوٹے تھے۔ اور اس وقت زیرِ تعلیم تھے۔ شادی کے ایک سال بعد اسما شاہ اور عثمان شاہ کی گود میں سیاہ آنکھوں اور سیاہ بالوں والا وہ شہزادہ آیا تھا۔ اس کے چار سال بعد اذلان کی پیدائش ہوئی تھی۔ مگر ان دونوں کا ساتھ اتنا طویل نہ تھا۔ شادی کے گیارہ سال بعد ایک کار ایکسیڈنٹ میں ان دونوں کی موت ہو گئی۔ اس وقت کار میں ازھاد اور اذلان بھی تھے۔ مگر ان دونوں کو معمولی چوٹیں آئی تھیں۔ اس حادثے کے بعد جاوید شاہ نے ان دونوں بچوں کو قیمتی متاع کی طرح سمیٹا تھا۔ اذلان چھوٹا تھا، بہل جاتا تھا۔ مگر ازھاد کو بہلانا آسان نہیں تھا۔ وہ سمجھدار بچہ تھا۔ ماں باپ جیسے گھنی

www.novelsclubb.com

چھاؤں والے درخت ان کے سر سے اٹھ چکے تھے۔اس بات کا ادراک ہوتے ہی وہ بری طرح بکھرا تھا۔ مگر جاوید شاہ نے اپنا تمام وقت ان بچوں کے نام کر دیا تھا۔ازھاد آہستہ آہستہ بہلنے لگا تھا۔ وہ جاوید شاہ سے بہت زیادہ اٹیچ ہو چکا تھا جبکہ اذلان کو تو اس کے بابا مل گئے تھے۔

جاوید شاہ کو کئی لوگوں نے مشورہ دیا کہ شادی کر لیں، عورت گھر آئے گی تو بچے سنبھال لے گی مگر صورتحال کو دیکھتے ہوئے جاوید شاہ نے شادی سے انکار کر دیا کیونکہ انہیں ڈر تھا کہ کل کلاں ان کے بچے ازھاد اور اذلان میں فرق نہ کریں۔۔اس واقعے کو 18 برس بیت چکے تھے۔ وہ دس سال کا بکھرا ہوا بچہ اب ایک مضبوط توانا مرد بن چکا تھا، بابا بابا کی رٹ لگانے والا وہ بچہ چلبلا سا لڑکا بن گیا تھا۔اور جاوید شاہ پر بھی وقت اپنے اثرات چھوڑنے لگا تھا۔

www.novelsclubb.com

ازھاد نے اکنامکس میں ماسٹرز کرنے کے بعد بزنس جوائن کیا تھا جس کو اس کے باپ کے بعد جاوید شاہ سنبھال رہے تھے جبکہ اذلان پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ایم بی اے کر رہا تھا۔زندگی اپنے ڈگر پر چل رہی تھی۔۔پر سکون سی۔۔سمندر کے بہتے ہوئے پانی کی طرح۔۔ مگر ایک جھٹکا تو اٹل ہوتا ہے۔۔ جس سے کشتی الٹ جاتی ہے۔۔زندگیاں اجڑ

جاتی ہیں۔۔ موت نظر آنے لگتی ہے۔۔ سب کچھ بکھر جاتا ہے۔۔ اور ایسا اتفاقاً ہی ہوتا ہے کہ وہ سب سمیٹا جاسکے۔۔ اتفاقاً۔۔۔

نارمل سائز کا یہ کمرہ جس کے وسط میں نارمل سائز کا ہی بیڈ تھا۔ بیڈ پر بلو کلر کی بیڈ شیٹ تھی جبکہ کھڑکیوں پر بلو ہی پردے تھے۔ ڈریسنگ ٹیبل پر پرفیوم، ڈرائیر اور لوشن پڑا ہوا تھا۔ الارم کی آواز پر بیڈ پر پڑے ہوئے وجود میں جنبش ہوئی، اس نے ہاتھ مار کر الارم کو بند کیا۔ چند پل کسلمندی سے پڑی رہی اور پھر فوراً اٹھ بیٹھی، جانتی تھی اگر کچھ ہی دیر میں کمرے کی لائٹ آن نہ ہوئی تو اماں نے خود کمرے تک پہنچ جانا تھا اور صبح صبح اس کا عزت افزائی کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ ہاتھ کی مخروطی انگلیوں کو بھینچ کر پھر پورا کھولا۔ ایک انگڑائی لے کر اس نے قدم بیڈ سے نیچے رکھے۔ کبوتر کی طرح سفید پاؤں نیلے دبیز کارپٹ پر دھرے بہت بھلے لگ رہے تھے۔ 5'6 قد، سفید رنگت، سنہری بال اور کانچ سی بھوری آنکھوں والی "عنایہ ملک"۔ اس کی غلافی آنکھوں سے غرور جھلکتا تھا۔

www.novelsclubb.com

الارم بند کرتے ہی اس نے واشروم کا رخ کیا، کچھ پل بعد وہ بھیگے چہرے کے ساتھ باہر نکلی اور الماری سے جائے نماز نکال کر تہجد پڑھنے لگی۔ کمرے سے جھانکتی اس کی ماں نے اسے نماز ادا کرتے دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کیا۔

مظفر صاحب پیشے کے اعتبار سے انکم ٹیکس آفیسر تھے۔مالی طور پر مستحکم ہوئے توماں کی آنکھوں میں بیٹے کو دلہا بنے دیکھنے کی خواہش ابھری۔انہوں نے اس معاملے میں پہلے اپنے اکلوتے سپوت سے پوچھا، کہ اگر کوئی پسند ہے تو بتادو۔ مگر مظفر صاحب کے انکار پر انہوں نے اپنی مرضی سے اپنی دوست کی بیٹی شہناز کو اپنی بہو بنایا۔کافی دھوم دھام سے شادی کی۔شہناز بیگم ایک بہت باوفا بیوی اور سلیقہ شعار بہو ثابت ہوئی تھیں۔شادی کے دو سال بعد ان کی گود میں سنہری بالوں والی گڑیا آئی تو ملک مظفر کو لگا اس کی کل کائنات مکمل ہو گئی ہے۔چونکہ شہناز بیگم خود بھی اکلوتی تھیں تو چھوٹے بہن بھائی کی کمی کو وہ دونوں ہی محسوس کرتے تھے۔انہیں بیٹی کی صورت میں وہ چھوٹا بہن بھائی مل گیا تھا۔وقت پر لگا کر اڑ گیا۔عنایہ پانچ سال کی تھی جب اس کی دادی اس دار فانی سے کوچ کر گئی تھیں۔وقت کا بہاؤ ابھی بھی مسلسل تھا۔زندگی کی گاڑی پر سکون سی چل رہی تھی کہ اچانک اس کے مسافروں کو جھٹکا لگا۔اس وقت عنایہ 6 سال کی تھی جب ایک دن اس کا باپ ہنستا مسکراتا ہوا اس کی ماں کے سر پہ بوسا دیتے اسے شرمائی لجائی کو چھوڑ کر اسے سکول لیکر گیا تھا، مگر وہ واپسی پر اپنے پیروں پر نہیں آیا تھا۔ایمبولینس کی خوفناک سی آواز پر وہ

دونوں ماں بیٹی گھر سے نکلی تھیں وہ ایک بہت بڑا خسارہ ان کی جھولی میں آ گرا تھا۔ ملک مظفر ایک کار ایکسیڈنٹ میں جائے حادثہ پر ہی دم توڑ گئے تھے۔

باپ کی موت کے بعد اس نے بہت دفعہ نعمان انکل اور اپنی امی کو کسی بات پہ بحث کرتے دیکھا تھا۔ نعمان انکل اس کے پاپا کے بہت اچھے دوست تھے۔ وہ ہر روز آتے اور امی کو کسی بات پہ قائل کرنے کی کوشش کرتے، مگر امی کے اٹل انداز پر ہمیشہ ناکام لوٹ جاتے۔

مظفر صاحب کے بعد شہناز بیگم نے 6 سالہ عنایہ کو زندگی کی ہر سہولت دینے کی کوشش کی تھی اور ان کی اس کوشش میں عنایہ نے ان کا بھرپور ساتھ دیا تھا۔ باپ کا سایہ سر سے اٹھنے کے بعد عنایہ نے اپنی ضروریات کم کر دیں تھیں۔ اپنی خواہشات کا گلا گھونٹ دیا تھا۔ مظفر صاحب کی گئی سیونگز سے شہناز بیگم نے اسے اچھی تعلیم دلوائی تھی۔ ایل۔ ایل۔ بی کرنے کے بعد اپنی ذہانت اور محنت سے عنایہ نے اپنا ایک مقام بنایا تھا۔ 24 سال کی عمر میں ہی اللہ نے اسے بہت عزت سے نوازا تھا۔ اپنی جاب کے ایک سال کے دوران ہی وہ کئی کیس جیت چکی تھی اور آج ہر طرف اس کے نام کا ڈنکا بجتا تھا۔ اپنے باپ کی موجودگی میں وہ ایک چلبلی سی شرارتی سی لڑکی تھی جو اب ایک سنجیدہ سی، گریس فل لڑکی بن چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

سیاہ جینز پر وائٹ شرٹ پہنے بالوں کی پونی ٹیل بنائے، سفید پیروں کو سیاہ ہیل میں مقید کیئے وہ آفس کے لئے بالکل تیار تھی۔

"السلام علیکم اماں!"

ڈائنگ ٹیبل پر بیٹھتے ہی اس نے اپنی ماں کے سر کا بوسہ لیا۔

"وعلیکم السلام! کیا لو گی چائے یا جوس؟"

شہناز بیگم نے محبت اور فخر سے اپنی بیٹی کو دیکھا۔

"چائے"

انہیں ناشتے کا بتا کر وہ موبائل میں بزی ہو گئی۔ کل ہی ایک کیس ختم ہوا تھا اس کی کچھ کلوزنگ ڈیٹیلز پر وہ نظریں دوڑا رہی تھی۔ جب شہناز بیگم کی جھنجھلائی سی آواز آئی۔

www.novelsclubb.com

"چھوڑ دو اب اس فون کو اور ناشتہ کر لو۔۔"

اسے مسلسل فون میں بزی دیکھ کر شہناز بیگم نے ٹوکا

"اوہ۔۔اچھا سوری۔آپ بتائیں طبیعت کیسی ہے؟ناہید بتا رہی تھی کہ کل آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی،میں نے آپ سے اتنی دفعہ کہا ہے کہ میڈیسن ٹائم پہ لیا کریں۔۔"

شہناز بیگم نے محبت سے اپنی بیٹی کی طرف دیکھا جس کی وجہ سے ان کا سر ہمیشہ بلند ہوا تھا۔

"ارے!کچھ نہیں میڈیسن بھی ٹائم پر لیتی ہوں اس ناہید کو تو موقع چاہیئے تمہیں میری شکایت لگانے کا"

وہ ناہید(کام والی) کو گھورتے ہوئے بولیں۔ناہید نے دانت نکالے جب کہ عنایہ محض مسکرائی۔

"چلیں ٹھیک ہے اب میں نکلتی ہوں لیٹ ہو رہی ہوں،آپ میڈیسن ٹائم پہ لے لیجئے گا"

وہ چائے کا آخری گھونٹ لیتے ہوئے بولی

"چلو ٹھیک ہے خدا حافظ"

www.novelsclubb.com

شہناز بیگم نے اس پہ آیت الکرسی پھونکتے ہوئے کہا

موبائل کی مسلسل بجتی گھنٹی پر سویا ہوا وجود جھنجھلا کر اٹھا۔نیند کے خمار سے لبریز آنکھوں سے

موبائل کو ایک سخت گھوری سے نوازا مگر کال کرنے والا واقعی ڈھیٹ تھا، سخت کوفت سے آگے بڑھ کر موبائل اٹھایا مگر نمبر دیکھ کر اس کی آدھی نیند اڑن چھو ہو چکی تھی۔

"السلام علیکم سر! پلیز جلدی آئیں یہاں اقبال پارک کے پاس ایک قتل ہوا ہے۔"

کال اٹھاتے ہی انسپکٹر کی آواز اس کے کانوں میں پڑی تو فوراً بستر سے نکل کر اٹھ کھڑا ہوا۔ ایک نظر گھڑی کو دیکھا جو صبح کے 5 بجا رہی تھی۔ نیند میں ڈوبی سرخ آنکھیں، ماتھے پہ بکھرے براؤن بال اس کی وجاہت میں اضافہ کر رہے تھے۔

"اوکے میں آتا ہوں تم تب تک ایریا کور کرو، اور کسی کو بھی جائے واردات کے آس پاس نا آنے دینا، وہاں کے لوگوں کا بیان بھی لو"

اس نے جلدی جلدی ابتدائی تحقیقات کا حکم دیا۔

www.novelsclubb.com

"اوکے سر"

انسپکٹر نے مؤدب سے لہجے میں کہہ کر فون بند کیا۔

جلدی سے اپنا یونیفارم لیا اور واشروم کا رخ کیا، کمرے میں ہونے والے شور پر اس کی ماں کمرے تک آچکی تھی، اسے اس وقت ڈیوٹی کے لئے تیار دیکھ کر سمینہ بیگم نے کوفت سے اسے دیکھا

"ایک تو میں تمہاری اس جاب سے بہت تنگ ہوں سمیر۔۔ بھلا یہ بھی کوئی وقت ہے، آدھی رات کو تم آئے ہو اور اب 5 بجے پھر جا رہے ہو"

سمیر نے جب پولیس فورس جوائن کرنے کا فیصلہ کیا تھا سمینہ بیگم نے تب بھی بہت احتجاج کیا تھا۔ مگر اظہر صاحب کی فل حمایت پر آج وہ ایس پی کے درجے پر فائز تھا۔ مگر وہ ماں تھیں، ہر وقت دل میں وسوسے آتے۔

"بھلا یہ بھی کوئی کام ہوا۔۔ میں نے تمہیں کہا بھی تھا کہ اپنے بابا کا بزنس سنبھالو، مگر تم نے میری ایک نہ سنی۔۔ اللہ جانے کس نے تمہارے دماغ میں اس نوکری کا خناس بھر دیا"

وہ کوفت زدہ سی اسے دیکھ رہی تھیں جو جلدی جلدی ہاتھوں سے ہی بال بنا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"او ہو امی کیا ہو گیا ہے یار، ایمر جنسی ہو گئی ہے، اور رہی پولیس کی جاب کی بات تو پولیس کی جاب سے صرف دو طرح کے لوگ مطمئن ہوتے ہیں، ایک وہ جنہیں اس کا جنون ہوتا ہے اور ایک وہ جن کا اس سے پیٹ بڑھ رہا ہوتا ہے، آپ اس جاب سے تنگ نہ آئیں یار یہ آپ کے بیٹے کا جنون ہے"

وہ ساتھ ساتھ تیاری کر رہا تھا اور ساتھ ساتھ اپنی ماں کو مطمئن بھی کر رہا تھا۔

"اللہ اللہ کیسی ایمر جنسی ضرور کہیں خون خرابہ ہوا ہو گا۔"

ان کا دل تو ایمر جنسی والی بات پر ہی پھٹ پڑا تھا۔

"جی قتل ہوا کے اقبال پارک کے پاس"

اس نے بتایا اور جھک کر تسمے باندھنے لگا۔

"اچھا۔۔۔ میں بھی باتوں میں لگ گئی ہوں رکو تمہیں ناشتہ بنا دیتی ہوں"

اسے بالکل تیار کھڑے دیکھ کر سمینہ بیگم کو خیال آیا

"نہیں امی جلدی ہے میں چلتا ہوں"

www.novelsclubb.com

پستول کو گن ہولڈر میں ڈال کر اس نے گاڑی کی چابیاں اٹھائیں

"ارے دو منٹ لگیں گے بیٹا ملک شیک بنا دیتی ہوں"

وہ جانتی تھیں کہ سارا دن اب وہ کام میں مصروف رہے گا

"امی جلدی ہے مجھے، میں وہاں سے ناشتہ کر لوں گا"

وہ آگے بڑھتے ہوئے اپنی ماں کے سر کا بوسہ لیتے ہوئے بولا

"دیکھا۔۔اس جاب کی اور تمہاری یہی عادتیں مجھے پسند نہیں، نہ وقت پر کھاتے ہو نہ سوتے ہو، صحت دیکھو کتنی سی نکل آئی ہے"

انہوں نے محبت سے اپنے بیٹے کی مضبوط جسامت کو دیکھا۔ سمیر کی بانہوں کے حلقے میں وہ چھپ سی گئی تھیں۔ سمیر نے حیرت سے اپنے چوڑے سینے کو دیکھا اور پھر اپنی ماں کو، اور پھر مسکراتے ہوئے ان سے مل کر نکل گیا۔

www.novelsclubb.com

"مشعل بیٹا جلدی آ جاؤ ہم دونوں لیٹ ہو رہے ہیں۔۔"

اکبر صاحب نے دروازے پہ کھڑے ہو کر اپنی بیٹی کو آواز دی جو کب سے بس پانچ منٹ کا ہی کہہ رہی تھی۔

"آگئی بابا۔۔اللہ آج واقعی ہم دونوں لیٹ ہو جائیں گے "

گھر کا دروازہ لاک کرتے ہوئے وہ فکر مندی سے بولی۔ گرے آنکھوں میں تفکر کے ڈورے تھے۔انداز میں عجلت سی تھی۔اپنی من موہنی سی صورت پر پریشانی سجائے وہ اور بھی معصوم لگ رہی تھی۔

"تو آپ کو کس نے کہا تھا کہ رات کو مووی دیکھو،اپنے ساتھ آپ مجھے بھی گھسیٹ لیتی ہیں"

اکبر صاحب نے کار سٹارٹ کرتے ہوئے کہا

"بابا ویک اینڈ پر ہی تو ہم فری ہوتے ہیں تو دیکھ لی مووی،، فلحال پلیز گاڑی جلدی چلائیں ورنہ میری پہلی کلاس تو سمجھیں گئی"

وہ فکر مندی سے کلائی پہ بندھی گھڑی کو دیکھتی ہوئی بولی

اکبر صاحب نے گاڑی کی رفتار مزید تیز کر دی۔انہیں خود بھی آفس پہنچنے کی جلدی تھی۔کیونکہ ان کے باس وقت کے بہت پابند تھے اور کسی بھی ایمپلائے کا لیٹ آنا نہیں بہت برا لگتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"گڈمارننگ سر!"

آفس پہنچتے ہی سب اس کے استقبال میں کھڑے ہو گئے۔

سر کے اشارے سے انہیں بیٹھنے کا کہتے اس نے ایک تائیدی نگاہ آفس میں موجود ہر ورکر پر ڈالی اور اپنے کیبن کی طرف چل دیا۔ ابھی وہ اپنے کیبن میں جا کر بیٹھا ہی تھا کہ دروازہ ناک ہوا وہ جانتا تھا کہ کون ہے۔

"کم ان"

اس نے کوٹ اتار کر کرسی کی پشت پہ پھیلایا اور کرسی سنبھال کر لیپ ٹاپ آن کیا۔ اجازت ملتے ہی دراب اندر آیا۔

"گڈمارننگ سر! سر وہ ایک مسلہ ہو گیا ہے"

www.novelsclubb.com

دراب نے ذرا عجلت اور فکر مندی سے کہا۔ اس مسئلے کی خبر اسے کل رات ہی ملی تھی مگر ازھاد کو بالکل اچھا نہیں لگتا تھا اپنے فیملی ٹائم میں آفس کو ڈسکس کرنا اس لئے دراب صبح سے اسکے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔

"کیا ہوا۔۔؟"

ازھاد نے اس کا انداز ذرا ناگواری سے نظرانداز کیا۔وہ اس کا سب سے قابل بھروسہ آدمی تھا۔اور پسندیدہ لوگوں کی چھوٹی موٹی غلطیاں تو معاف کردی جاتی ہیں۔

"سر اپنی پتوکی والی انڈسٹری سائٹ پہ کچھ مسلہ ہوگیا ہے؟"

ازھاد کا نظرانداز کرنا دراب نے بھی بھانپ لیا تھا تبھی ذرا سنبھل کر بولا

"کیسا مسلہ۔۔؟اور پہیلیاں کیوں بجھا رہے ہو سیدھی سیدھی بات بتاؤ"۔

ازھاد کو کوفت سی ہونے لگی۔سیاہ آنکھوں میں ناگواری سی دھر آئی۔وہ ایک شہنشاہ تھا جو بادشاہت کرنا پسند کرتا تھا۔اور اب اس کی بادشاہت میں رکاوٹ آرہی تھی۔

"سر ایکچولی انڈسٹری کے ویسٹ سے وہاں کے لوگوں کو پرابلم ہو رہی ہے، مینیجر سے بات کی تھی لیکن اس نے کوئی ایکشن نہیں لیا اور کل وہاں کے رہائشیوں نے فیکٹری میں توڑ پھوڑ بھی کی ہے، اگر کل تک ان کو کوئی پازیٹیو ریسپانس نہ ملا تو وہ لوگ کورٹ تک جا سکتے ہیں"

www.novelsclubb.com

ان کی ٹیکسٹائل فیکٹری تھی۔اور ڈائنگ کے یونٹ کا ویسٹ وہاں پر موجود فصلوں میں گر رہا تھا اور فصلیں خراب ہو رہی تھیں۔اسی لئے لوگوں نے جوش میں آکر وہاں کافی ہنگامہ برپا کیا تھا۔

"تو تم مینیجر سے کہو کے چند پیسے منہ پہ مارے ان کے،اور معاملہ رفع دفع کرے"

ایسی چھوٹی موٹی رکاوٹوں کو وہ بہت اچھے سے حل کرنا جانتا تھا۔وہ شاطر تھا۔چال باز تھا۔لوگوں کو الجھا کر اپنا کام نکلواتا تھا،اور جہاں مکاری کام نہ آتی وہاں وہ نوٹ چلاتا تھا۔

"سر بات کی تھی لیکن وہ لوگ کسی صورت نہیں مان رہے،اور اوپر سے اپنی کمپنی کے لائر کا بھی ابھی تک بندوبست نہیں ہوا"

دراب اس کا پی اے فکر مندی سے بولا

"تم لائر کا بندوست کرو،یہ اس کا مسلہ ہے کہ ان غریبوں سے کیسے ڈیل کرنا ہے"

ان کا آفیشل لائر پچھلے ماہ سے کسی کیس کی وجہ سے اپنا لائسنس گنوا بیٹھا تھا اور ازھاد کو ایسے لاپرواہ لوگ نہایت برے لگتے تھے۔دراب کوئی قابل اعتبار وکیل ڈھونڈنے کی کوششوں میں تھا مگر ابھی تک ناکام ہی تھا۔

"سر ایک لائر ہیں عنایہ ملک میں چاہ رہا تھا کہ ہم ان سے کانٹیکٹ کریں"

دراب نے ذرا جھجھک کر کہا کیونکہ ازھاد کو عورتوں سے کوفت ہوتی تھی۔ خاص طور پر بلاوجہ چپکنے والی عورتوں سے اسی وجہ سے اس نے اپنا اسسٹنٹ دراب کو بنایا تھا۔

"فی میل لائر۔۔؟"

بھنویں اچکا کر اسنے پوچھا

"جی سر، وہ کافی شارپ ہیں"

اس نے منمنا کر کہا

"اوکے جو کرنا ہے کرو"

اس کا فلحال کسی لڑکی کی تعریفیں سننے کا بالکل موڈ نہیں تھا۔

www.novelsclubb.com

"اوکے سر"

دراب کے جاتے ہی اس نے اذلان کو کال ملائی۔

دو دفعہ بیل جانے پر بھی وہ نہیں اٹھا رہا تھا، مطلب وہ ابھی تک سو رہا تھا۔

موبائل کی مسلسل وائبریشن پر اس کی آنکھ کھلی، آنکھیں کھولتے ہی ایک دل دہلا دینے والا منظر اس کا انتظار کر رہا تھا۔اپنے اوپر سوئے ہوئے وجود کو اس نے ایک لات مار کر نیچے گرایا

"ابے سالے تیرے ساتھ سونے کے لئے انسان کو اپنی عزت کی حفاظت لڑکیوں سے زیادہ کرنی پڑتی ہے، ایسے مجھے سنی لیون سمجھ کے گلے لگا کے لیٹا تھا کمینہ۔۔"

وہ جو خود رات کو شرٹ اتار کر سویا تھا، مگر اب اپنے ننگے سینے پر فرحان کے بازو لپٹے دیکھ کر چیختا ہوا بولا

www.novelsclubb.com

"ارے بھائی معاف کر مجھے۔۔مجھے کیا ضرورت ہے تیرے گلے لگنے کی، مجھے تو رات کو عجیب عجیب سی آوازیں آ رہی تھیں تو میں یہاں آگیا"

فرحان معصومیت سے بولا اپنی کمر سہلاتا ہوا بولا

اس سے پہلے کہ اذلان اسے کچھ کہتا موبائل کی وائبریشن نے اسے پھر اپنی طرف متوجہ کیا۔

"ہیلو بھائی کیسے ہیں؟"

اپنے بھائی کا فون دیکھ کر اذلان نے خوشی خوشی کال اٹھائی۔ایک نظر وال کلاک کی طرف دیکھا۔دوپہر کے بارہ بج رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"فلحال تو ٹھیک ہوں مگر اگر تم شام تک گھر نہیں آئے تو چاچو میری خیریت قائم نہیں رہنے دیں گے"

کافی کا گھونٹ بھرتے ازھاد نے ذرا بے چارگی سے کہا

"ارے یار یہ چاچو۔۔بھائی میں تو کہتا ہوں کہ چاچو کی شادی کر دیں۔۔اپنی بیگم کے ساتھ مصروف رہیں گے تو ہم بھی کھل کے جی سکیں گے۔"

اذلان نے ہمیشہ کی طرح اس مسلئے کا ایک ہی حل پیش کیا۔

"چاچو کی شادی کو چھوڑو اور واپسی کی تیاری پکڑو، صبح یونی بھی جانا ہے تم نے"

www.novelsclubb.com

جاوید شاہ کا حکم اس تک پہنچاتے ہی اس نے کھٹاک سے فون بند کر دیا۔جب کہ پیچھے وہ ارے بھائی کرتا رہ گیا۔

"صبح یونی کیسے جا سکوں گا یار سفر کی وجہ سے تھکن ہو جانی ہے چاچو بھی نا۔۔"

وہ بدمزہ ہوتا ہوا بولا

"ارے میرے بھائی صبح ہی تو یونی جانے کا مزہ آئے گا، ساری تھکن اتر جانی ہے۔۔"

سمیع کی نیند میں ڈوبی آواز ان دونوں کے کانوں میں پڑی

"ابھے پتہ نہیں اب یہ خواب میں کس کے ساتھ ٹھرک جھاڑ رہا ہے۔"

اذلان بدمزہ ہوتے ہوئے بولا

"کیوں صبح کون سی وہاں ہمیں مساج ملنی ہے جس سے تھکن اتر جائے گی؟"

فرحان نے بھی مشکوک انداز میں پوچھا

"صبح سے فرسٹ سمیسٹر کی کلاسز سٹارٹ ہیں، ہر طرف تتلیاں ہی تتلیاں ہوں گی رنگ برنگی،، ٹھنڈک پڑ جانی ہے آنکھوں کو"

www.novelsclubb.com

وہ دل پہ ہاتھ رکھتے ہوئے لوفرانہ انداز میں بولا

"ہائے پھر تو واقعی جانا ہی پڑے گا صبح"

فرحان نے بھی اس کارِ خیر میں اپنا حصہ ڈالا۔

"بکواس بند کرو اور اٹھ کے تیاری کرو، نکلنا ہے ہمیں جلدی"

اذلان نے سمیع کو پھر سے سونے کی تیاری کرتے دیکھ لات مار کر اٹھایا اور خود واشروم کا رخ کیا۔

"ہاں نواز ملا کوئی انسان جس نے کچھ دیکھا ہو؟"

طلوع ہوتے سورج کی شعاعیں اس کی آنکھوں سے ٹکرا کر انہیں مزید خوبصورت بنا رہی تھیں۔ وہ جلدی جلدی ڈرائیو کرتا جائے واردات پر پہنچا تھا۔ انسپکٹر نواز نے اس کے آنے سے پہلے جگہ کو کور کر لیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"نہیں سر"

نواز نے سر ہلا کر نفی کی اور باقی کی تفصیلات دینے لگا۔

جائے واردات پر پہنچ کر اس نے حالات اور لاش کا جائزہ لیا ایک 25،24 سال کا نوجوان لڑکا جس کو چاقو کے وار سے مارا گیا تھا۔ لاش کو پوسٹمارٹم کے لئے بھیج دیا گیا تھا۔ جب کے

اس کی جیب سے نکلنے والے کاغذات اور آئی ڈی کارڈ سے اس کا نام عاشر محمود تھا۔ایک سیل فون تھا جو شاید بیٹری لو ہونے کی وجہ سے آف ہو چکا تھا۔آس پاس کوئی بھی چشم دید گواہ نہیں ملا تھا۔ صبح صفائی کے لئے آنے والے ملازم نے لاش وہاں دیکھ کر پولیس کو مطلع کیا تھا۔ مقتول کے پاس اس کی بائیک بھی گری ہوئی ملی تھی۔لاش کے پاس ہی گاڑی کے ٹائروں کے نشان بھی تھے، جیسے زبردستی بریک لگائی گئی ہو۔

"اوکے تم آس پاس کی بلڈنگ کے سی سی ٹی وی کیمروں کی فوٹیج دیکھو اور پتہ لگاؤ کچھ ملتا ہے کہ نہیں۔"

آنکھوں پر سیاہ چشمے کا پہرہ بٹھا کر اس نے ماتھے پہ بکھرے بالوں کو ایک دفعہ پھر ہاتھوں سے سمیٹا اور گاڑی سٹارٹ کی۔اب اس کا رخ تھانے کی طرف تھا۔اس کے مضبوط ہاتھ بڑی مہارت سے سٹیرنگ کو قابو کئے ہوئے تھے۔ جبکہ فولڈ کی ہوئی آستین سے اس کی ابھری ہوئی نسیں اور پسینے کے باعث چپکے ہوئے بال بہت دلکش لگ رہے تھے۔ 30

سالہ سمیر خان حسن کی دولت سے مالامال تھا۔ گھنے بھورے بال، ہلکی بھوری داڑھی اور گھنی مونچھیں۔ سرخ و سفید رنگت کا وہ پٹھان دیکھنے والے کو پلٹ کر دیکھنے پر مجبور کر دیتا تھا۔ سمینہ بیگم اور اظہر صاحب شادی کے بعد اپنا آبائی علاقے چھوڑ کر کاروبار کے سلسلے میں لاہور آبسے تھے اور پھر مصروفیت ایسی ہوئی کہ وہ دوبارہ پشاور جا ہی نہ سکے۔ ان کے بھائی بہن اب بھی ان سے ملنے آتے تھے۔ سمیر سے 10 سال چھوٹی علیزے تھی جو بی اے کر رہی تھی۔

"گڈ مارننگ میم"

اس کے آفس میں داخل ہوتے ہی صبیحہ کی ایکٹو سی آواز سنائی دی

"گڈ مارننگ صبیحہ کیسی ہو؟"

عنایہ نے اپنی اسسٹنٹ کے سلام کا جواب دیا۔ گندمی رنگت، سیاہ بال جو کہ سٹائلش سی چٹیا میں قید تھے، سیاہ آنکھیں جو اس کے چہرے پر سب سے زیادہ پر کشش تھیں۔ وہ ایل ایل بی کے فائنل ائیر کی سٹوڈنٹ تھی اور عنایہ کی معاونت میں کام کرتی تھی وہ ایک نہایت تیز اور ذہین لڑکی تھی اسی لئے عنایہ کو بہنوں کی طرح عزیز تھی۔ اور دوسری وجہ

یہ تھی کہ وہ اس کی بچپن کی اکلوتی دوست تھی۔ عنایہ شروع سے ہی سنجیدہ طبیعت کی مالک تھی۔ اور باپ کی موت کے بعد اس سنجیدگی میں اضافہ ہی ہوا تھا۔ اس کی دوستیاں نہ ہونے کے برابر تھیں۔ صبیحہ نعمان انکل کی بیٹی تھی اور بچپن سے وہ اس کی واحد دوست تھی۔

"میں ٹھیک میم۔۔ آپ کیسی ہیں؟" وکالت کا شوق بھی صبیحہ کو عنایہ کی وجہ سے ہی ہوا تھا۔ وہ اپنے پیشے کو لیکر بہت سنجیدہ تھی اسی لئے آفس ٹائمنگ میں وہ عنایہ کو میم کہتی تھی۔

"میں بھی ٹھیک، تم نے آج اسائنمنٹ سبمٹ کروانے جانا تھا یونی۔۔ گئی نہیں؟" عنایہ نے اسے مسلسل فائلز میں بزی دیکھ کر پوچھا

www.novelsclubb.com

"جانا تھا میم،، مگر ابھی وقت ہے کچھ دیر میں جاؤں گی۔"

وہ ہنوز فائلز میں بزی تھی۔ عنایہ چند پل اس کا چہرہ دیکھتی رہی۔ اب صبیحہ اس کی نظروں سے کنفیوز ہونے لگی تھی۔ وہ چہرہ شناس تھی۔ اسے کبھی سچ اگلوانے کے لئے بحث و تکرار

کی ضرورت نہیں پڑی تھی۔اس کی ایک نظر ہی بہت تھی۔گہرائی میں اترتی نظروں سے دل کا چور خود ہی باہر آ جاتا تھا۔

"میم یہ اس فائل پر آپ کے سائن چاہئیں"

وہ ایک فائل عنایہ کی طرف بڑھاتی ہوئی بولی

"ہمم۔۔اسائنمنٹ کمپلیٹ ہے؟"

عنایہ نے اس کے ہاتھ سے فائل لے کر سرسری سا پوچھا۔اب کی بار صبیحہ گھڑبڑائی تھی۔

"ج۔جی میم میرا مطلب ہے کہ تھوڑی سی رہتی ہے بس" وہ نظریں جھکاتے ہوئے بولی۔

"تو جاؤ پہلے اسے کمپلیٹ کر دو یہ کام پھر کر لینا"

عنایہ نے فائل ایک سائیڈ پر رکھتے ہوئے کہا

www.novelsclubb.com

"اوکے میم"

اس کے جاتے ہی عنایہ لیپ ٹاپ پر مصروف ہو گئی تھی۔

"میں نے تم دونوں سے کیا بھی تھا کہ جلدی کرو ہمیں جلدی نکلنا ہے مگر تم دونوں تو ہو ہی ازل سے منحوس،اور اب تم دونوں کی نحوست کا اثر مجھ پر بھی ہونے لگا ہے،اب اس ویران روڈ پر ڈھونڈو کوئی لفٹ یا پھر کوئی مکینک جو اسے ٹھیک کر سکے"

بلو جینز پر سفید اور سیاہ دھاری دار ٹی شرٹ پہنے،بال جو چلنے سے پہلے جیل لگا کر سیٹ کئے گئے تھے اب بار بار اضطراب سے سر میں ہاتھ مارنے پر ماتھے پر بکھر چکے تھے۔ماتھے پر فکر مندی کی وجہ سے تیوریاں تھیں۔بادامی آنکھوں میں تفکر تھا۔اپنے چاچو کا حکم مانتے ہوئے وہ جلد ہی مری سے نکل چکے تھے۔نکلنے سے پہلے اس نے سمیع کو کہا تھا کہ ایک دفعہ گاڑی کو چیک کر لے تاکہ راستے میں کوئی مسلئہ نہ ہو مگر اس ٹھرکی انسان کو لڑکیاں تاڑنے سے فرصت ملتی تو وہ کچھ کرتا نتیجتاً اب گاڑی بیچ راستے میں اچانک بند ہو گئی تھی،تینوں کو کوشش کی بعد بھی وہ سٹارٹ نہیں ہوئی تھی۔اب وہ لوگ کسی غیبی مدد کے انتظار میں تھے۔

www.novelsclubb.com

"یار وہ دیکھو وہاں لائٹس نظر آ رہی ہیں،یقیناً وہاں پہ کوئی سروس اسٹیشن ہو گا۔فرحان تو یہاں رک میں اور اذلان پتہ کر کے آتے ہیں"۔

سمیع نے دور مدھم لائٹس کو دیکھتے کہا

"نا بھئی نا۔۔ میں تو یہاں اکیلا کبھی بھی نہ رکوں"

شام کے ڈھلتے سائے اور ویران روڈ، سوچ کر ہی فرحان نے جھرجھری لی۔

"اگر مجھے کوئی چڑیل اٹھا کے لے گئی تو۔

مجھے اپنی ماونٹ ایورسٹ جیسی جوانی ایک چڑیل کے نام نہیں کرنی بھئی"

فرحان دہائی دیتا بولا

"بکواس بند کرو اور تم دونوں جاؤ میں یہیں رکتا ہوں گاڑی کے پاس تم دونوں جاؤ۔"

اذلان نے دونوں کو ڈانٹتے ہوئے کہا وہ اس وقت واقعی پریشان تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ دونوں ایک مکینک کے ساتھ نمودار ہوئے۔ گاڑی ٹھیک کرتے کرتے انہیں کافی دیر ہو چکی تھی۔ مکینک کو واپس سروس اسٹیشن ڈراپ کر کے وہ اب فل سپیڈ پہ گاڑی دوڑا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

فرحان پچھلی سیٹ پر لیٹا نیند کے مزے لے رہا تھا جبکہ سمیع فلحال ڈی جے کا رول پلے کر رہا تھا۔

"سر باہر ایک آدمی آیا ہے، کہہ رہا ہے کہ آپ سے ملنا چاہتا ہے"

لاش کو فارینسک لیب بھیج کر وہ واپس تھانے آگیا تھا جب نواز نے دستک دیکر اسے اطلاع دی۔

"کون آدمی اور کیوں ملنا چاہتا ہے؟"

اس نے حیرانگی سے بھنویں اچکا کر پوچھا

"سر کہہ رہا ہے کہ آج صبح ہونے والے قتل کے سلسلے میں ملنا چاہتا ہے"

نواز نے چاک و چوبند لہجے میں کہا

www.novelsclubb.com

"اچھا بھیجواسے"

دوبارہ ہونے والی دستک پر وہ کرسی کی ٹیک چھوڑ کر وہ سیدھا ہو کر بیٹھا تھا۔

"کم ان" اس نے اجازت دی۔

"بیٹھو" آنے والا ایک 25،26 سال کا لڑکا تھا۔ گھبراہٹ اس کے چہرے پر صاف عیاں تھی۔

"کیسے آنا ہوا؟"

اسے مسلسل گھبراتا دیکھ کر سمیر نے سوال کیا۔

"سر آج صبح جو واقع ہوا وہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے"

وہ گھبراتے ہوئے بولا،،اس کی گھبراہٹ کو سمیر فطری سمجھ رہا تھا کیونکہ کوئی بھی نارمل انسان اگر کسی کا خون ہوتے دیکھے گا تو ایسے ہی ری ایکٹ کرے گا۔

"نام کیا ہے تمہارا؟"

"سر شہباز نام ہے میرا"

www.novelsclubb.com

"کیا دیکھا تم نے،اور تم وہاں کیا کر رہے تھے اس وقت؟"

"سر میں ایک فیکٹری میں کام کرتا ہوں، میری

نائٹ ڈیوٹی ہے، میں روز وہاں سے گزر کر گھر جاتا ہوں، کل رات بھی میں گزر رہا تھا تو میں نے وہاں ایک کار کھڑی دیکھی اس کے سامنے ایک آدمی ایک لڑکے کے پیٹ میں چاقو مار رہا تھا۔۔م۔میں بہت گھبرا گیا تھا سر۔میں نے وہیں اپنی بائیک روک لی۔کچھ دیر بعد وہ آدمی چلا گیا۔میں جب اس لڑکے کے پاس آیا تو وہ لڑکا مر چکا تھا۔میں بہت ڈر گیا تھا سر اور میں وہاں سے بھاگ گیا"

بات کرتے کرتے پسینے کے ننھے ننھے قطرے اس کے ماتھے پہ نمودار ہوئے۔

"گاڑی کا نمبر دیکھا تم نے؟اور آدمی کیسا تھا، شکل یاد ہے اس کی؟"

"جی سر گاڑی کا نمبر بھی دیکھا تھا سر وہ آدمی 40،45 سال کا تھا۔مجھے اس کی شکل بھی یاد ہے"

"ٹھیک ہے تم اس آدمی کا سکیچ بنواؤ"حوالدار لے جاؤ اسے

www.novelsclubb.com

"اور ہاں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے، تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا"

سمیر نے اس کی گھبراہٹ کم کرنے کے لئے کہا

"شکریہ سر"

دروازے پر ایک دفعہ پھر دستک ہوئی

"یس کم ان"

اجازت ملتے ہی انسپکٹر نواز اندر داخل ہوا

"سر اس لڑکے کے بارے میں پتہ لگ گیا ہے، اس کا موبائل جو کہ ڈیڈ تھا میں نے اس کو چارج کر کے اس کے گھر والوں کو مطلع کر دیا ہے۔ یہ لڑکا ایک مدرسے کے بچوں کو پک اینڈ ڈراپ دیتا تھا، یعنی کی یہ اس مدرسے کا ڈرائیور تھا، اس مدرسے کے ساتھ ملحقہ ایک یتیم خانہ بھی ہے جہاں صرف بچیاں یا عورتیں رہتی ہیں، اپنی عبادت کے لئے وہ مدرسے آتی ہیں اور اس مدرسے میں شہر کی اور بھی بچیاں زیرِ تعلیم ہیں" نواز نے سیلیوٹ مارنے کے بعد کہنا شروع کیا

"کل شام کے وقت بچوں کو ان کے گھر چھوڑنے کے بعد سے ہی اس کا فون آف تھا اس لئے ہم اس کی لوکیشن ٹریس نہیں کر سکے۔"

"اوکے ایسا کرو اس مدرسے میں جاؤ اور وہاں سے پتہ کرو کہ یہ کب نکلا تھا اور جیسے ہی وہ سکیچ ریڈی ہوتا ہے اس آدمی کی تصویر کو ہر تھانے میں سرکولیٹ کر دو"

ساری بات سننے کے بعد سمیر نے حکم دیا

"اوکے سر"

نواز کے جانے کے بعد اس نے واپس کرسی کی پشت سے ٹیک لگالی، انداز میں تھکن واضع تھی اس طرح کے واقعات اسے ہمیشہ ذہنی طور پر تھکا دیتے تھے۔

"ازھا دبات ہوئی اذلان سے کہ نہیں؟"

وہ ابھی ابھی آفس سے لوٹا تھا صبح کے بعد اس کی دوبارہ بات نہیں ہوئی تھی اذلان سے مگر اسے امید تھی کہ وہ اب تک واپسی کے لئے چل پڑا ہوگا، وہ جانتا تھا کہ چاچو ضرور پوچھیں گے اس لئے ان کی نظروں میں آئے بغیر اپنے کمرے میں جارہا تھا کی جاوید شاہ نے دھر لیا۔

www.novelsclubb.com

"جی چاچو ہوگئی تھی بات وہ چل پڑا ہے وہاں سے پہنچ جائے گا کچھ دیر میں"

"کب پہنچے گا شام تو ہو چکی ہے، پتہ کرو کہاں ہے وہ" جاوید شاہ کو لگا کہ یہ دونوں بھائی انہیں چونا لگا رہے ہیں۔

"اچھا میں کرتا ہوں کال اسے"

یہ کہہ کر وہ اپنے کمرے کیطرف بڑبڑاتا ہوا چل پڑا

"بھائی پلیز روک دے گاڑی تجھے خدا کا واسطہ ہے، میرے جڑے ہوئے ہاتھ دیکھ لے میں بڑی تکلیف میں ہوں"

فرحان ایک دفعہ پھر منت کرتے ہوئے بولا، سارے راستے وہ کچھ نہ کچھ کھاتے پیتے آئے تھے اور اب فرحان کو واشروم کی حاجت ہوئی تھی جبکہ اذلان بہرہ بنا گاڑی چلا رہا تھا جبکہ سمیع اپنے کمینہ ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے

www.novelsclubb.com "شش۔۔۔شش"

کی آوازیں نکال رہا تھا۔

"سمیع چپ کر جا، اور اذلان اب اگر تو نے گاڑی نہ روکی تو میں تیری گاڑی گندی کر دوں گا"

فرحان نے آخری حربہ آزمایا جو کہ کام بھی کر گیا اذلان نے فوراً گاڑی روکی اور فرحان چھلانگ مار کر باہر نکلا

"یہ پکڑ بوتل اور ہاتھ دھو کر اندر آنا"

اسے آتے دیکھ کر سمیع نے ایک پانی کی بوتل اس کی طرف اچھالی

"ہائے سکون آگیا"

گرحان نے ایک پر سکون سانس خارج کرتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اپنے گیلے ہاتھ سمیع کے کپڑوں سے صاف کئے۔

"ابے کمینے ہٹ پیچھے، غلیظ انسان"

وہ ابکائی لیتا ہوا بولا

www.novelsclubb.com

"فرحان اگر تیرے ہاتھ میری طرف آئے تو میں گاڑی کہیں ٹھوک دوں گا"

اذلان نے اسے وارن کرنے والے انداز میں کہا

"ارے تو تو بھائی ہے میرا تجھے میں کیوں کچھ کہوں گا۔ تو تو۔۔۔ چڑیل"

وہ اب اپنے ہاتھ اذلان کے منہ کی طرف لاتا ہوا بولا مگر سامنے روڈ پر ایک چڑیل کو کھڑا دیکھ کر چیخ اٹھا۔اذلان نے بھی نظریں سامنے کیں،وہ لوگ اس وقت لاہور کے حدود اربعہ میں داخل ہو چکے تھے۔

"ابے چڑیل نہیں کوئی لڑکی ہے"

اذلان نے غور سے دیکھتے ہوئے کہا

"اوئے لفٹ دے دے،،سفر بھی سہانا ہو جائے گا" سمیع نے فوراً اپنے نادر خیالات سے نوازا

"اذلان تجھے میری قسم اگر تونے گاڑی روکی،تو نہیں جانتا میرے بھائی یہ چڑیلیں لڑکیوں کے روپ میں ہم جیسے معصوم لڑکوں کو شکار کرتی ہیں اور پھر ان کا خون پی جاتی ہیں،،گاڑی مت روک"

www.novelsclubb.com

فرحان ڈرتا ہوا بولا اور ساتھ ہی اپنے پاس پڑی اپنی جیکٹ اٹھا کر سر پر رکھ کی اور آیت الکرسی کا ورد کرنے لگا،جبکہ سمیع ہنوز رال ٹپکاتی نظروں سے سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔

"ارے سارا، یہ یہاں کیا کر رہی ہے اس وقت"

اذلان نے اسے پہچان لیا تھا وہ ان کی کلاس فیلو تھی۔

"مس ٹوٹل یہ کیا کر رہی ہے یہاں" سمیع بھی پہچان چکا تھا۔ سارا ان کی کلاس فیلو تھی جس پر سمیع شروع دن سے ہی ٹھرک جھاڑتا تھا۔

"یہ چڑیل کب بنی"

فرحان نے بھی اپنے دماغ کے کچھوے دوڑائے اور اپنی مطلب کی بات سوچی، اتنے میں وہ بھی ان کی طرف آچکی تھی شاید اس نے بھی انہیں پہچان لیا تھا۔

"اذلان میری گاڑی خراب ہو گئی ہے اور فون بھی آف ہے، میں کسی کو بلا بھی نہیں سکتی کیا تم مجھے لفٹ دے سکتے ہو پلیز"

www.novelsclubb.com

اس نے کھڑکی کے پاس آکر اذلان کو مخاطب کرتے ہوئے اپنا مسلہ بتایا۔

"نو پرابلم آجاؤ، سمیع تم پیچھے چلے جاؤ"

سمیع کے پیچھے جانے کے بعد سارا آگے بیٹھ چکی تھی، جبکہ فرحان مسلسل منہ میں کچھ بڑ بڑا رہا تھا۔

"سمیع" اچانک کچھ سوچتے اس نے سمیع کو مخاطب کیا۔

"ہوں" وہ ہنوز سارا کیطرف ہی دیکھ رہا تھا

"یار اس کے پاؤں دیکھ الٹے ہیں کہ سیدھے؟"

فرحان نے آگے بڑھ کر دیکھنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا اس لئے سمیع سے پوچھا مگر اس کی گھوری پر چپ چاپ آیت الکرسی کا ورد پھر سے شروع کر دیا۔

"مس ٹوٹل تم یہاں کیا کر رہی ہو اتنی رات کو؟"

سمیع نے ذرا رعب دار لہجے میں پوچھا

سارا نے چبھتی ہوئی نظروں سے پیچھے مڑ کے اسے دیکھا وہ فوراً ہو کھلا گیا۔

"تمہیں کیوں بتاؤں تم ماموں لگتے ہو میرے"

www.novelsclubb.com

اس کی بات پر جہاں سمیع نے منہ بسورا وہیں اذلان نے مسکراہٹ ضبط کی۔ جبکہ فرحان ہنوز آیات کا ورد کر رہا تھا۔

"السلام علیکم امی!"

وہ اس وقت گھر جا رہا تھا جب اس کی ماں کی کال آئی۔ وہ ڈرائیونگ کے دوران کبھی کال پک نہیں کرتا تھا، مگر یہ اس کی ماں کی کال تھی جسے وہ نظرانداز نہیں کر سکتا تھا۔ ایک ہاتھ سے فون کان سے لگائے وہ دوسرے ہاتھ سے احتیاط سے ڈرائیو کر رہا تھا

"جی امی میں نکل پڑا ہوں، گھر آ رہا ہوں، گھر آ کر بات کرتے ہیں، ابھی میں ڈرائیو کر رہا ہوں"

جلد بازی میں اس نے اپنی ماں کو عذر پیش کیا

"چلو ٹھیک ہے بیٹا، خدا حافظ"

سمینہ بیگم نے کال منقطع کرتے ہوئے کہا

ابھی اس نے کال ختم کر کے فون ڈیش بورڈ پر رکھا ہی تھا کہ ٹھا کی آواز کے ساتھ کوئی گاڑی اس کی گاڑی سے ٹکرائی۔ پریشانی کے عالم میں وہ گاڑی سے نکلا۔

سامنے ہی سیاہ سوک کھڑی تھی جسکی ہیڈ لائٹ میں کریک پڑ چکا تھا۔ غلطی سراسر اس کی تھی، اس نے ٹرن لینے سے پہلے ہارن نہیں دیا تھا اس لئے وہ معذرت کے لئے آگے

بڑھا، مگر اتنے میں ہی ایک لڑکی اس گاڑی سے نکل آئی تھی، اپنے حلیے سے وہ کوئی ورکنگ لیڈی لگ رہی تھی۔ سیاہ جینز اور سفید شرٹ۔ وہ لڑکی اپنی گاڑی کا جائزہ لے رہی تھی۔ سمیر نے آگے بڑھ کر معافی مانگنا چاہی۔ اس کی خود کی گاڑی کی بھی ہیڈ لائٹ میں کریک پڑ گیا تھا۔

"ائم سوری، آپ کا نقصان ہو گیا کافی"

اس کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا کہے۔ سمیر کی بات پر وہ اس کی طرف پلٹی۔ ایک نظر اس کی وردی پر اور دوسری اس کی گاڑی پر ڈالی۔

"آپ کو تو عادت ہو گی لوگوں کے ایسے نقصان کرنے کی کیونکہ ان کی بھرائی آپ کی جیب سے جو نہیں ہوتی، بٹ اٹس اوکے، میرے نقصان کی خیر ہے، آپ کا نقصان حکومت بھر دے گی"

www.novelsclubb.com

اس کی سرکاری گاڑی دیکھ کر تمسخرانہ مسکراہٹ سے کہتے عنایہ نے آنکھوں پہ واپس سیاہ چشمہ لگایا اور اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گئی۔

پیچھے سمیر اس کے لفظوں پر غور کرتا دانت پیستا رہ گیا۔وہ معافی مانگنے آیا تھا اور وہ لڑکی اسے ہی باتیں سنا گئی تھی۔

"لیونی بنئه

(پاگل عورت)" بڑبڑاتا ہوا وہ واپس کار میں بیٹھا۔

"گڈ مارننگ ایوری ون"

ناشتے کے ٹیبل پر پہنچ کر اس نے بآواز کہا۔ازھاد نے اس کی گڈ مارننگ کا جواب دیا جبکہ جاوید صاحب نے اسے محض گھورا۔

"کیا ہوا جیدی ڈارلنگ آپ مجھے اتنے پیار سے کیوں دیکھ رہے ہیں، میں آپ کی بیوی تھوڑی ہوں" جینز کے ساتھ وائٹ ٹی شرٹ اور ڈینم جیکٹ کے ساتھ وائٹ سنیکرز پہنے، بال جیل سے سیٹ کئے وہ نکھرا نکھرا سا لگ رہا تھا۔ہلکی داڑھی جو تین ہفتوں میں بڑھ کر گھنی ہو چکی تھی اسے مزید ہینڈسم بنا رہی تھی۔ازھاد کلین شیو کرتا تھا جبکہ اذلان کو داڑھی پسند تھی۔

اذلان نے ایک پیس منہ میں رکھتے ترچھی نظروں سے دیکھتے جاوید صاحب کو کہا کہ وہ محض دانت پیستے رہ گئے۔

ان کے کنوارے ہونے کا اتنا مذاق ان کے دوست نہیں اڑاتے تھے جتنا ان کا یہ بھتیجا، ہمیشہ بیوی کا نام لیکر ان کا خون جلاتا تھا۔اس کے بیوی والے شوشے پر ازھاد نے بمشکل اپنا قہقہہ روکا۔

"بکواس بند کرو اور مجھے یہ بتاؤ کہ کب آئے ہو؟"

"یار چاچو ایک مسلہ ہو گیا تھا جس کی وجہ سے ہم لیٹ ہو گئے، رات تقریباً 12 بجے پہنچا تھا، آپ دونوں بے فکر ہو کر لمبی تان کر سو رہے تھے تو میں چپ چاپ اپنے کمرے میں جا کر سو گیا۔اور اب تیار ہو کر یونی ورسٹی جا رہا ہوں، اب اتنی پیار بھری نظروں سے دیکھنا بند کریں یار مجھے شرم آنے لگی ہے"

وہ اپنی رات کی روداد سناتے ہوئے بولا، جبکہ شرمانے والی بات پر باقاعدہ نیپکن کا سہارا لیا گیا۔

جاوید صاحب کا غصہ منٹوں میں اڑن چھو ہوا تھا اس کی یونی جانے والی بات پر۔

"اوکے چاچو میں چلتا ہوں پھر خدا حافظ "ناشتہ ختم کرتے ہی ازھاد اٹھ کھڑا ہوا

"ٹھیک ہے خدا حافظ "

"ویسے چاچو میں آپ کو اس حالت میں بالکل نہیں دیکھ سکتا۔۔ہم سارا دن مصروف رہتے ہیں یاروں دوستوں میں اور آپ اکیلے۔ چچ۔ چچ۔،اگر آپ کہیں تو میں آپ کے لئے کوئی آنٹی شانٹی دیکھوں؟"

وہ ہمدردانہ انداز میں بولا اور ساتھ ہی کمرے کی طرف دوڑ لگا دی۔ کیونکہ جاوید صاحب کا ہاتھ ان کے جوتے تک پہنچ گیا تھا۔اب کی بار ازھاد بھی اپنا قہقہہ نا روک پایا، جبکہ جاوید شاہ کے لبوں پر بھی مسکراہٹ مچلنے لگی۔

---

www.novelsclubb.com

"سر سکیچ ریڈی ہو گیا ہے"

حوالدار نے آکر اسے اطلاع دی۔ تو وہ ٹیک چھوڑ کر بیٹھا۔ابھی کچھ دیر پہلے ہی پوسٹ مارٹم رپورٹ آئی تھی اور وہ اس کا مطالعہ ہی کر رہا تھا۔

"ٹھیک ہے لے کر آؤ"

انسپکٹر نواز کو اس نے اس مدرسے میں تفتیش کے لئے بھیجا تھا۔ حوالدار نے سکیچ اسے لا کر دیا، تب ہی اس کے دروازے پر دستک ہوئی، اجازت ملتے ہی نواز اندر داخل ہوا۔

"سر وہ مدرسہ اور اس کے ساتھ ملحقہ یتیم خانہ بلال آفندی نامی ایک آدمی کے انڈر ہیں وہ زیادہ تر مدرسے یا یتیم خانے میں خود نہیں آتے لیکن امداد وہی کرتے ہیں، مدرسے کی دیکھ بھال ایک خاتون کرتی ہیں جن کا نام شمائلہ ہے، ان سے پوچھنے پر معلوم ہوا ہے کہ عاشر ہر روز کی طرح کل شام مغرب کی نماز کے بعد بچیوں کو ان کے گھر چھوڑنے گیا تھا اور عشا کی نماز کے وقت لوٹا، وین جس کو وہ پک اینڈ ڈراپ کے لئے استعمال کرتا ہے وہ چونکہ مدرسے کی ہے اس لئے وہ ہر روز اسے وہاں کھڑا کر کے خود گھر چلا جاتا ہے، شمائلہ کے مطابق وہ کل بھی تقریباً عشا کی نماز کے وقت چل گیا تھا، اور یہ بات میں نے وہاں لگے سی سی ٹی وی کیمرے سے کنفرم کی ہے"

سیلوٹ مارنے کے بعد وہ کسی مشین کی طرح شروع ہو چکا تھا۔

"اوکے، یہ سکیچ ریڈی ہو کر آیا ہے"

www.novelsclubb.com

سمیر نے اس کی ساری بات سن کر وہ سکیچ اس کے سامنے رکھا جسے دیکھ کر اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

"سر یہ "ایک حیران کن سی آواز اس کی حلق سے برآمد ہوئی

"کیا ہوا تم جانتے ہو اسے ؟"

سمیر نے اسے حیران دیکھ کر آنکھیں سکیڑ کر سوال کیا

"سر یہ تو۔۔یہ تو اس مدرسے اور یتیم خانے کا آخر ہے"

وہ بے یقینی سے بولا

"کیا؟؟"

ابکی بار سمیر بھی حیران ہوا، جلدی سے کرسی کی پشت چھوڑ کر سیدھا ہوا اس نے ایک نظر پھر سکیچ کو دیکھا۔دائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے دائیں آبرو کو کھجا کر وہ فیصلہ کن انداز میں سیدھا ہوا۔

www.novelsclubb.com

اسی اثناء میں باہر چیخ وپکار شروع ہوگئی۔ سمیر اور نواز دونوں باہر کو لپکے

"کیا قصور تھا میرے معصوم بچے کا، اللہ غارت کرے انہیں جس نے میری دنیا اجاڑ دی۔۔ محمود ہم کیا کریں گے اب،، کہاں جائیں گے، ہمارا کون ہے اب۔۔؟"

عاشر کے والدین اس وقت پولیس اسٹیشن آئے تھے اور یہ عاشر کی والدہ تھیں جن کی واقعی دنیا اجڑ چکی تھی۔ جوان بیٹے کا اتنی بے دردی سے قتل ہوا تھا۔

ماں باپ چاہے وہ عمر کے کسی بھی حصے میں ہوں ہر تکلیف سہہ جاتے ہیں مگر اپنی اولاد پر آنے والی آنچ بھی وہ برداشت نہیں کر سکتے۔ اور یہاں تو ان کا گھبرو جوان بیٹا قتل ہوا تھا، ان کی چیخ و پکار سے ہر آنکھ نم تھی۔

"آپ پلیز بیٹھیں اور پانی لے کے آئیں ان کے لئے "

سمیر نے نڈھال سی عاشر کی والدہ کو کرسی پہ بٹھایا اور ملازم کو پانی لانے کا کہا

"ایس پی صاحب مجھے اپنے بیٹے کے قتل کی ایف آئی آر درج کروانی ہے "

محمود صاحب نے سلمیٰ بیگم کو سہارا دے کر بٹھایا اور سخت لہجے میں بولے

"جی آپ کو شک ہے کسی پہ؟"

www.novelsclubb.com

"جی۔۔ جس مدرسے میں میرا بیٹا نوکری کر رہا تھا اس کے مالک پر۔۔ دراصل میرا بیٹا ایک رپورٹر ہے۔۔ وہ اس طرح کے کئی کیسز پہلے بھی حل کر چکا ہے،،اور اس دفعہ اسے مدرسے کے آنر پہ شک تھا۔۔ پچھلے تین ہفتوں سے وہ وہاں نوکری کر رہا تھا ڈرائیور کے طور پہ۔۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ میرے بیٹے کو اس نے ہی مارا ہے"

بولتے ہوئے محمود صاحب کا لہجہ بھرا گیا۔

آسان نہیں تھا جوان بیٹے کی لاش دیکھنا

"ان کے کیس کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں،، کس طرح کا کیس تھا؟"

"میں اس کے کیس کے بارے میں نہیں جانتا بس اتنا جانتا ہوں کہ وہ آج کل اس مدرسے میں نوکری کر رہا تھا"

"ٹھیک ہے آپ ایف آئی آر درج کروائیں اور باقی کی کاغذی کارروائی کریں،لاش کا پوسٹ مارٹم ہو گیا ہے آپ وہ بھی لیکر جا سکتے ہیں،اور نواز تم موبائل ریڈی کرو ہمیں اس آنر کو اریسٹ کرنے جانا ہے"

www.novelsclubb.com

سمیر سب کو انفارم کرتا خود اپنے آفس میں چلا گیا۔ یہ کیس جتنا سیدھا نظر آرہا تھا اتنا تھا نہیں، اسے بالکل اندازہ نہیں تھا کہ عاشر کا پیشہ کیا ہے، اور اب یہ کیس صرف عاشر کے قتل کا نہیں بلکہ اس مدرسے کی حقیقت سامنے لانے کا بھی تھا۔

"کم ان"

اس کی آمد کی اطلاع صبیحہ کو پہلے ہی مل چکی تھی۔ اجازت ملنے پر وہ اندر آیا تو صبیحہ کو لگا ایک رنگ و بو کا سیلاب اس کے آفس میں آیا ہو۔

"ہیو آ سیٹ پلیز" ایک پیشہ وارانہ مسکراہٹ کے ساتھ اس نے دراب کو کہا

"مجھے ایڈوکیٹ عنایہ سے ملنا ہے" گلا کھنکار کر اس نے مدعا بیان کیا۔ نظریں ہنوز اس کی سیاہ مانگ پر ٹکی ہوئی تھیں۔

"ائم ہر اسسٹنٹ۔۔ کافی اور چائے؟؟" اس کی نظریں خود پہ محسوس کر کے صبیحہ نے ذرا سپاٹ انداز اپنایا۔

"اوہ۔۔ایکچولی ہماری ایک ٹیکسٹائل فیکٹری میں کچھ ایشوز ہیں اور ہمارے آفیشل لائر پچھلے ماہ کچھ پرابلمز کی وجہ سے اپنا لائسنس گنوا چکے ہیں۔تو میرے سر اور رائل سٹار ٹیکسٹائل کے آنر مسٹر ازھاد چاہ رہے ہیں کہ ہمارا کیس مس عنایہ ہینڈل کریں اور اس کے ساتھ ہی ہم انہیں اپنی کمپنی کی آفیشل لائر کی آفر بھی کرتے ہیں۔ سیلری پیکج مس عنایہ خود سلیکٹ کریں گی۔اس کے ساتھ انہیں اور بھی بہت ساری سہولیات مہیا کی جائیں گی۔بٹ انہیں صرف ہماری کمپنی کے ساتھ کام کرنا پڑے گا۔پھر وہ ایک کریمنل لائر کے طور پر کام نہیں کر سکتیں۔"اس نے ذرا رعب دار سے لہجے میں آفر کی۔ایسا گولڈن چانس کوئی چاہ کر بھی ٹھکرا نہیں سکتا۔

"دیکھیں مسٹر آپ کا کیس میم ہینڈل کر لیں گی وہ بھی کیس کی مکمل تفصیلات جاننے کے بعد مگر آپ کی دوسری آفر۔۔"

وہ ذرا دیر کو رکی۔۔شاید اسے کچھ جتا رہی تھی۔

"میم اسے کبھی بھی قبول نہیں کریں گی۔انہوں نے کبھی بھی باؤنڈ ہو کر کام نہیں کیا۔نہ ہی ان کی نیچر ایسی ہی۔سو اس کے لئے آپ کسی اور وکیل سے رابطہ کریں۔"

www.novelsclubb.com

"آپ ایک دفعہ اپنی میم سے ضرور پوچھ لیجیے گا ہو سکتا ہے ان کا مائنڈ بن جائے اور یہ رہی کیس کی فائل۔"

اس نے ایک فائل اس کے سامنے رکھی اور پھر ذرا جتا کر بولا

"ان کا مائنڈ ضرور بن جائے گا، مگر آپ کی آفر کا نہیں بلکہ آپ کے کیس کو کک آؤٹ کرنے کا۔ آئی وارن یو یہ بات میم سے مت کریئے گا۔"

اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے صبیحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے دراب جواب دیتا اس کا فون بجنے لگا۔ وہ ایکسکیوز کرتا باہر نکل گیا۔ صبیحہ سر جھٹک کر فائل کھول کر دیکھنے لگی۔

www.novelsclubb.com

"السلام علیکم میم"

عنایہ کو آفس میں داخل ہوتے ہی صبیحہ کی معمول کے مطابق ایکٹو سی آواز سنائی دی۔

"وعلیکم السلام"

اس نے جواب دیتے اپنا سیل اور گلاسس ٹیبل پر رکھیں۔

"میم ایک کلائنٹ آئے تھے آج ایک کیس کے سلسلے میں"

"اوہ۔۔کیسا کیس اور کیا ڈیٹیلز ہیں؟"لیپ ٹاپ آن کرتے اس نے ایک نظر صبیحہ کو دیکھا اور پاسورڈ ڈال کر لیپ ٹاپ آن کیا۔

"میم رائل سٹار ٹیکسٹائل کے مینیجر کی کال آئی تھی،ان کی ایک سائٹ پہ کچھ پرابلم ہو رہی ہے،وہ لوگ چاہ رہے تھے کہ آپ ان کا کیس ہینڈل کریں"

www.novelsclubb.com

صبیحہ نے دراب سے ہونے والی بات من و عن عنایہ کو بتائی

"ہمم،کیسی پرابلم"

اس نے ایک نظر صبیحہ کو دیکھ کر پھر سکرین کی طرف متوجہ ہوئی۔ پتلی پتلی سفید انگلیاں مہارت سے کھٹ کھٹ کی بورڈ پر چل رہی تھیں۔ غلافی آنکھوں پر سجی پلکوں کی جھالر مسکارے کی مدد سے مزید اٹھی ہوئی تھی۔

"میم ان کی فیکٹری سے نکلنے والے ویسٹ سے وہاں کے لوگوں کو پرابلم ہو رہی ہے، مسٹر ازھاد کے مینیجر نے وہاں کے لوگوں سے بات چیت کرنے کی کوشش کی ہے مگر وہ لوگ کسی طور نہیں مان رہے ہے اور اس معاملے کو عدالت تک لے کے جانا چاہتے ہیں"

"ہمم،،ان کے مینیجر سے کہو کے ان کے باس خود مجھ سے آکر ملیں"

عنایہ نے سارے معاملے پر غور کرنے کے بعد کہا

"اوکے میم"

صبیحہ سر ہلاتی اپنے کام میں مصروف ہو گئی

www.novelsclubb.com

"یار ایک بات مجھے سمجھ نہیں آئی۔۔"

فرحان کینٹین میں کرسی سے ٹیک لگائے سامنے ٹیبل پر ٹانگ رکھے لیٹا تھا،اور مسلسل سامنے دیوار کیطرف الجھی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"ہاں باقی تو جیسے تجھے ساری سمجھ آجاتی ہیں" موبائل یوز کرتے اذلان نے لقمہ دیا

"بول میرے بھائی تجھے کیا بات پریشان کر رہی ہے" سمیع لڑکیاں دیکھنے کے چکر میں وقت سے پہلے ہی یونیورسٹی پہنچ گیا تھا،، مگر ابھی تک کوئی لڑکی اسے نظر نہیں آئی تھی، جو نظر آرہی تھیں ان کے بوائے فرینڈز بطور گارڈان کے ہمراہ تھے،اب وہ بیٹھا بیٹھا بور ہو چکا تھا تو فرحان کا مسلئہ حل کرنے کا سوچا

"یار اقبال نے یہ شعر کس ریفرنس سے لکھا تھا،

"پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں

نرگھس کا جہاں اور، ہے شاہین کا جہاں اور"

وہ سامنے اردو ڈیپارٹمنٹ کی دیوار پر لکھے ہوئے شعر کو دیکھتا بولا

"یہ نرگھس آنٹی بھی اپنی اسی جہاں مطلب پاکستان کی ہیں اور شاہین بھائی بھی،، تو ان کے جہاں اور کیسے ہو گئے۔۔؟"

فرحان نے اپنا مسلہ سمیع کے گوش گزار کیا

"ابے بے وقوف یہ نرگھس اپنے پاکستان والی نہیں انڈیا والی نرگھس فخری ہے"

سمیع نے اس کا مسلہ منٹوں میں حل کیا

فرحان کا چپس کے پیکٹ کی طرف جاتا ہاتھ ساکت ہو گیا وہ جلدی سے کرسی کی پشت سے ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہوا اور آنکھوں میں چمک لئے سمیع کے گلے لگ گیا۔

"او بھائی تو بہت مہان ہے قسم سے،، میں اتنے دنوں سے اس کے بارے میں سوچ رہا تھا مگر مجھے سمجھ ہی نہیں آرہی تھی،، تیرا بہت بہت دھنے واد میرے یار"

جبکہ سمیع کی گردن اکڑ چکی تھی فخر سے

www.novelsclubb.com

"ہونہہ۔۔ یہ تو کوئی بات ہی نہیں۔۔ تیرے بھائی نے بڑے بڑے مسئلے حل کیے ہیں۔۔"

وہ فخریہ انداز میں کالر جھاڑتے ہوئے بولا

"اے بے وقوف وہ نر گھس نہیں کر گھس ہے"

اذلان جو کب سے ان کی بکواس سن رہا تھا تپ کر بولا

دونوں نے بیک وقت سامنے دیوار کیطرف دیکھا جہاں بارش کے پانی اور دھوپ کی وجہ سے کلی خراب ہو چکی تھی اور "کر" "مٹ کر" "نر" "کا نظارہ پیش کر رہا تھا۔

سمجھ آنے پر دونوں کے قہقہے ایک ساتھ کینٹین میں بلند ہوئے۔

"اوئے ادھر دیکھ لگتا ہے نیو ہے، آجا ذرا ر گڑا لگائیں اسے" سمیع دور سے آتی ہوئی مشعل کو دیکھتے آنکھ مارتے بولا

"نہیں نیو کمر نہیں ہے، اپنے ڈیپارٹمنٹ کی ہے"

اذلان نے موبائل سے نظریں ہٹا کے دیکھا تو ہلکے گلابی رنگ کے شلوار قمیض میں میرون چادر میں لپٹی مشعل نظر آئی

www.novelsclubb.com

"اوئے تو کیسے جانتا ہے اسے ؟"

سمیع نے مشکوک نظروں سے اذلان کو دیکھا

"جانتا نہیں ہوں، دیکھا ہے اسے ایک دو دفعہ اپنے ڈیپارٹمنٹ میں ہی،،اور کوئی ضرورت نہیں ہے اس کے ساتھ چولیں مارنے کی"

پہلے اس نے آرام سے بتایا پھر ذرا سخت لہجے میں سرزنش کی

"چل بھائی تو کہتا ہے تو نہیں کرتے"

سمیع سہولت سے مان گیا۔

"چل بھائی چلیں کلاس شروع ہونے والی ہے، سر آفتاب بھی ہماری راہوں میں اپنے ہتھیار سجا کر بیٹھے ہوں گے"فرحان نے ان دونوں کو یاد کروایا

"سر آپ 15 رولنمبر مس کر گئے ہیں آئی تھنک"

کلاس میں انٹر ہوتے ہی آفتاب سر نے اٹینڈینس لینا سٹارٹ کر دی تھی،اذلان کا رول نمبر 15 تھا جو سر بھول گئے تھے اس لئے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

www.novelsclubb.com

آفتاب سر نے اپنا چشمہ اتار کر ڈائس پر رکھا اور سیدھے کھڑے ہو گئے،اذلان کو ان کے انداز سے خطرے کی بو آنے لگی۔

"ابے کیا ضرورت تھی شیر کے منہ میں ہاتھ ڈالنے کی اب ان کا ایف ایم کون بند کرے گا"

پاس بیٹھے سمیع نے اس کے کہنی مارتے ہوئے کہا

"واللہ یہ چاند آج کدھر سے نمودار ہو گیا۔۔؟اور اس چاند کے ساتھ کے دو ستارے کہاں ہیں۔۔ارے دیکھو ذرا وہ بھی بغل میں ہی ہیں۔ چلو ذرا کھڑے ہو جاؤ اور اپنا نورانی مکھڑا تو دکھائیں"

آفتاب سر نے میٹھی میٹھی کرنے کے سارے ریکارڈ توڑتے ہو کہا

"جناب آپ بتانا پسند فرمائیں گے کے پچھلے 3 ہفتوں سے ما بدولت کہاں غائب تھے؟"

"سر وہ سمسٹر بریک پہ تھے ہم لوگ،، مری گئے تھے گھومنے پھرنے۔یقین کریں سر اتنا مزہ آیا کہ کیا بتائیں۔۔ادھر گرمی بھی تو بہت تھی،،وہاں کا ماحول۔۔آئے ہائے ہائے کیا بتائیں سر"

سر کے پوچھنے پر فرحان بنا سوچے سمجھ سٹارٹ ہو چکا تھا اب دونوں طرف سے اذلان اور سمیع کے چٹکی کاٹنے پر سی سی کرتا اپنے بازو کو مسلتا ہوا چپ ہوا تھا۔ آفتاب سر کا غصہ ساتویں آسمان پر تھا۔

"ایسا کونسا معرکہ سر انجام دے دیا تھا کہ تم لوگوں کو ریفریش ہونے کے لئے 3 ہفتے درکار تھے، یہ باقی بچے تو سٹیل کے ہیں"

"نہیں سر مری سے تو ہم لوگ دو دن میں ہی واپس آ گئے تھے یہ تو ایک اور کام تھا جہاں اتنے دن لگ گئے"

سمیع نے بات سنبھالنے کی کوشش میں جو منہ میں آیا کہہ دیا، اب اذلان اور فرحان دونوں منتظر تھے کہ آخر اس نے کیا جگاڑ لگایا ہے۔

"اور کیسی مصروفیت نکل ائی تم لوگوں کی ایک ساتھ۔۔اب یہ مت کہنا ایک بیماری آئی تھی جو صرف تم تینوں پر نازل ہوئی"

سر واقعی تپے بیٹھے تھے۔

"سر وہ ایک ایکچوئلی اذلان کے چاچو کی شادی تھی، سب کچھ جلدی جلدی میں ہوا تو اس لئے ہم لوگ وہیں بزی تھے۔"

اس کے شوشے پر اذلان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں

"اوئے اذلان تیرے چاچو کی شادی ہو گئی اور تو نے مجھے نہیں بلایا کیسا یار ہے تو۔ مجھے تو اتنا عرصہ ہو گیا ہے شادی کا کھانا کھائے ہوئے؟؟"

فرحان کو اپنا دکھ نظر آیا

"ہیں کیا واقعی جاوید کی شادی ہو گئی؟"

جاوید اور افتاب سر دونوں کالج کے زمانے میں اکھٹے پڑھے تھے اس لئے ان میں کسی حد تک اب بھی دوستی قائم تھی۔

www.novelsclubb.com

"جی سر بالکل،، وہ تو ہنی مون پہ بھی چلے گئے"

سر کو نرم پڑتا دیکھ سمیع مزید جوش سے بولا

"سہی۔۔اب تم تینوں بتاؤ کہ باقی کلاس آدھے سے زیادہ کورس کور کر چکی ہے،اگر تم لوگوں کی اجازت ہو تو میں کورس وہیں سے شروع کرواتا ہوں نہیں تو میں پھر سے سٹارٹ سے شروع کرواتا ہوں تاکہ لاڈ صاحب کو کوئی پریشانی نہ ہو"

سر تیکھے لہجے میں بولے

"نہیں سر اٹس اوکے۔۔آپ وہیں سے شروع کریں"

سمیع احسان کرنے والے انداز میں بوکا مگر سر کے گھور کر دیکھنے پر جلد ہی سیدھا ہو گیا۔

"سٹ ڈاؤن"

"ابے تجھے کس بے وقوف نے کہا تھا کہ چاچو کی شادی کا بہانہ لگا کوئی اور بہانہ نہیں لگا سکتا تھا کیا تو؟" بیٹھتے ہی اذلان نے تقریباً چیختے ہوئے اس سے پوچھا

www.novelsclubb.com

اب اگر سر نے کال کر کے پوچھ کیا تو گئے کام سے، کل کو سر نے ساری کلاس کے سامنے عزت کرنی ہے اور چاچو نے میری الگ سے کلاس لگانی ہے"

"ابے جانی ٹینشن ناٹ کل کو بھی کوئی نہ کوئی جگاڑ لگا ہی لیں گے،،فلحال آج کو انجوائے کر میرے یار"

"گڈ مارننگ سر"

دراب نے ازھاد کو آتے دیکھ سلام کیا۔

"گڈ مارننگ،یہ بتاؤ کہ کام ہوا کہ نہیں؟"

ازھاد نے فیکٹری والے مسلئے کا پوچھا۔بلیک پینٹ کے ساتھ لائٹ گرے شرٹ پہنے،گریبان کے بٹن کھولے وہ حسبِ معمول ہینڈسم لگ رہا تھا۔

"جی سر بات تو ہو گئی ہے مگر ایک مسلہ ہے"

دراب ہچکچاتے ہوئے بولا

www.novelsclubb.com

"کیسا مسلہ؟"

اس نے ناگواری سے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا۔

سر وہ لائر کہہ رہی ہیں کہ آپ خود آئیں ان سے بات کرنے ان کے "
آفس۔اور انہوں نے ہماری کمپنی کی آفیشل لائر بننے سے بھی انکار کر دیا
ہے"

دراب جھجکتے ہوئے بولا

"واٹ۔۔۔میں جاؤں اب اس کے آفس میں۔۔امپاسیبل تم کوئی اور لائر ہائر
کرو۔۔اور میل لائر یہ لڑکیاں ناجانے خود کو سمجھتی کیا ہیں۔اور ایک لائر کا
ہی بند وبست کرو۔۔یہ بار بار لائر چینج کرنا میں افورڈ نہیں کر سکتا۔"

سر جھٹک کر اس نے ناگواری سے کہا

www.novelsclubb.com

سر وہ بہت بریلینٹ ہیں آپ ایک دفعہ بات کر لیں ان سے ہمارا مسلہ "
گھمبیر ہے،اگر وہ لوگ پولیس تک پہنچ گئے تو ہماری فیکٹری سیل ہو سکتی
ہے"

دراب نے اسے حقائق سے آگاہ کیا۔

واٹ ایور بٹ میں اس کے پاس کبھی نہیں جاؤں گا،،کیا لاہور کے باقی "
"وکیل مر کھپ گئے ہیں جو تمہیں یہ ہی ملی؟

وہ تقریباً غراتے ہوئے بولا

اچھا خاصا موڈ تھا اس کا جو اس لیڈی لائر نے خراب کر دیا۔

سمیر بلال آفندی نامی اس شخص کو گرفتار کر چکا تھا جو اس مدرسے اور یتیم خانے کا آنر تھا۔45،50 سال کے درمیان کی عمر کا وہ آدمی بظاہر نہایت شریف نظر آرہا تھا۔اس شخص اور اس کے بیٹے نے خوب واویلا کیا تھا مگر اس کے خلاف چشم دید گواہ کے ساتھ ساتھ ایف آئی آر بھی تھی۔سمیر انتہائی کوششوں کے باوجود بھی عاشر کے لیپ ٹاپ سے ایسی کوئی بھی چیز حاصل نہیں کر پایا تھا جس سے اسے کوئی کلیو ملتا کہ آیا عاشر کس کیس پر کام کر رہا تھا۔

باہر ہونے والے اچانک شور پر وہ باہر نکلا۔ جہاں کچھ لوگ ہاتھ جوڑے انسپکٹر سے کچھ کہہ رہے تھے۔ اپنے حلیے سے وہ کوئی دیہاتی معلوم ہو رہے تھے۔ سمیر نہایت طیش کے عالم میں انسپکٹر کے سر پہ پہنچا جو شاید ان کی ایف آئی آر درج نہیں کر رہا تھا۔

"کیا مسئلہ ہے۔ کیوں شور مچایا ہوا ہے؟" غصے کی تمازت سے سفید رنگت یکدم سرخ ہو گئی تھی۔ وہ تھا ہی ایسا۔ پٹھانی حسن کا مالک۔ مردانہ وجاہت کی زندہ مثال۔۔

"سس۔ سر وہ یہ لوگ کب سے یہاں بلاوجہ ہی تنگ کر رہے ہیں۔"

اپنے صاحب کو دیکھتے وہ انسپکٹر بھی گڑبڑا گیا تھا۔

"صاب جی ہم پتوکی سے آئے ہیں رپورٹ درج کروانے وہاں بھی ہماری کسی نے نہیں سنی اور یہاں بھی یہ صاب کہہ رہے ہیں کہ یہ کچھ نہیں کر سکتے۔۔ صاب ہماری مدد کریں ہم غریب لوگ ہیں ہمارا چولہا پانی کھیتی باڑی سے چلتا ہے اور شہر کے ایک صاب نے وہاں پہ فیکٹری لگالی ہے جس کا سارا گند ہماری فصلوں میں جاتا یے، ہماری سارے سال کی محنت ضائع ہو گئی ہے صاب جی۔۔ اس گند کی وجہ سے فصل خراب ہو گئی ہے۔۔ ہم سارا سال کیا کھائیں گے۔۔"

وہ شخص ہاتھ جوڑتے گڑگڑایا تھا۔ سمیر کی پیشانی کے بالوں میں اضافہ ہوا اس نے خونخوار نظروں سے انسپکٹر کی طرف دیکھا۔

"سس۔ سر وہ شہر کے بہت بڑے بزنس مین ہیں اگر ایف آئی آر درج بھی کرلی تو بھی کوئی فائدہ نہیں وہ کاروائی سے پہلے ہی بیل لے لے گا۔"

انسپکٹر نے اسے حقیقت سے روشناس کروایا

"کیا قانون سے بھی بڑا ہے وہ۔۔؟"

سمیر نے چباتے ہوئے ایک ایک لفظ ادا کیا۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ انسپکٹر کو ایف آئی آر درج کرنی پڑی۔

---

www.novelsclubb.com

"بابا میں بتا رہی ہوں آپ کو کل آپ مجھے لینے آئیں گے تو مطلب آئیں گے"

دوٹوک لہجے میں کہتی وہ اکبر صاحب کو مسکرانے پر مجبور کر گئی۔ بسمہ ہمدانی کی موت کے بعد اکبر ہمدانی ہی مشعل کی کل کائنات تھے۔ بسمہ کی موت کے بعد اکبر صاحب نے 13 سالہ مشعل کو ماں بن کر پالا تھا۔ ماں کی کمی مشعل بھی بہت محسوس کرتی تھی مگر اکبر

صاحب نے اسے کسی قسم کی کمی محسوس نہ ہونے دی۔اس کا لنچ باکس،اس کا ہوم ورک، اس کے بال بنانا سب اکبر صاحب کی زمہ داری تھی۔کل اکبر صاحب کی سالگرہ تھی جسے مشعل گھر پہ سیلیبریٹ کرنا چاہتی تھی وہ یونیورسٹی سے چھٹی بھی نہیں کر سکتی تھی کیونکہ اس نے ایک ضروری اسائنمنٹ سبمٹ کروانی تھی اور اس لئے وہ اکبر صاحب کو کہہ رہی تھی کہ وہ بھی آفس سے ہالف لیو لے لیں اور اسے 10 بجے پک کر لیں۔ان دونوں کی زندگی انہی چھوٹی چھوٹی خوشیوں سے خوبصورت تھی۔

"بیٹا میں کہہ تو رہا ہوں کہ ہم لوگ رات کو ڈنر کرنے چلیں گے۔۔"

اکبر صاحب نے کئی بار کہی گئی بات پھر دوہرائی۔

"نہیں نا بابا۔۔۔۔ہم لوگ گھر پہ سیلیبریٹ کریں گے۔۔آپ نے مجھے 10 بجے پک کرنا ہے۔تب تک میں اسائنمنٹ سبمٹ کروا دوں گی اس کے بعد گھر آکر ہم نے گھر بھی ڈیکوریٹ کرنا ہے اور کھانا بھی بنانا ہے۔۔اف بابا اتنا کام۔۔۔"

مشعل نے انہیں اپنے پلین سے آگاہ کیا

"اوکے بیٹا جی"

www.novelsclubb.com

اکبر صاحب نے سرینڈر کرنے والے انداز میں ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"لو یو بابا"

اپنے باپ کے سر کا بوسہ لیکر وہ ان کا سیروں خون بڑھا گئی تھی۔ اکبر حمدانی نے اس کے خوشی سے سرخ چہرے کو دیکھا۔ ان کی بیٹی بہت معصوم تھی۔ وہ اللہ سے ہمیشہ اپنی لمبی عمر اور مشعل کے اچھے نصیب کی دعا کرتے تھے۔ وہ ان کی چہکتی چڑیا تھی۔ وہ مسلسل اس کی طرف دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔ جبکہ وہ مسلسل بول رہی تھی۔ انہیں اپنی پلیننگ سے آگاہ کر رہی تھی۔

"بلکہ ایسا کرتے ہیں ابھی جا کر کچھ سامان لے آتے ہیں۔ میں نے کیک بھی خود بیک کرنا ہے۔ اٹھ جائیں بابا جلدی جلدی۔" وہ چادر لینے کو کمرے میں بھاگی تھی اور اکبر صاحب بیٹی کی خوشی محسوس کرتے مسکراتے ہوئے گاڑی کی چابی لیکر باہر چل دیے۔

www.novelsclubb.com

میم آپ سے کوئی ملنے آیا ہے۔۔کسی کیس کے سلسلے میں۔۔کہہ رہے ہیں کہ ارجنٹ ہے" _

صبیحہ نے بلال آفندی کے بیٹے مبشر آفندی کی آمد کی خبر عنایہ کو دی۔

"اچھا بھیجو"

اس نے سامنے پڑا لیپ ٹاپ بند کرتے ہوئے انگلی کی پوروں سے آنکھوں کو دبایا۔مسلسل لیپ ٹاپ پر کام کرتے اس کی آنکھیں دکھنے لگی تھیں۔

"السلام علیکم"

مبشر آفندی اجازت ملتے ہی اندر آیا تھا۔ براؤن شلوار قمیض، رف سا حلیہ،داڑھی مونچھیں اور کنپٹی سے نظر آتے گرے بال۔عنایہ نے ایک سرسری نظر میں ہی اس کا تفصیلی جائزہ لے لیا تھا۔

"وعلیکم السلام۔۔بیٹھیں۔۔"

www.novelsclubb.com

عنایہ نے چیئر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"کس سلسلے میں ملنا چاہتے ہیں آپ مجھ سے؟"

کافی کا آرڈر دیتے ہوئے اس نے اپنا رخ مبشر کی طرف کیا

"میم میرے فادر ایک یتیم خانہ اور ایک مدرسہ چلا رہے ہیں وہ خود وہاں نہیں ہوتے لیکن مالی طور پر ساری مدد وہ کرتے ہیں پرسوں ایک لڑکے کا قتل ہوا ہے جس کا الزام میرے فادر پہ آیا ہے۔۔میم میں یقین سے کہہ سکتا ہوں میرے فادر نے ایسا کچھ نہیں کیا وہ پرسوں ہی کینیڈا سے واپس آئے تھے اور سارا ٹائم وہ گھر پر ہی رہے ہیں۔۔میرے فادر بیمار ہیں میم پلیز ان کو جیل سے نکلوا لیں کسی بھی طرح پلیز۔۔۔" وہ از حد پریشان تھا۔بلال آفندی قتل والے دن ہی کینیڈا سے واپس آئے تھے۔ان کی بیٹی کینیڈا میں رہائش پذیر تھی اور وہ اس سے ملنے گئے تھے۔

"اوکے آپ مجھے کیس کی ڈیٹیلز دیں۔"

عنایہ نے اس سے مزید تفصیلات مانگیں۔

www.novelsclubb.com

"میم ایک لڑکا ہے جس نے کہا ہے کہ اس نے میرے فادر کو قتل کرتے دیکھا ہے اور ساتھ ان کی گاڑی بھی دیکھی ہے۔۔اور اس لڑکے (جو قتل ہوا ہے(اس کے والد نے بھی پاپا کے خلاف ایف آئی آر درج کروائی ہے۔۔وہ لڑکا کچھ دنوں سے مدرسے میں ایز آ ڈرائیور جاب کر رہا تھا"

مبشر نے اسے تفصیلات دیتے ہوئے کہا۔اس کا لہجہ بوکھلایا ہوا تھا۔

"کیا آپ کے گھر میں کیمرے لگے ہیں؟؟"

عنایہ نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا

"نہیں میم ایکچولی ابھی ہمیں کچھ دیر ہی ہوئی ہے اس گھر میں آئے تو اس لئے یہ کیمرے وغیرہ کا کام ابھی نہیں ہوا"

اسے رہ رہ کر پچھتاوا ہو رہا تھا کیمرے نہ لگوانے کا۔

"قتل کی رات آپ کے گھر کون کون تھا؟"

عنایہ نے ایک اور سوال کیا

"میم میں،میرے فادر،میری وائف اور میرا بیٹا چونکہ گھر ابھی نیا ہے تو اس لئے ملازمین کے کواٹر میں کچھ کام ہونے والا تھا جس بنا پر وہ لوگ شام ہوتے ہی اپنے گھر چلے جاتے ہیں اور ایک گارڈ تھا گیٹ پر"

"اوکے میں آپ کا کیس لے لیتی ہوں آپ بے فکر رہیں" کچھ سوچتے ہوئے عنایہ نے اسے حامی بھری۔

”تھینک یو سو مچ میم۔۔“

اسے امید تھی کی ایڈوکیٹ عنایہ اس کے باپ کو بچا لے گی۔عنایہ کے اشارے پر صبیحہ نے اس سے باقی تفصیلات لیکر ایک فائل ریڈی کی تھی۔عنایہ کو ایک نیا ٹاسک مل چکا تھا۔جس کے لئے وہ نئے سرے سے تیار ہو چکی تھی۔

کلاس روم اس وقت کلاس روم کم کسی چڑیا گھر کا نظارہ زیادہ پیش کر رہا تھا۔سمیع اپنا گٹار لیکر بیٹھا سب کا صبر آزما رہا تھا۔جبکہ اذلان پیچھے فرحان کو برداشت کر رہا تھا جس کو نیا نیا پائلٹ بننے کا شوق چڑھا تھا اور وہ کاغذ پھاڑ پھاڑ کر جہاز بنا کر اڑا ارہا تھا بقول اس کے پائلٹ بننے کی پریکٹس کر رہا تھا۔۔یکدم کلاس میں آفتاب سر داخل ہوئے تو فرحان کا بنایا گیا کاغذ کا جہاز سر کو سلام کرنے ان کے بالوں سے پاک چمکتے سر پر لینڈ ہو چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

جبکہ اذلان فوراً نیچے چیئر پر بیٹھا۔ سمیع جو پاؤں ایک چیئر پر رکھے ریلیکس انداز میں بیٹھا تھا بوکھلا کر سیدھا ہوا مگر جلد بازی میں چیئر پر سے پاؤں اٹھانے کے چکر میں چیئر کو پش کر چکا تھا جو فوراً آفتاب سر کی قدم بوسی کے لئے جا پہنچی۔

"گڈ مارننگ سر"

سب نے یک آواز ہو کر کہا

"یہ جانور کب سے گڈ مارننگ کہنے لگے"

وہ بھی ان کے استاد تھے۔

"سٹ ڈاؤن"

www.novelsclubb.com

ان کی کرخت آواز پر وہ سب بیٹھ گئے۔

تین شیطانوں کا ٹولہ آج ذرا پر سکون تھا۔

"اذلان مبارک دی تھی اپنے چاچو کو شادی کی میری طرف سے"

آفتاب سر نے اپنے سامنے پڑی فائلز کو الٹ پلٹ کرتے ہوئے کہا

"جی سر آپ کی مبارک باد میں نے کل ہی پہنچادی تھی۔"

اذلان نے برجستہ جواب دیا

"اوہ ہنی مون سے واپس آگئے وہ؟"

انداز اب بھی مصروف سا تھا۔

"نہیں سر میں نے انہیں کال پہ دی تھی مبارک "اب کی بار اذلان گڑ بڑا کر بولا

"نام کیا ہے تمہاری چچی کا۔۔"

آفتاب سر نے چچی پہ زور دے کر بولے۔اذلان کو ارد گرد خطرے کی گھنٹیاں سنائی دینے لگیں۔

www.novelsclubb.com

"آسر وہ۔۔۔اب کسی ماڈرن سی آنٹی کا نام بتانا۔۔؟"

اذلان سر کھجاتے ہوئے نام سوچنے لگا مگر ناکام رہا تو فوراً سمیع کو کہنی مار کر متوجہ کیا۔

"اوئے شگفتہ کہہ دے۔۔ہماری کام والی کا نام ہے" سمیع ابھی سوچ ہی رہا تھا جب فرحان نے جھٹ اس کا مسلئہ حل کیا۔

"سر شگفتہ۔۔۔چچی شگفتہ"

اس نے مسکراتے کوئے جواب دیا۔جاوید شاہ کے فرشتوں کو بھی خبر نہ تھی کہ وہ اس وقت اپنے لاڈلے بھتیجے کی بدولت صاحبِ بیگم ہو چکے ہیں۔

"اچھا مگر کل جب میری بات ہوئی تھی جاوید سے تو اس نے تو کہا تھا کہ میری بیوی کا نام سمرینہ ہے۔۔"

وہ سخت چتونوں سے گھورتے ہوئے بولے

"آ۔۔۔۔سر وہ اممم"اذلان واقعی گڑبڑا گیا تھا۔آفتاب سر کو اپنا تیر نشانے پہ لگتا محسوس کوا۔

www.novelsclubb.com

"کیا آ۔۔اممم۔۔۔؟"گیٹ آؤٹ فرام مائی کلاس۔۔ایڈیٹ۔۔پاگل سمجھا ہے مجھے۔۔اب جب تک تمہاری چچی یا چچا نہیں آجاتے تم مجھے اپنی شکل مت دیکھانا۔۔اور ہاں زیادہ مسکرانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔کل کو اسائنمنٹ سبمٹ کروانی ہے جو تم

حضرات کی غیر موجودگی میں، میں نے کلاس کو دی تھی۔اور آئیند کے لئے بھی کلاس سے تم لوگ بے دخل ہو لیکن کام مجھے تم سب کا چاہیئے سب سے پہلے۔۔ناؤ گیٹ آؤٹ۔۔"

سر کے کہنے کی دیر تھی وہ تینوں گولی کی سپیڈ سے اپنا سامان اٹھا کر باہر کو بھاگے جیسے وہ تو اس حکم کے منتظر تھے۔

"شکر میرا تو ویسے بھی آج موڈ نہیں تھا کلاس لینے کا"

فرحان نے باہر نکلتے ہی ایک ٹھنڈی آہ بھر کر کہا۔

"چلو پھر اپنے علاقے میں چلتے ہیں" سمیع کے کہنے پر وہ تینوں کینٹین کی جانب چل پڑے۔

بابا آپ ایک کام کریں۔یہ سامان گاڑی میں رکھیں اور گاڑی نکالیں " پارکنگ سے میں کیک کا آرڈر دے کر آتی ہوں۔کل علیزے بھی آئے گی "تو میں اسے اپنا کیک تھوڑی کھلاؤں گی۔

مشعل نے گروسری کا سامان اکبر صاحب کو پکڑاتے ہوئے کہا۔اس کی بات پر اکبر صاحب نے اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔

بالکل بیٹا۔۔ آپ کا کیک بس آپ کے بابا ہی کھا سکتے ہیں،اپنی دوست "
"کے لیے آرڈر کریں آپ

انہوں نے دبی دبی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ان کی بیٹی کو ککنگ کا شوق تھا۔اور بس شوق ہی تھا۔کھانا وہ پھر بھی اچھا بنا لیتی تھی،مگر بیکنگ میں بالکل اچھی نہیں تھی۔مگر اس کے ہاتھ کی بنی ہر آئٹم اکبر صاحب بہت شوق سے نہ صرف کھاتے بلکہ اس کو سراہتے بھی تھے۔مگر اپنا بنایا عجوبہ جب مشعل خود ٹیسٹ کرتی تو باپ کو دیکھ کر کھسیانی سی ہنسی ہنس دیتی۔باپ کی بات پر وہ ہنس کر بیکری میں داخل ہوئی۔ آرڈر دیکر وہ شیلف کی طرف آئی۔اس بیکری سے وہ ہمیشہ براؤنیز خریدتی تھی وجہ ان کا ٹیسٹ تھا۔اور براؤنی تو ویسے بھی مشعل کی کمزوری تھی۔اب بھی اس نے شیلف میں پڑی اکلوتی دو براؤنیز کو دیکھا اور بھاگ کر کاؤنٹر کی طرف گئی۔اس سے پہلے وہ انہیں پیک کروانے کا کہتی ایک لمبا چوڑا وجود آگے بڑھا۔مشعل بے ساختہ دو قدم پیچھے ہٹی ورنہ ضرور اس سے ٹکرا جاتی۔وہ

www.novelsclubb.com

خاموشی سے اس کی کاروائی دیکھ رہی تھی جو اس کی پسندیدہ اکلوتی دو براؤنیز کا آرڈر دے چکا تھا اور اب ریسیو کر رہا تھا۔

ایکسکیوز می۔۔دیکھیں یہ براؤنیز پہلے میں نے آرڈر کی تھیں۔ آپ پلیز کچھ " اور لے لیں "

اسے واپس پلٹتے دیکھ وہ فوراً اس کے سامنے آئی۔سیاہ شلوار قمیض میں کہنیوں تک سلیوز موڑے،دائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں فیروزہ پہنے،بکھرے بالوں اور رف سے حلیے میں وہ شخص ذرا حیرانی سے اس کی طرف مڑا۔

سمیر نے باریک سی نسوانی آواز کے تعاقب میں دیکھا تو سفید شلوار کے ساتھ گرے فراک پہنے،جس کے دامن پر جامنی لیس لگی ہوئی تھی۔سفید دوپٹہ سر پر اوڑھے وہ بچی اس سے ہی مخاطب تھی۔

اپنے حلیے سے تو وہ سمیر کو بچی ہی لگی تھی۔

اس نے پھر بھی اپنی طرف اشارہ کرکے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔وہ جھٹ سے سر ہلا گئی۔

"بیٹا آپ کچھ اور لے لیں،میں پہلے ہی انہیں خرید چکا ہوں"

سمیر نے نرمی سے اسے کہا۔وہ آج ہی علیزے کے اسرار پر اس کی فیورٹ براؤنیز لینے بیکری آیا تھا۔

کیا مطلب ہے آپ کا،میں ہمیشہ یہاں سے ہی براؤنیز خریدتی ہوں، آپ " شرافت سے میری براؤنیز واپس کریں مسٹر آپ جانتے نہیں ہیں مجھے،میرے کزن پولیس میں ہیں اگر آپ نے میرے ساتھ بدتمیزی کی تو "میں انہیں بتا دوں گی۔

مشعل نے چیختے ہوئے کہا۔اپنی فیورٹ براؤنیز کے لئے وہ کچھ بھی کر سکتی تھی۔اب کی بار مقابل ذرا حیران ہو کر اس کی طرف پلٹا۔اس کی حیرانگی کو ڈر سمجھتے مشعل اور اترائی۔

آپ پلیز یہ براؤنیز لے لیں اور اپنے کزن کو مت بتائے گا،مجھے پولیس "
"سے بہت ڈر لگتا ہے۔

سمیر نے شاپر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے ڈرتے ہوئے لہجے میں
کہا۔مشعل نے شاپر پکڑ کر پیکٹ کے ساتھ پن کئے ہوئے بل سے رقم
دیکھ کر مطلوبہ رقم بیگ سے نکالی۔

"ارے ارے رہنے دیں پیسے پلیز۔"

اسے پیسے نکالتے دیکھ سمیر نے منع کیا۔لہجے میں ابھی بھی پولیس کا ڈر
تھا۔مشعل نے سر کو نفی میں ہلا کر پیسے اسے پکڑائے اور بیگ کی زپ بند
کرنے لگی۔

"ویسے آپ کے کزن کس پوسٹ پہ ہیں؟"

اس کے ہاتھ سے پیسے پکڑتے ہوئے سمیر نے پوچھا

"ایس پی ہیں"

مشعل چھوڑنے پہ آئی تو مقابل کے قد سے بھی لمبی چھوڑنے لگی۔

"اوہ۔۔کہیں آپ کے کزن کا نام سمیر تو نہیں؟"

اپنے والٹ سے اپنا کارڈ نکال کر اس کے سامنے کرتے ہوئے اس نے مسکراہٹ دبا کر پوچھا۔مشعل نے ایک نظر کارڈ پہ نظر آنے والے نام،تصویر اور عہدے پہ ڈالی۔شرمندگی کیا ہوتی ہے آج اسے سہی معنوں میں پتہ چلا تھا۔وہ منہ کھولے مقابل کو دیکھ رہی تھی۔لب بار بار کچھ کہنے کی سعی کر رہے تھے،مگر شرمندگی اتنی تھی کہ اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا کہے۔اس کی حالت پر مقابل نے بمشکل اپنا قہقہہ ضبط کیا۔

"کبھی موقع ملا تو میں ضرور ملنا پسند کروں گا آپ کے ایس پی کزن سے"

وہ ہنوز مسکرا رہا تھا۔کان کی لو مسلتے وہ ذرا جھک کر بولا۔اسی پل اکبر صاحب کی گاڑی کا ہارن سن کر مشعل نے شکر ادا کیا اور گاڑی کی طرف بڑھی۔اس کے قدموں کی تیزی پر سمیر کا قہقہہ بلند ہوا۔اس کے قہقہے کی گونج گاڑی میں بیٹھتی مشعل نے بخوبی محسوس کی تھی۔

---

www.novelsclubb.com

سر میں نے کہا تھا آپ سے کہ آپ چلے جائیں اس لائر کے پاس وہ " لوگ لاہور کے تھانے تک پہنچ چکے ہیں۔ "دراب پریشان سا کیبن میں داخل ہوا۔ان کی کمپنی کو آج ہی کورٹ کی طرف سے نوٹیفیکیشن موصول ہوا تھا۔جس میں انہیں فوری طور پر عدالت میں پیش ہونے کا کہا گیا تھا۔

"کیا ہوا تحمل سے بتاؤ"

ازھاد نے ہاتھ میں پکڑی فائل ٹیبل پر رکھتے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ براؤن ٹو پیس میں وہ تھکا تھکا سا لگ رہا تھا۔

سر وہ لوگ یہاں لاہور آئے ہیں رپورٹ درج کروانے اور یہاں کے " ایس پی نے رپورٹ درج بھی کر لی ہے،،یہ دیکھیں نوٹس آیا ہے ہمیں اگر کرے ہم نے کل تک کوئی ایکشن نہیں لیا تو پولیس نہ صرف ہماری فیکٹری "گی بلکہ آپ کو بھی اریسٹ کرے گی۔۔

www.novelsclubb.com

دراب نے اسے نوٹس دکھاتے ہوئے کہا جیسے جیسے وہ نوٹس پڑھتا گیا ویسے ویسے اس کی سیاہ آنکھوں میں غصہ اترتا گیا۔اس نے غصے سے وہ پیپر ٹیبل پر پٹخا۔

"ایک دفعہ میں اس معاملے سے نپٹ لوں پھر میں بتاؤں گا انہیں کہ ازھاد شاہ چیز کیا ہے۔۔تم نے کسی اور لائر کا بندوبست کیا؟"

"نہیں سر ہمارا کیس پیچیدہ ہے اور اتنے شارٹ نوٹس پر کوئی بھی لائر ہاتھ نہیں آئے گا۔۔ آپ پلیز ایک دفعہ چل کر بات کر لیں۔۔"

دراب نے مصالحانہ انداز میں کہا

"صرف ان تھرڈکلاس لوگوں کی وجہ سے مجھے اس لائر کے پاس جانا پڑ رہا ہے جس کے پاس جانے سے میں انکار کا چکا ہوں"

www.novelsclubb.com

اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ یا تو اس لائر کا نام و نشان مٹا دیتا یا اس مسلے کا۔

"گاڑی نکالو جلدی کرو"

غصے سے کہتے اس نے فائل کو میز پر پٹخا۔ دراب اس کے مان جانے پر شکر ادا کرتا باہر کو نکلا تھا۔

"صبیحہ تم آفس ہی رہنا میں مسٹر بلال سے ملنے پولیس اسٹیشن جا رہی ہوں"

مبشر آفندی کا کیس وہ لے چکی تھی۔ابھی مزید تفصیلات کے لیے وہ ان سے ملنے پولیس اسٹیشن جا رہی تھی۔جبکہ صبیحہ بھی اسی کیس کے متعلق معلومات اکٹھی کر رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"اوکے میم"

اس نے لیپ ٹاپ سے نظریں ہٹا کر عنایہ کو جواب دیا۔

ابھی اسے نکلے پانچ منٹ ہی ہوئے جب ازھاد اس کے آفس آگیا

تھا۔

" ائم سوری سر بٹ آپ کو انفارم

کر کے آنا چاہیے تھا۔۔میم ابھی پانچ منٹ پہلے ہی ایک کام کے سلسلے میں

گئی ہیں"

صبیحہ نے انتہائی مؤدبانہ انداز میں جواب دیا، اس لائر کی غیر موجودگی کا

سن کر ازھاد کا فشارِ خون پھر بلند ہوا تھا۔ غلطی سراسر اس کی اپنی تھی وہ

بغیر اطلاع کے آیا تھا۔

" دیکھ رہے ہو تم اس

محترمہ کے نخرے"

www.novelsclubb.com

خونخوار نظروں سے دراب کو دیکھتے کہا تھا

سر آئی تھنک ہمیں اب گھر چلنا"

چاہئے۔۔ان سے اب کل ہی ملاقات ہو سکتی ہے۔۔کافی ٹائم ہو چکا ہے

اسے پھر بپھرتے دیکھ دراب نے پر سکون کرنا چاہا۔ایک نظر صبیحہ پر ڈال " کر وہ ازھاد کے لئے دروازہ کھول چکا تھا۔

مجبوری بھی انسان کو کہیں کا نہیں چھوڑتی۔۔ آج اس کی مجبوری نہ ہوتی تو وہ کبھی بھی اس لڑکی کے پاس نہ آتا۔

پولیس اسٹیشن پہنچتے ہی اس نے وہاں موجود انسپکٹر کو اپنا کارڈ اور لائسنس دکھایا تھا مگر اسے ابھی تک اس کے موکل سے ملنے نہیں دیا گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میڈم ہم آپ کو ایس پی صاحب کی اجازت کے بغیر ملنے نہیں دے سکتے، آپ انتظار کریں ایس پی صاحب آتے ہی ہوں گے۔"

حوالدار کے کہنے پر وہ غصہ ضبط کرتی وہاں بیٹھ کر انتظار کرنے لگی۔ غصہ تو اسے بات بات پہ آتا تھا۔ براؤن ٹو پیس میں گولڈن بالوں کی میسی پونی ٹیل بنائے چہرے کے دونوں اطراف کچھ لٹیں جھول رہی تھیں۔ غلافی آنکھوں کی پہرہ دار لمبی پلکوں کو مسکارے سے مزید خوبصورت بنایا گیا تھا۔ دائیں ہاتھ کی درمیانی انگلی میں ایک خوبصورت انگوٹھی جس میں روبی جڑا ہوا تھا، پہنی ہوئی تھی۔ پولیس اسٹیشن کا سارا اسٹاف وقتاً فوقتاً اس پر نظر ڈال رہا تھا۔ جو بے نیازی سے ٹانگ پر ٹانگ رکھے، براؤن ہیل میں مقید پاؤں کو جھلا رہی تھی۔

شام کے چھ بجنے والے تھے۔ سارے دن کا آگ برساتا سورج اب اپنی منزل کی طرف گامزن تھا۔ ڈوبتے ہوئے سورج نے عجیب نارنجی رنگ فضا میں بھر دیا تھا۔ خود پر لوگوں کی نظریں وہ بہت اچھے سے محسوس کر رہی تھی۔ مگر پرواہ کسے تھی۔ کچھ دیر بعد کوئی عجلت بھرے انداز میں داخل ہوا۔ حوالدار کو اشارہ کرتا وہ اپنے آفس میں چھپاک سے گھسا تھا۔ حوالدار نے اسے بتایا کہ سر آچکے ہیں۔ وہ اٹھی اور آفس کی طرف چل دی۔ فضا میں اس کی ہیل کی ٹک ٹک گونج رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"یس کم ان" اجازت ملتے ہی وہ اندر داخل ہوئی مگر سامنے بیٹھے انسان کو دیکھ کر اسے اتنے انتظار کی سمجھ آچکی تھی۔اس کی نظر میں یہ انسان نہایت غیر زمہ دار تھا۔جبکہ سمیر بھی اسے پہچان چکا تھا۔ایک عجیب سی سرد مہری دونوں کے درمیان حائل تھی۔

"آئیں بیٹھیں"

اس نے کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

"کس سلسلے میں ملنا چاہتی ہیں آپ مجرم عثمان سے؟" سمیر اس لڑکی کو پہچان تو چکا تھا، لیکن انکوائری کئے بغیر وہ اسے ملنے نہیں دے سکتا تھا۔

"تصحیح کرلیں اپنی مسٹر۔۔۔ مجرم نہیں ملزم بلال۔۔ابھی ان پہ الزام ہے جرم ثابت نہیں ہوا ہے"

"اور رہی بات کیوں ملنا ہے تو میں ان کی لائر ہوں اور مجھے ان سے کچھ ڈیٹیلز چاہیئے"

ٹھنڈے لہجے میں کہتی وہ سمیر کو جزبز کر گئی تھی۔

"شاید آپ جانتی نہیں ہیں کہ ان پہ کسی چوری کا نہیں بلکہ قتل کا کیس ہے۔۔ چشم دید گواہ موجود ہے۔۔"

سمیر کو اس یہ کیس لڑنا فضول لگ رہا تھا۔ جبکہ وہ دونوں ہی اپنے الفاظ اور لہجے سے ایک دوسرے کو نیچا دکھانا چاہتے تھے۔

"ثبوت ہیں؟"

عنایہ نے بھی اسے اپنے موقف سے آگاہ کیا۔

بے وقوف انسان فضول میں ہی اسے لٹکا رہا تھا۔

"ثبوت بھی مل جائیں گے"

ثبوت تو واقعی اس کے پاس کوئی بھی نہ تھا۔

"ٹھیک ہے جب ثبوت مل جائیں گے تب کی تب دیکھیں گے،، فلحال آپ مجھے میرے مؤکل سے ملنے دیں"

www.novelsclubb.com

اس نے کلائی پہ بندھی گھڑی پر نظر ڈال کر ذرا عجلت میں کہا۔ اس کے انداز پر سمیر کو آگ ہی لگ گئی۔

"اور اگر میں نہ ملنے دوں تو؟؟" سمیر نے ذرا جھک کر اسے اپنی پوزیشن کی مظبوطی شو کروائی تھی۔

"ویل اٹس مائی رائٹ۔۔آپ مجھے نہیں روک سکتے مسٹر"

عنایہ سے مسکراتے ہوئے اس کی پوزیشن پہ افسوس کیا تھا۔۔وہ کوئی مظلوم ولاچار تو نہ تھی جو اس کے آگے ہاتھ جوڑنے لگتی۔ نجانے یہ انسان کیا چاہتا تھا

"اوہ۔۔۔ حقوق۔۔۔اس ملک میں لوگ اپنے حقوق کا بہت غلط استعمال کرتے ہیں۔۔ کلئیر کٹ کیس ہے لیکن پھر بھی اپنی نام نہاد ذہانت اور زبان کا استعمال کر کے اپنا اور باقیوں کا وقت ضرور ضائع کرنا ہے"

سمیر نے اپنی ترکش سے طنز کا تیر چھوڑا تھا۔

"بالکل بہت غلط استعمال کرتے ہیں لوگ حقوق کا۔۔۔جیسا کہ ایس پی ہو کر ڈرائیونگ کے دوران کال سننا اور کسی کی بھی گاڑی کو ٹھوک دینا"

تمسخرانہ لہجے میں اس نے سمیر کو اس دن کا واقع یاد کروایا تھا۔۔سمیر مٹھیاں بھینچ کے رہ گیا۔

"ویل اگر آپ کو کوئی زحمت ہو رہی ہے تو اٹس آل او کے۔۔میں خود چلی جاتی ہوں ان سے ملنے۔۔"

اپنی بات کہہ کر وہ اپنا کوٹ جھاڑتا اٹھ کھڑی ہوئی تھی دروازے پر پہنچ کر وہ واپس پلٹی

"اور اگر آپ کو لگتا ہے کہ آپ مجھے روک سکتے ہیں تو روک لیں" طنزیہ مسکراہٹ سے کہتے اس نے سمیر کو آگ لگائی تھی

"نواز انسپکٹر نازیہ سے کہو کہ ان کی تلاشی لیکر ان کو بھیج دیں" سمیر نے انسپکٹر نواز کو حکم سنایا تھا

"السلام علیکم"

سیل میں اینٹر ہوتے ہی اس نے بلال صاحب کو سلام کیا۔

"کیسے ہیں؟"

www.novelsclubb.com

میں آپ کی لائر ہوں عنایہ" عنایہ نے اپنا تعارف کرواتے ہوئے کہا

انہوں نے محض سر ہلایا

"ٹھیک ہوں"

"آپ مجھے سب کچھ بتائیں پلیز۔۔۔اس دن آپ کہاں کہاں گئے تھے۔؟"

"بیٹا میری بیٹی کینیڈا میں رہتی ہے، میں اس سے ملنے گیا تھا 4 تاریخ کو ہی واپس آیا تھا تقریباً دن کے 10 بجے گھر پہنچا تھا، کھانا وغیرہ کھا کر میں دوپہر کو سو گیا تھا شام کو بھی چائے وغیرہ پینے کے بعد میں گھر میں ہی رہا تھا،، رات کو ڈنر کے بعد میں سونے چلا گیا تھا،، سارا وقت گھر پہ ہی رہا تھا میں"

کچھ توقف کے بعد وہ پھر سے بولے

"وہ یتیم خانہ بنانا میرا خواب تھا بے آسرا بچیوں اور عورتوں کو سہارا دینے کے لیے،، مگر اس کے ساتھ آہستہ آہستہ مدرسہ بھی بن گیا،، شمائلہ بہن کے سپرد تھا سب کچھ "میں صرف اتنا کہوں گا کہ میں نے کچھ نہیں کیا" وہ تھکے ہوئے انداز میں بولے

"دیکھیں سر آپ بالکل بے فکر ہو جائیں۔۔آپ کا کیس میں ہینڈل کر رہی ہوں انشاللہ آپ بہت جلد رہا ہو جائیں گے "عنایہ نے پر یقین انداز میں کہا

"انشاللہ "وہ عنایہ کے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولے

ان کا انداز دیکھ کر عنایہ کو بہت کچھ ٹھٹھکا تھا وہ بہت جلد ایک فیصلے پہ پہنچی تھی۔

"کیاہواازھاد خیریت کافی تھکے ہوئے لگ رہے ہو؟"

وہ ابھی تھکا تھکا سا گھر پہنچا تھا بریف کیس صوفے کے ساتھ نیچے رکھ کر وہ صوفے کی پشت پر ٹیک لگا کر آنکھیں موندے لیٹا تھا جب جاوید شاہ نے آکر پوچھا

"جی چاچو خیریت ہی ہے بس ایک سائٹ پر تھوڑا مسئلہ ہو گیا ہے اس وجہ سے تھوڑا پریشان تھا"

کنپٹی سہلاتے اس نے جواب دیا

"کوئی بات نہیں وہ دیہاتی لوگ ہیں چند پیسوں کے عوض تمہارے قدموں میں آجائیں گے"

جاوید شاہ کی بات سن کر اس نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں۔آنکھوں میں حیرانگی سموئے وہ ان کو دیکھ رہا تھا۔

"آپ کو کیسے پتہ کہ پتوکی والی انڈسٹری میں مسلہ ہے؟"

www.novelsclubb.com

وہ حیران تھا نہ تو اس نے یہ بات گھر پہ کی تھی اور نہ ہی آج کل جاوید شاہ آفس جا رہے تھے۔

"اپنے چاچو کو تم نے کم سمجھا ہے اتنا بھی بے خبر نہیں ہوں میں"

جاوید شاہ اتراتے ہوئے بولے وہ ہنس پڑا

"چلیں میں فریش ہو کر آتا ہوں"

جاوید شاہ کی نظروں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا

"یار تمہیں نہیں لگتا ہم جیسے ذہین لوگوں کو ایم بی اے کی بجائے کچھ اور کرنا چاہیے تھا۔ مطلب یہ بی بی اے اور ایم بی اے تو آج کل ہر دوسرا انسان کر رہا ہے۔۔ ہمیں کچھ اور کرنا چاہئے تھا"

www.novelsclubb.com

سر کے کلاس بدر کرنے پر اب ان کا پڑاؤ کینٹین میں تھا۔ جہاں سمیع کو اپنے ایم بی اے کرنے کا افسوس ہو رہا تھا۔

"ہاں تیرے جیسے نیوٹن کے پوتے کو تو بی ایس بغیر تولوجی، ایم ایس ذلیل لیو جی، پی ایچ ڈی ان بے شرمی کرنا چاہیئے تھی۔" فرحان نے اسے رائے دی تو سمیع نے منہ بسورا

"تیری بتائی گئی ڈگریوں کی سند اس کے پاس آل ریڈی ہے"

فرحان کے کہنے پر اذلان نے اس کی معلومات میں اضافہ کیا۔

"چل چھوڑ سب کچھ آؤ میں تم لوگوں کو گانا سناتا ہوں"

سمیع نے ان کی بات نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔ ویسے بھی اس کا خیال تھا کہ بے عزتی اور ٹھنڈ جتنی محسوس کریں اتنی زیادہ فیل ہوتی ہے۔

"اوہ بھائی معاف کر ہمیں،،، ہمیں اپنے کان بڑے پیارے ہیں" تو گانا گاتا ہے تو تجھ سے جیان والی وائبز آتی ہیں"

www.novelsclubb.com

اذلان نے اسے گانے کی تیاری پکڑتے دیکھ ہاتھ جوڑتے کہا

"لے پکڑ تو گا۔۔ مجھ سے تو گاتے ہوئے جیان والی وائبز آتی ہیں تو گا کہ دکھا ذرا میں بھی تو دیکھوں کہ کونسی ملکہ ترنم والی وائبز آتی ہیں چل گا کہ دکھا" سمیع نے گٹار اسے تھماتے ہوئے کہا

"ایک تو اس ٹھرکی انسان کو ہر جگہ عورتوں والی وائبز چاہییں اور بھائی چل اب نئی نویلی دلہن کی طرح نخرے نہ دکھا گا نا گا"

فرحان نے پہلے سمیع کی شان میں اپنا تبصرہ چھوڑا پھر اذلان سے مخاطب ہوا تو چار و ناچار اسے گٹار تھامنا پڑا۔ارد گرد اکھٹے ہوئے سٹوڈنٹس نے ہوٹنگ شروع کر دی تھی۔ایک طوفانِ بدتمیزی تھا جو وہاں برپا تھا۔

"یار یہ کیا ہو رہا ہے؟ کینٹین ہے یا کوئی چڑیا گھر؟" مشعل نے گٹار تھامے اذلان کو دیکھ کر اچنبھے سے علیزے سے پوچھا۔وہ کچھ دیر کے لئے آئی تھی۔ابھی کچھ دیر میں اکبر صاحب نے اسے لینے آنا تھا۔ سمیع کینٹین کی ٹیبل کو دف سمجھ کر بجا رہا تھا جبکہ فرحان اذلان کا گانے کے سروں میں ساتھ دے رہا تھا۔تمام سٹوڈنٹس اس وقت ان کے ارد گرد کرسیوں پر بیٹھے جھوم رہے تھے۔

"چلو یہاں سے یار یہاں تو جگہ ہی نہیں ہے بیٹھنے کی" مشعل نے ایک تفصیلی نگاہ کینٹین پہ گھماتے ہوئے کہا

"ارے میڈم جی آیئے نا ہم آپ کو اپنی کرسی دے دیتے ہیں"

اسے پلٹتے دیکھ سمیع نے باآواز بلند کہا

"سوچ لیں میڈم کرسی پر تو حکومت ایک دوسرے کو مرنے مارنے پہ آجاتی ہے اور ہم آپ کو مفت دے رہے ہیں۔۔ مفت کی چیزوں کو انکار نہیں کرتے پاپ لگتا ہے"

وہ پھر اس کی بات نظرانداز کر کے آگے بڑھ گئی۔جب اچانک سمیع اس کے راستے میں آیا اگر وہ بروقت پیچھے نہ ہوتی تو یقیناً اس سے ٹکرا جاتی۔وہ شرارتی مسکان آنکھوں سجائے وہ اس کے مقابل کھڑا تھا۔

"کیا مسلہ ہے تمہارا مسٹر، اگر ہم نہیں بیٹھنا چاہ رہے تو زبردستی ہے کیا؟" مشعل کی دوست پھنکارتے ہوئے بولی۔"

چپ کرو علیزے اور چلو یہاں سے" مشعل نے اسے چپ کروایا وہ خود بھی اتنے لوگوں کا مرکزِ نگاہ نہیں بن سکتی تھی۔ جبکہ سمیع اذلان کے اشارے پر پیچھے ہو چکا تھا۔

"تم لوگوں کو شرم نہیں آتی سر نے تم لوگوں کو کلاس سے نکالا ہے اور تم لوگ یہاں آکر بے شرموں کی طرح لوگوں کو تنگ کر رہے ہو" سارا نے وہاں آتے تینوں پر چوٹ کی تھی۔

"ارے ٹوٹل ڈار۔۔۔ میرا مطلب ہے یار میں تنگ تھوڑی کر رہا تھا اسے میں تو اپنی کرسی اسے دے رہا تھا۔" سمیع ڈارلنگ کہہ کر اس کے ہاتھوں قتل نہیں ہونا چاہتا تھا جبکہ اس کے آدھا لفظ کہنے پر اذلان اور فرحان نے بمشکل اپنا قہقہہ روکا۔ سارا نا سمجھی سے ان کو قہقہہ لگاتے دیکھ رہی تھی۔

"میم وہ مسٹر ازھاد آئے ہیں۔ بھیج دوں؟" صبیحہ نے عنایہ کو ازھاد کی آمد کا بتایا

www.novelsclubb.com

"ہاں بھیج دو" وہ خود بھی ابھی انویسٹیگیشن کے لئے جانے والی تھی۔ایک نظر کلائی پہ بندھی گھڑی کو دیکھتے اس نے دراب کو اندر آنے کی اجازت دی۔

"ہیو آسیٹ پلیز" پروفیشنل انداز میں وہ دونوں سے متوجہ ہوئی۔ازھاد نے ایک لاپرواسی نظر میرون ٹوپیس کے ساتھ وائٹ شرٹ پہنے۔گولڈن بالوں کی پونی ٹیل بنائے اس لڑکی پر ڈالی۔

"میم آپ کی اسسٹنٹ نے آپ کو انفارم تو کیا ہوگا کہ ہم کس سلسلے میں ملنا چاہتے ہیں،،،" دراب نے بات کا آغاز کرتے ہوئے کہا

"جی لیکن میں چاہتی ہوں کہ آپ مجھے فیس ٹو فیس ہر چیز ڈیٹیل میں بتائیں"

"دیکھیں پتوکی میں ہماری ٹیکسٹائل فیکٹری ہے۔۔کیمیکلز کا جو ویسٹ ہے وہ وہاں کے لوگوں کو تکلیف دے رہا ہے اور وہ لوگ لاہور کے تھانے تک پہنچ گئے ہیں۔۔آپ اس کیس کو ہینڈل کریں کسی بھی طرح بس ہماری فیکٹری سیل نہیں ہونی چاہیئے" ازھاد نے اسے ڈیٹیلز دیتے ہوئے کہا

"آپ کی فیکٹری کا رقبہ کتنا ہے؟" عنایہ نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا

"10 کنال تقریباً" دراب نے یاد کرتے ہوئے جواب دیا

"نقشہ ہے آپ کے پاس؟"

"جی۔۔یہ لیں" دراب نے لیپ ٹاپ کھول کر میپ اس کے سامنے رکھا

"آپ کی فیکٹری کی جگہ آپ نے وہاں کسی سے خریدی تھی یا آپ کی اپنی ہے؟" وہ نقشے پر نظریں جماتے ہوئے بولی

"وہاں کے مقامی آدمی سے خریدی تھی۔" سوالوں کے جواب مسلسل دراب ہی دے رہا تھا،،ازھاد کو اب اس کے سوال جواب سے کوفت ہونے لگی تھی۔

"دیکھیں میں آپ کو یہ ہی مشورہ دوں گی کہ آپ وہاں کے لوگوں کی بات مان لیں۔۔جہاں سے ابھی آپ کے سیور تیج پائپس گزر رہے ہیں وہاں پر زیادہ تر فصلیں ہی ہیں۔۔اگر آپ ان زمینوں کو خریدنا بھی چاہیں تو آپ کے لئے ہی پرابلم ہو گی۔۔آپ ایسا کریں اپنی فیکٹری کی نارتھ کی بجائے ایسٹ سائڈ پر سیور تیج پائپس کا سسٹم رکھیں۔۔وہاں پر زمین زیادہ نہیں ہے۔۔صرف چند مرلے کا ٹکڑا ہے زمین کا۔۔آپ کے لئے خریدنا بھی زیادہ مشکل نہیں ہو گا۔۔اور اس زمین کے سامنے ہی نالہ ہے۔۔وہاں

سے ویسٹ سارا اس نلے میں جائے گا۔۔ کسی کو بھی کوئی پرابلم نہیں ہو گی۔ تو یہ طریقہ آپ کے لئے سب سے زیادہ فائدہ مند ہو گا۔۔"عنایہ نے اسے پروفیشنل انداز میں ہر چیز سے آگاہ کیا۔

"اپنے یہ تھرڈ کلاس مشورے اپنے پاس رکھیں مس ایڈووکیٹ۔۔۔ جتنا کہا گیا ہے اتنا کریں۔۔"اس کی بات سن کر ازھاد کا میٹر گھوما تھا۔ان لوگوں کی بات ماننا مطلب ان کے سامنے جھک جانا۔۔اور ازھاد شاہ جھک جاتا۔۔ناممکن۔جبکہ اس کے بھڑک کر بولنے پر عنایہ نے بمشکل اپنا غصہ کنڑول کیا۔

"میں ازھاد شاہ،ان تھرڈ کلاس غریب لوگوں کے در پر جاؤں گا۔۔؟ جنہوں نے مجھ پر کیس کیا ان کے در پر جاؤں گا۔۔؟؟امپاسیبل۔۔"وہ بھڑک کر بولا

"دیکھ لیں مسٹر ازھاد اگر آپ ان غریبوں کے در پہ نا گئے تو وہ غریب آپ کے گلے تک آ جائیں گے۔۔ابھی وہ صرف چند لوگ ہیں۔۔اگر وہ لوگ متحد ہو گئے تو آپ کے لئے ہی پرابلم ہو گی۔۔

Unity is strength you know..

www.novelsclubb.com

آپ کے لئے بہتری اسی میں ہے کہ جو میں نے کہا ہے وہ کر لیں۔۔" عنایہ نے لہجہ نارمل رکھتے ہوئے کہا

"امپاسبل۔۔ میں ان لوگوں کے ڈر سے، ان کے سامنے جھک نہیں سکتا۔ سمجھی تم۔۔" وہ سارے لحاظ بالائے طاق رکھتا تم پر آچکا تھا۔ سیاہ آنکھوں میں سرخی سی بھر گئی۔

"زبان سنبھال کہ بات کریں مسٹر ازھاد۔۔ اس وقت آپ میرے آفس میں کھڑے ہیں۔۔" اس نے انگلی دکھاتے اسے وارن کیا۔ ازھاد نے اس کی بھینچی ہوئی انگلی میں موجود ڈریس کے ہم رنگ نگ والی انگوٹھی دیکھی۔

"تو تم چاہتی ہو کہ میں خود چل کر ان لوگوں کے پاس جاوں جو میرے ٹکڑوں پہ پل رہے ہیں۔۔؟" اس نے آنکھیں سکیڑ کر اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ دراب پریشانی سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"U may go now..,"

وہ چند پل اسے ضبط سے دیکھتی رہی پھر ہاتھ میں پکڑی فائل میز پر رکھ کر تحمل سے بولی۔ یہ شخص سر درد کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔

"مجھے میرے مسلئے کا حل چاہیے مس۔۔"اس نے کھڑے ہو کر میز پر دونوں ہاتھ زور سے مارتے ہوئے کہا۔ جھٹکا لگنے سے نفاست سے سیٹ ہوئے بال پیشانی پر بکھر گئے تھے۔ سیاہ بال سفید پیشانی پہ بکھرے بہت بھلے لگ رہے تھے۔اس کی سانسیں منتشر سی تھیں۔

"شٹ اپ اینڈ گیٹ آؤٹ۔۔ میں آپ کی سرونٹ نہیں ہوں۔۔"وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس بندے کو گریبان سے پکڑ کر باہر نکال دے۔۔

"میں بھی دیکھتا ہوں کتوں کا یہ اتحادی جھنڈ کب تک سلامت رہتا ہے۔۔ میرے ہڈی پھینکنے کی دیر ہے۔۔ سب میرے قدموں میں آئیں گے۔۔"ازھاد کو شاید اپنی دولت پر کچھ زیادہ ہی مان تھا۔

"صبیحہ انہیں دروازہ دکھا دو پلیز"اس نے ازھاد کی آنکھوں میں دیکھتے صبیحہ کو کہا تھا۔

www.novelsclubb.com

ازھاد اپنا کوٹ جھاڑتا اٹھا تھا اور تن فن کرتا آفس سے نکل گیا تھا۔ دراب بھی اس کے پیچھے ہی نکلا تھا۔ان دونوں کا رخ آفس کی طرف تھا۔

"گڈ مارننگ سر" دراب کو اپنے آفس میں آتے دیکھ اکبر حمدانی نے سلام کیا۔ وہ دونوں ابھی ابھی آفس پہنچے تھے۔

"گڈ مارننگ، جی کچھ کہنا چاہتے ہیں آپ؟" دراب نے انہیں کچھ بولنے کی کوشش کرتے دیکھ نرم لہجے میں پوچھا

"جی سر وہ ایک ایکچوئلی مجھے آج ہالف لیو چاہئے، کچھ ضروری کام ہے گھر پہ" اکبر حمدانی نے اپنا مدعا بیان کیا

"اوکے آپ چلے جائیں" دراب نے اسے اجازت دی

"مگر سر ازھاد سر۔۔" اکبر حمدانی ازھاد کی غیر موجودگی میں جانا نہیں چاہتے تھے۔

"اٹس اوکے آپ چلے جائیں میں سر کو انفارم کر دوں گا" ان کی پریشانی کو کم کرنے کے لیے دراب نے کہا

www.novelsclubb.com

"اوکے شکریہ سر"۔

کچھ یاد آنے پر وہ پلٹے۔۔

"سر آپ کس لیے آئے تھے آفس؟؟"

ان کے سوال پر دراب نے ذرا غائب دماغی سے انہیں دیکھا۔

"ایکچوئلی مجھے فائل چاہئے تھی اکاؤنٹس کی۔۔کوئی بات نہیں۔۔آپ چلیں جائیں۔۔میں کل لے لوں گا"

"اوکے سر"

انہوں نے پھر شکریہ ادا کیااور کمپیوٹر آف کرتے آفس سے نکل گئے۔دراب ازھاد کی نسبت کم غصے والا تھا۔آفس کا سارا سٹاف ہی دراب کا گرویدہ تھا۔اور ہمیشہ اپنا کام دراب کے توسط سے ہی کرواتے تھے۔

"سر اگر ہم غور کریں تو میم نے کچھ غلط نہیں کہا۔ہمیں ان کی بات مان لینی چاہیے"

دراب اس وقت آفس میں بیٹھا ازھاد کو آمادہ کرنے کی کوشش کررہا تھا۔وہ اس کا واحد ملازم تھا جسے وہ اپنے معاملات میں بولنے کی اجازت دیتا تھا۔سیاہ داڑھی مونچھ اور تیکھے نین نقوش والا دراب ازھاد کو اذلان کی طرح عزیز تھا۔دراب کے گھر میں کوئی بھی نہیں تھا۔وہ اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھا۔اور چند سال پہلے اس کے والدین بھی اس دنیا سے

کنارہ کر چکے تھے۔وہ پچھلے 4سال سے ازھاد کے ساتھ تھا۔ازھاد جب جب اپنا ٹیمپر لوز کرتا دراب اس کو کول ڈاؤن کرنے کا کام کرتا تھا۔ابھی وہ بات کر ہی رہے تھے جب ازھاد کا فون بج اٹھا۔اور جو خبر اسے ملی اس کا پارہ ہائی کرنے کو کافی تھی۔دراب نے اس کے تیور دیکھتے ریسیور اس کے ہاتھ سے لیکر خود کان کو لگایا جب ریسیپشن پہ موجود لڑکی کی گھبرائی سی آواز آئی

"سر پلیز بتائیں ان کو بھیجوں آپ کے آفس یا نہیں؟"

"کسے بھیجنا ہے؟"

اس نے اپنے شک کی تصحیح کے لئے پوچھا

"سر وہ علاقے کے ایس پی آئے ہیں"

"اوکے بھیج دو"دراب نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا۔

"دراب جو تم سوچ رہے ہو ایسا میں بالکل نہیں کرنے والا"ازھاد نے وارن کرنے والے انداز میں کہا

www.novelsclubb.com

"سر اس کے علاوہ ہمارے پاس اور کوئی راستہ بھی تو نہیں ہے۔۔اگر اس ایس پی نے آپ کو اریسٹ کر لیا تو۔۔یا پھر فیکٹری سیل ہو گئی تو؟۔۔ہمیں کوئی درمیانہ راستہ ہی اختیار کرنا پڑے گا۔۔"دراب ابھی اسے سمجھا ہی رہا تھا جب آفس ڈور ناک ہوا۔دراب نے ازھاد کو کالم ڈاؤن رہنے کا اشارہ کرتے دروازہ کھولا اور سمیر کو اندر آنے کا راستہ دیا۔

"ہیلو مسٹر ازھاد"سمیر نے ازھاد سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔اس سے پہلے وہ اسے بیٹھنے کو کہتا۔سمیر خود ہی کرسی سنبھال چکا تھا۔اس کی حرکت پر ازھاد نے لب بھینچے

"کیا لیں گے آپ مسٹر سمیر؟"ازھاد نے نارمل لہجے میں پوچھا

"نتھنگ۔ایکچولی میں تھوڑی جلدی میں ہوں آپ کو معلوم ہو گا کہ کچھ دن پہلے بھی آپ کی کمپنی کو ایک نوٹس مل چکا ہے مگر آپ کی طرف سے ابھی تک کسی قسم کا کوئی ردعمل ظاہر نہیں ہوا۔۔ایک نوٹس میں آج خود لے کر آیا ہوں،،اور ساتھ آپ کی عدم توجہ کی وجہ جاننے آیا ہوں"سمیر نے کرسی سنبھالتے کہا تھا لہجہ آخر میں ان غریب لوگوں کی پریشانی کا سوچ کر خود بخود ہی تلخ ہوا تھا۔

"لک مسٹر۔۔"

www.novelsclubb.com

"ایس پی سمیر خان نام ہے میرا" سمیر نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا

"ایس پی صاحب یہ آپ کا مسلئہ نہیں ہے۔ یہ عدالت کا مسلئہ ہے۔اور میں عدالت کو جوابدہ ہوں "ازھاد نے دوٹوک لہجے میں کہا

"اوکے تو پھر یاد سے عدالت میں حاضری لگوالیں ورنہ میں آپ کی بارات لیکر آجاؤں گا۔۔چلتاہوں "تپانے والے مسکراہٹ سے کہتے سمیراس کے آفس سے نکل چکا تھا۔ازھاد نے بمشکل اپنی مٹھیاں بھینچ کر اپنا غصہ کم کیا۔

"دراب اکاؤنٹنٹ کو بلا کر لاؤ جلدی "ازھاد نے کچھ سوچتے ہوئے دراب کو کہا

"سوری سر مسٹر اکبر تو صبح ہالف لیو لے کر گئے ہیں ان کے گھر پہ کچھ ضروری کام تھا" دراب نے ہچکچاتے ہوئے کہا

"واٹ دا ہیل۔۔بلاؤ اسے جلدی۔اکاؤنٹ کی ڈیٹیلز دے مجھے آکر۔۔اور اس سے کہو کہ یا تو آفس کے کام کرلیں یا پھر گھر کے، عجیب تماشہ بنایا ہوا ہے "وہ انتہائی غصے سے بولا تو دراب نے فوراً موبائل نکالا اور اکبر حمدانی کو کال ملائی۔

"مسٹر اکبر آپ پلیز جلدی سے آفس آجائیں سر کو ایک فائل چاہیے" دراب نے اکبر حمدانی کو کال کر کے کہا

"اوکے سر میں ابھی آتا ہوں" اکبر حمدانی نے تابعداری سے جواب دیا

"کیا ہوا بابا؟" وہ اس وقت مشعل کو لیکر واپس گھر جا رہے تھے۔

"کچھ نہیں بیٹا وہ سر کو ایک فائل چاہیے تو اس لئے مجھے جانا ہو گا۔ زیادہ وقت نہیں لگے گا بس دس منٹ" اکبر صاحب نے گاڑی کا رخ آفس کیطرف کرتے ہوئے کہا

"اوکے بابا"

کچھ ہی دیر میں وہ آفس کے سامنے کھڑے تھے۔ مشعل شیشے سے آراستہ اس بلند عمارت کو دیکھ کر تعریف کئے بغیر نہ رہ سکی۔

www.novelsclubb.com

"بیٹا آپ یہیں بیٹھو میں ابھی آتا ہوں" اکبر صاحب سیٹ بیلٹ اتارتے ہوئے بولے

"نہیں بابا میں بھی آپ کے ساتھ جاؤں گی۔ مجھے آپ کا آفس دیکھنا ہے" وہ بچوں کے سے اشتیاق سے بولی تو اکبر صاحب مسکرائے بغیر نہ رہ سکے۔

"اوکے آجاؤ"

طویل کاریڈور سے گزر کو وہ اکبر صاحب کے آفس کے سامنے کھڑی تھی۔اکبر صاحب کوئی فائل تلاش رہے تھے جبکہ وہ بچوں کیطرح وہاں کی ہر چیز کو چھو کر دیکھ رہی تھی معاً کوئی آندھی طوفان بنا آفس میں داخل ہوا تو اس کا سکتا ٹوٹا اور وہ بدک کر داخلی دروازے کی طرف دیکھنے لگی جہاں سیاہ پینٹ کیساتھ سفید شرٹ پہنے شرٹ کے بازو کہنیوں تک فولڈ کیے۔ گریبان کے اوپری دو بٹن کھلے تھے جن میں سے اس کا کشادہ سینہ نظر آرہا تھا۔ سفید رنگت میں نجانے کیوں سرخیاں گھلی تھیں،ماتھے پر بل ڈالے،آنکھوں میں غرور لئے وہ اندر داخل ہوا تھا۔

"مسٹر اکبر میں آپ کا ملازم نہیں ہوں جو پچھلے آدھے گھنٹے سے آپ کا انتظار کر رہا ہوں،یا sincereتو اپنی جاب کے ساتھ

ہوں یا پھر گھر بیٹھ کر آرام کریں" داخل ہوتے ہی اس نے اپنی زبان کے نشتر چلانے شروع کر دیے تھے جو کسی کے دل کو چیر رہے تھے۔ مشعل کی آنکھیں اپنے باپ کی انسلٹ پر پل میں نم ہوئی تھیں۔

ازھاد نے ایک سرسری سی نظر سیاہ شلوار قمیض میں ملبوس اس لڑکی پہ ڈالی جو مہرون چادر میں چھپی ہوئی بالکل کوئی بچی لگ رہی تھی۔ سفید رنگت پر سیاہ رنگ خوب جچ رہا تھا مگر وہ

بس اس کی سفید مخروطی انگلیاں ہی دیکھ پایا، پیر سیاہ نازک سی چپل میں مقید تھے۔ جبکہ اس کی آنکھیں۔۔اس کی آنکھیں شاید سیاہ تھیں یا گرے وہ فیصلہ نہ کر پایا۔ آنسوں کی شدت سے سیاہ اور گرے امتزاج کی وہ انکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ ازھاد نے ایک سرسری نگاہ میں ہی اس کا تفصیلی جائزہ لے لیا تھا۔

"سوری سر وہ ضروری کام تھا اس لئے لیو لینی پڑی میں نے دراب سر سے لی تھی لیو، انہوں نے کہا تھا کہ وہ آپ کو انفارم کر دیں گے" اکبر صاحب نے ایک نظر مشعل کے سرخ چہرے کو دیکھ کر نرم لہجے میں وضاحت دی۔

"نو ایکسکیوز پلیز۔۔اب آپ جا سکتے ہیں" ازھاد نے فائل تھام کر انہیں بےزاریت سے ٹوکتے ہوئے کہا تو وہ مشعل کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے چل دئے۔ ازھاد کی سیاہ انکھوں نے دور تک اس مہرون چادر والی کا پیچھا کیا تھا۔ ماربل کے چمکتے سیاہ فرش پر، سیاہ چپل میں ہی مقید اس کے گلابی پیر ازھاد کئے پل دیکھتا رہا۔

اندر جاتے ہوئے مشعل جتنی خوش تھی واپسی پر اس کی ساری خوشی ماند پڑ چکی تھی۔ یہ شخص بھی اسے عمارت پہ لگے اس شیشے کیطرح ہی لگا تھا، اوپر سے خوبصورت لیکن خطرناک اور زہریلا۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

آنکھوں سے بہہ جانے والے آنسوں کو اس نے بے دردی سے رگڑا۔اس کی حالت کے پیشِ نظر اکبر صاحب نے اس کے شانے سے لگایا۔گاڑی میں بیٹھ کر اکبر صاحب نے گاڑی سٹارٹ کی جبکہ مشعل اب باقاعدہ ہچکیوں سے رو رہی تھی۔اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں بنا کر وہ اپنے آنسو پونچھ رہی تھی۔اس کا باپ اسے ہر چیز سے زیادہ عزیز تھا۔یہ سوچ ہی نہایت تکلیف دہ تھی کہ اس کا باپ اس کے لئے اس عمر میں لوگوں سے بے عزت ہو رہا تھا۔

"کیا ہو گیا ہے بیٹا کیوں اتنے برے طریقے سے رو رہی ہو؟" اکبر صاحب اسے مسلسل روتے دیکھ بے چین ہوئے تھے۔ان کی بیٹی ان کی کل کائنات تھی۔بسمہ کی موت کے بعد انہوں نے بمشکل اسے سنبھالا تھا۔

اس کی آنکھ میں کبھی آنسو نہیں آنے دیا تھا۔

"آپ نے دیکھا بابا اس بدتمیز شخص نے آپ کے ساتھ کتنی بدتمیزی کی،میں پتہ نہیں وہاں کیسے چپ رہ گئی ورنہ تھپڑ مار کے منہ لال کر دیتی اس کا" مشعل نے غصے سے کہا تو اکبر صاحب مسکرا دیے بیٹی کی محبت پر۔

"برے نہیں ہیں بیٹا ازھاد سر بس غصے کے تیز ہیں" اکبر صاحب نرم لہجے میں بولے

www.novelsclubb.com

"ہو نہ ہو اژدھا کہیں کا" مشعل نے اس کا نام بگاڑا تو اکبر صاحب نے مسکراہٹ دبائی

میرا دل کر رہا ہے پتھر اٹھا کر ماروں اس کی اس چمچماتی بلڈنگ پر" اس کا غصہ کسی طور کم نہیں ہو رہا تھا۔

"نہ بیٹا ایسا نہیں کرتے" اکبر صاحب نے اسے روکنے کی کوشش کی

"ایک منٹ رکیں بابا" آفس کی پارکنگ سے گاڑی باہر آچکی تھی۔

"کیا ہوا خیریت۔۔ارے کہاں جا رہی ہو مشعل بیٹا؟" اسے گاڑی کا دروازہ کھول کے باہر نکلتے دیکھ اکبر صاحب نے گھبراتے ہوئے پوچھا

"ایک منٹ بابا بس" اپنے باپ کو مطمئن کر کے وہ کچھ ڈھونڈنے لگی اور جلد ہی اپنی مطلوبہ چیز ملنے پر آگے بڑھ کر اسے اٹھایا اور پوری قوت سے سامنے آفس کی ونڈو پر دے مارا اور جلدی سے گاڑی میں آکر بیٹھ گئی۔ جبکہ اژدھا اس کے اس عمل پر مسکرا اٹھا۔ دراب حیران پریشان سا اپنے سر کو دیکھ رہا تھا جو نجانے ونڈو سے نیچے کس چیز کو دیکھ کر خوش ہو رہا تھا حتیٰ کہ شیشے کے ٹوٹنے پر غصہ کرنے کی بجائے مسکرا رہا تھا۔

"جلدی چلیں بابا کہیں وہ اژدھا دیکھ نہ لے ہمیں" پتھر تو اس نے مار دیا مگر گھبراہٹ حد سے سوا تھی۔

"کیا ضرورت تھی آپ کو یہ سب کرنے کی بیٹا؟"

"ضرورت تھی بابا اور آپ بھی اب سے یہاں جاب نہیں کریں گے بس،، آپ کا بر تھڈے تھا جس اس منحوس اژدھے نے خراب کر دیا"

"اچھا یہاں جاب نہیں کروں گا تو کہاں کروں گا؟" شفیق سی مسکان سے انہوں نے اپنی بیٹی سے پوچھا۔

"بھلا آپ کو جاب کرنے کی کیا ضرورت ہے بابا، میری ڈگری کے بس دو سال رہ گئے ہیں پھر میں جاب کیا کروں گی اور آپ ریسٹ کریں گے"

"اور آپ کی ڈگری مکمل ہونے تک ہم کیا کھائیں گے؟" اب کی بار اُنہوں نے مسکراہٹ دباتے ہوئے پوچھا وہ جانتے تھے ان کی بیٹی کو جاب کرنے کا جتنا شوق تھا۔ اور انہوں نے شکر بھی ادا کیا کہ اس کا دماغ اژھادوالے معاملے سے ہٹ چکا تھا۔ اب ان کی مشی کے نادر مشورے تھے اور ان کی زندگی کا یہ سفر تھا۔۔

www.novelsclubb.com

"صبیحہ میں ذرا بلڈنگ کا راؤنڈ لے لوں تم ایسا کرو جتنے بھی سی سی ٹی وی کیمرے ہیں ان کی فوٹیج دیکھو اور جس پارٹ پہ ڈاؤٹ ہے اس کو سیو کر لو میں آفس میں جا کر دیکھوں گی" عنایہ نے صبیحہ کو کہا تو وہ سکیورٹی کنڑول روم میں چلی گئی۔

عنایہ آج اس بلڈنگ کو دیکھنے آئی تھی جو مدرسہ کے ساتھ ساتھ عورتوں کے لئے ایک گھر بھی تھا۔ایک بڑا صحن جہاں پر کئی درخت لگے ہوئے تھے۔درختوں کی چھاؤں اور ٹھنڈی ہوا ماحول کو نہایت خوشگوار بنا رہی تھی۔بلال آفندی نے وہاں عورتوں کے لئے سلائی کڑھائی کی کئی مشینیں بھی رکھی تھیں،اور کئی خواتین فاسٹ فوڈ کا سٹال لگا کر شام کو مدرسہ میں پڑھنے آنے والے بچوں کو وہ بیچ کر اپنا گزارا کر رہی تھیں۔وہاں ہر طرح کی عورت تھی۔اولاد پر بوجھ بن جانے والی ماں، بھیڑیوں کی درندگی کا شکار بنتِ حوا، شوہر کی ٹھکرائی ہوئی۔۔نیز وہاں ہر عورت موجود تھی جس کا کوئی گھر بار نہیں تھا۔اور وہاں سب کچھ نہ کچھ کام کاج کرتی تھیں۔بلال آفندی اس کام کو بغیر کسی زکوٰۃ کے اپنی جیب سے چلا رہے تھے ایسے میں وہ عورتیں ان کا بھی اپنی مدد آپ کے تحت کام کرتی تھیں۔ہاسٹل اور مدرسے کے درمیان ایک کمرے کا فاصلہ تھا جو کہ آفس کے طور پر استعمال ہوتا تھا اور

www.novelsclubb.com

زیادہ تر شمائلہ جو کہ مدرسے کے امور کا خیال رکھتی تھی۔اس نے وہاں موجود ہر عورت سے بلال آفندی اور مقتول عاشر جو کہ ڈرائیور رہ چکا تھا کے بارے میں انفارمیشن لی تھی۔ اب اس کا رخ شمائلہ کے آفس کی طرف تھا جب اسے صبیحہ اپنی طرف آتی دکھائی دی۔

"ملا کچھ ڈاؤٹ فل؟"

"نہیں میم لیکن قتل کے دن اور اس سے ایک دن پہلے کی فوٹیج لے چکی ہوں میں" صبیحہ نے اسے آگاہ کیا

"اوکے گڈ" اب دونوں کا رخ آفس کی طرف تھا۔

"کیا لگتا ہے میم کس نے کیا ہوگا یہ قتل؟" صبیحہ کو یہ کیس کافی پر تجسس لگ رہا تھا کیونکہ نہ تو بلال آفندی کی کسی سے دشمنی تھی اور نہ ہی کوئی ثبوت تھا۔

"جس نے بھی کیا ہے لیکن مسٹر بلال نے نہیں کیا" وہ مطمئن انداز میں بولی

"پرسوں پہلی سماعت ہے کورٹ کی اور کورٹ میں آپ یہ بات کیسے ثابت کریں گی؟" صبیحہ کا تجسس پھر ابھرا

"ہم یہ تو ہے لیکن کل کا پورا اور آج کا آدھا دن ہے ہمارے پاس تو انشاللہ ڈھونڈ لیں گے کوئی ثبوت" وہ پھر بے فکری سے بولی

"انشاللہ" صبیحہ جانتی تھی کہ اس کے پاس کوئی ثبوت ہے لیکن کورٹ روم سے باہر اس ثبوت کا نام وہ کبھی نہیں لے گی۔

گھر آتے آتے اس کا موڈ کسی حد تک ٹھیک ہو چکا تھا۔ ویسے بھی اس کے باپ کا برتھڈے تھا اور اس اژدھے کی وجہ سے وہ اپنے باپ کا اتنا اہم دن خراب نہیں کر سکتی تھی۔ گھر آتے ہی اس نے لاؤنج کو سجانا شروع کر دیا تھا۔ غبارے پھلا کر وہ ایک جگہ رکھتی جا رہی تھی۔ اس کا ارادہ انہیں بعد میں لٹکانے کا تھا۔ اکبر صاحب بھی وہیں چلے آئے۔ ایک بڑا سا غبارہ جس پر گولڈن چمکتے ہوئے لفظوں میں ہیپی برتھڈے لکھا تھا پھلانے لگے۔ ہوا بھرنے کے بعد انہیں نجانے کیا شرارت سوجھی، انہوں نے غباروں میں مگن مشعل کی طرف دیکھا اور غبارے کا منہ اس کے کان کے پاس کر کے آہستہ سے اسے چھوڑ دیا۔ غبارے کی ساری ہوا "پھس" کرتے اس کے کان میں گھسی۔ وہ اپنی جگہ سے دو فٹ اچھل کر پیچھے کو ہوئی۔ دہل کر دل پر ہاتھ رکھا۔

"بابا"

اس نے حیرت سے باپ کی طرف دیکھا اور چیخی۔وہ مسلسل قہقہہ لگا رہے تھے۔اس نے بھی ہاتھ میں پکڑے غبارے کا رخ ان کی طرف کر دیا۔اب کی بار اکبر حمدانی کانوں پر ہاتھ رکھ کر اسے روک رہے تھے جو اب پاس پڑے گلٹر کو بھی ان پر اچھال رہی تھی۔کچھ ہی پل میں وہ دونوں سترنگی گلٹر میں نہا چکے تھے۔

"اب آیا مزہ مشعل حمدانی سے پنگا لینے کا۔۔"

www.novelsclubb.com

کمر پر ہاتھ ٹکا کر وہ اتراتی ہوئی کہہ رہی تھی۔اس کے خود کے ماتھے،اور ہاتھوں پر گلٹر لگا ہوا تھا۔

"مجھے معاف کرو بھئی۔۔میں نہیں جیت سکتا۔۔"

اکبر صاحب نے مصنوعی ڈر سے کہا۔وہ مزید اترائی۔۔اکبر صاحب تو اس کا خوشی سے سرخ چہرہ دیکھ کر ہی جی اٹھے تھے۔وہ اب جھک کر سارا پھیلاوا سمیٹ رہی تھی اور ساتھ ہی بڑبڑا رہی تھی۔ان کا دل نجانے کیوں صرف اسے دیکھنے کا ہی کر رہا تھا۔دل کسی انجانے خدشے کے تحت دھڑک رہا تھا۔ان کی چھٹی حس بار بار کچھ غلط ہونے کا اشارہ دے رہی تھی۔بسمہ کے بعد مشعل ان کا کل اثاثہ تھی۔وہ اکثر اس کی شادی کے حوالے سے بھی افسردہ رہتے تھے۔اکلوتی بیٹی تھی اور اس کی جدائی کا سوچ کر ہی ان کا دل کانپ اٹھتا۔پھر پرائے لوگوں کا خوف۔اپنی ہر نماز کے بعد وہ اپنی بیٹی کے اچھے نصیب کی خصوصی دعا کرتے۔ان کی دعاؤں کا محور بھی وہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"آپ ابھی تک یہیں بیٹھے ہیں بابا"

وہ سارا پھیلاوا سمیٹ کر اب پھر ان کے سر پہ کھڑی تھی۔

"پلیز آج بھی کباب بنا دیں۔۔آپ دنیا کے بیسٹ کباب بناتے ہیں"

اس نے پاس بیٹھ کر لاڈ سے کہا

"لیکن آج تو میرا برتھڈے ہے۔اور برتھڈے والے دن کوئی کام نہیں کیا جاتا"

ہاتھ جھاڑتے ہوئے انہوں نے بازو صوفے کی پشت پہ پھیلایا۔

www.novelsclubb.com

"بابا"

وہ ذرا جھنجھلا کر بولی۔ اکبر حمدانی قہقہ لگا اٹھے۔

"چلو چلو بنا دیتا ہوں کیا یاد کرو گی تم"

شانِ بے نیازی سے کہتے وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ مشعل فرطِ جذبات سے ان سے لپٹ گئی مگر وقت کی قلت یاد آنے پر ہڑ بڑا کر کچن میں گھسی۔ اس کی حرکتوں پر اکبر صاحب مسکرا کر رہ گئے۔

---

www.novelsclubb.com

"کہاں پہنچی ہو تم؟"

بلو کلر کی شارٹ فراک جو گھٹنوں سے بھی دو انچ اونچی تھی، ساتھ وائٹ پلازو پہنے۔ وائٹ دوپٹے کو چین کی طرح گلے میں ڈالے، بالوں کو درمیان سے مانگ نکال کر ٹوسٹ کیا گیا تھا۔ پیروں میں ڈارک بلو کلر کی باریک سٹرپس والی ہیل۔ ہلکا پھلکا میک اپ کیئے وہ بڑے دل سے تیار ہوئی تھی۔ ایک تو اس کے باپ کی سالگرہ تھی دوسری وجہ یہ تھی کہ آج اس کی اکلوتی سہیلی پہلی دفعہ اس کے گھر آرہی تھی۔ علیزے سے اس کی دوسری یونیورسٹی میں ہی ہوئی تھی، مگر دونوں کبھی بھی ایک دوسرے کے گھر نہیں گئی تھی۔ اب وہ تیار کھڑی اسے کال کر رہی تھی۔

"تمہاری گلی میں اینٹر ہو گئے ہیں۔۔ گیٹ پر آؤ جلدی"

www.novelsclubb.com

علیزے کے کہنے پر وہ جلدی جلدی گیٹ پر گئی۔ سیاہ رنگ کی ہائی لکس کو دیکھ کر اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ وجہ اس گاڑی کو ڈرائیو کرتا وجود تھا۔ علیزے سمیر کو واپسی کا وقت بتا کر گیٹ کی طرف بڑھی جب سمیر کی نظریں اس کی کھلے منہ کی طرف

پڑیں۔ غور کرنے پر پتہ چلا کہ یہ وہی لڑکی ہے۔اس نے شرارت سے ہونٹ دبا کا ہاتھ ہلایا۔ مگر اتنے میں علیزے اسے اندر لیجا چکی تھی۔

"تمہیں کیا ہو گیا؟؟"

اسے مسلسل حیرت زدہ دیکھ کر علیزے نے اس کا شانہ ہلایا

"یہ کون تھا جس کے ساتھ تم آئی ہو؟"

www.novelsclubb.com

اس نے حیرت زدہ سی آواز میں پوچھا

"میرے بھائی تھے۔۔ کیوں کیا ہوا؟"

علیزے نے چونک کر اس کی حیرانگی دیکھی اور ناسمجھی سے بتایا۔بدلے میں مشعل اسے ساری بات بتاتی چلی گئی۔۔

"اوہ گاڈ۔۔میں تمہیں پہلے ہی کہتی تھی کہ تمہاری یہ پولیس رشتے دار والی سکیم کسی دن تم پر ہی الٹ جائے گی۔"

علیزے ہنوز قہقہے لگا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"بدتمیز منہ بند کرواب۔ایک تو میری انسلٹ ہوئی ہے اور اوپر سے کیسے منہ پھاڑ کے دانت نکال رہی ہے۔۔اور تم مجھے ذرا یہ بتاؤ تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا کہ تمہارا بھائی پولیس میں ہے؟؟"

اس کے شانے پر دھموکا جھڑتے اس نے خفگی سے کہا

"صرف اس لئے مائی ڈیئر فرینڈ کہ تم میرے بھائی کی پوسٹ کا ناجائز فائدہ نہ اٹھاؤ"

علیزے کے آنکھ مار کر کہنے پر مشعل پھر اس کی طرف لپکی مگر وہ بھاگ کر لاؤنج میں پہنچ چکی تھی۔ خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا گیا۔ سمیر جب علیزے کو واپس لینے آیا تو اکبر صاحب نے اسے اندر لے آئے تھے۔ کچھ دیر گپ شپ کرنے اور چائے پینے کے بعد وہ لوگ چلے گئے تھے مگر جاتے جاتے سمیر اس سے اس کے ایس پی کزن کا پوچھنا نہیں بھولا تھا جس پر وہ جھنجھلا اٹھی تھی۔ اس کے جھنجھلانے اور علیزے کے قہقہے پر وہ بھی مسکرا اٹھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"شی از سو کیوٹ"

یہ بھائی کا خیال تھا۔

"شی از سوانو سینٹ"

یہ بہن کا خیال تھا۔ پورے رستے علیزے اسے وہ تمام واقعات سناتی آئی تھی جب جب مشعل نے لوگوں کو اپنے پولیس والے رشتے دار کے نام سے ڈرایا تھا۔

---

www.novelsclubb.com

"میم یہ وہ یو ایس بی جس میں فوٹیج ہے، اور یہ باقی کیس کی ڈیٹیلز"

صبیحہ نے یو ایس بی اور ایک فائل عنایہ کی طرف بڑھائی۔

"اوکے۔ چلو خدا حافظ صبح ملتے ہیں"

اس کے ہاتھ سے جو ایس بی لیتے ہوئے عنایہ نے کہا۔ وہ خود ابھی پوری بلڈنگ کا راؤنڈ لیکر آئی تھی۔

---

www.novelsclubb.com

"دراب آج کی ساری میٹنگز کینسل کر دو اور ڈرائیور سے کہو گاڑی نکالے میں ابھی پتو کی کے لئے نکلوں گا۔۔ اور تم آفس میں رہو اور یہاں کا خیال رکھو"

ٹھنڈے دماغ سے سوچنے پر اسے بھی یہی حل نظر آیا تھا کہ اس مسلے کو آرام و سکون سے حل کیا جائے ہٹ دھرمی کا یہاں کوئی فایدہ نہیں تھا۔

"اوکے سر میں ڈرائیور سے کہتا ہوں وہ گاڑی نکالے"

دراب تابعداری سے کہتا وہاں سے نکل گیا۔کچھ دیر بعد آفس بوائے سینڈوچ اور کافی کے کپ کے ساتھ داخل ہوا۔

www.novelsclubb.com

ازھاد کے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ دراب سر نے بھیجے ہیں۔ازھاد دراب کی محبت پر مسکرا دیا۔ایسے ہی تو اذلان اسے اپنی بھابھی نہیں کہتا تھا۔ازھاد کو بھی وہ اذلان کی طرح عزیز تھا اور دراب کے لئے سب کچھ ہی ازھاد تھا۔

یہاں آکر اسے پتہ چلا تھا کہ وہ لوگ واقعی کتنی مشکل میں تھے۔ایک کسان جو سارا سال اپنی فصل پر محنت کرتا ہے اس کے لئے اس کی کل کائنات ہی اس کی فصل کا وہ ٹکڑا ہوتی ہے جو ازھاد کی وجہ سے برباد ہو رہی تھی۔وہاں کے مینیجر سے بات کرنے کے بعد وہ عنایہ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق سیوریج پائپس کی ڈائریکشن بدل چکا تھا۔ایک فائدہ اسے یہاں آنے کا یہ بھی ہوا تھا کہ گاؤں کے بہت سے نوجوان تھے جو بے روزگاری کا سامنا کر رہے تھے، یا جن کو جاب ملی بھی تھیں تو شہر میں اور شہر روز آنا جانا ان کے لئے مشکل تھا۔۔ازھاد کی فیکٹری میں زیادہ تر سٹاف شہر کا تھا۔جن کو وہ ٹرانسپورٹ کی سہولت بھی دے رہا تھا۔اس فیکٹری سے شہر کے سارے ورکرز کو وہ شہر کی فیکٹری میں شفٹ کر چکا تھا اور گاؤں میں گاؤں کے لوگوں کو ہائر کرنے کا کام وہاں کے مینیجر کو دے

آیا تھا۔رات گئے اس کی واپسی ہوئی تھی کام بے شک اس نے نہیں کیا تھا لیکن اپنی نگرانی میں کرواتے ہوئے بھی وہ تھکن سے چور ہو چکا تھا۔فریش ہو کر ڈنر کرنے کے بعد وہ اب بالکنی میں کھڑا چائے پی رہا تھا۔ ستمبر کی رات کو ٹھنڈی چلتی ہوئی ہوا اسے واقعی بہت اچھی لگ رہی تھی۔اس کے دماغ کے تار ایک دفعہ پھر پتو کی پہنچ چکے تھے،اگر وہ عنایہ کی بات نہ مانتا تو یقیناً اسے بہت نقصان ہو جاتا۔ایک خیال کے تحت اس نے اپنا فون نکالا اور کال ملائی۔وہ نہیں جانتا تھا کہ اس نے کیا کہنا ہے۔یہ ایک بے اختیار عمل تھا۔لیکن اب تیر کمان سے نکل چکا تھا۔ بیل جا رہی تھی اور ویسے ہی ازھاد کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو رہی تھیں۔اپنی چائے وہ بھول چکا تھا۔وہ نہیں جانتا تھا کہ ہمیشہ اتنا کانفیڈنٹ رہنے والا انسان اب اتنا کنفیوز کیوں ہو رہا تھا۔وہ ابھی انہیں سوچوں میں تھا کہ کال ختم ہو گئی۔یقیناً اس نے کال نہیں اٹھائی تھی،جان بھوج کر یا انجانے میں۔۔ لیکن وہ کچھ مایوس ہوا تھا۔"ہو سکتا ہے سو گئی ہو" اس نے اپنے دل کو تسلی دی۔مگر پھر کال ملائی۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

وہ آفس سے آکر اپنی ماں کے ساتھ ڈنر کرنے کے بعد سے ہی فائلز کا مطالعہ کر رہی تھی۔یہ کیس دلچسپ تھا۔۔وہ آنکھیں پڑھنے کا ہنر جانتی تھی۔۔بلال صاحب کو دیکھ کر اسے بالکل نہیں لگا تھا کہ قتل انہوں نے کیا ہے مگر چشم دید گواہ موجود تھا جو کہ مخالفین کے کیس کو مضبوط بنا رہا تھا۔۔اس نے اچانک ٹائم دیکھا تو اسے یاد آیا کہ وہ کافی دیر سے بیٹھی ہے۔وہ اٹھی اور وضو کرنے چلی گئی۔یہ اس کی روٹین تھی۔نماز وہ کوئی نہیں چھوڑتی تھی۔سفید کاٹن کی شلوار قمیض میں نم چہرے کے ساتھ وہ واشروم سے نکلی اور جائے نماز نکال کر نماز شروع کر دی۔۔آخری رکعت تھی جب اس کا موبائل بجنے لگا۔۔اس نے نماز پڑھنے کے بعد دعا مانگی اور جائے نماز سمیٹ کر موبائل کی طرف آئی۔اتنے میں ہی دوبارہ کال آنے لگی۔

www.novelsclubb.com

"السلام علیکم! عنایہ ملک اسپیکنگ۔۔"

وہی مضبوط،پراعتماد سا لہجہ۔۔ازھاد کو سمجھ نہ آئی کہ کیا کہے

"ہیلو...!"

کسی کے کچھ نہ بولنے پر وہ دوبارہ بولی

"ازھاد شاہ اسپیکنگ" بولتے ہوئے اچانک اس کا لہجہ لڑکھڑا گیا نجانے کیوں؟

"کیسی ہیں آپ" مگر جلد ہی وہ اپنی کیفیت پہ قابو پا گیا۔

www.novelsclubb.com

"الحمدللہ"

عنایہ ناسمجھی سے بولی۔ وہ اس کی کال کا مقصد جاننا چاہ رہی تھی۔

"ایکچوئلی مجھے آپ کا شکریہ ادا کرنا تھا" اس نے بات بنائی

"کس بات کے لئے شکریہ؟"

وہ واقعی انجان تھی۔ یا شاید بن رہی تھی۔

"وہ دراصل آپ نے مجھے کافی اچھا مشورہ دیا تھا فیکٹری سائٹ سے ریلیٹڈ۔ تو اس لئے شکریہ"

www.novelsclubb.com

وہ بولا تو لہجہ عجیب سا تھا۔

"اوکے" وہ اس کی بات کو سمجھ چکی تھی اور اب کسی اور چیز کی منتظر تھی۔۔

"اینڈ۔۔۔ائم سوری فار بینگ روڈ"

آخر اس نے ہمت مجتمع کر کے کہہ ہی دیا۔۔ مقابل کے لب مسکرائے۔۔ وہی مغرور مسکراہٹ۔ مسکرانے پر دائیں گال کا گڑھا اسے مزید مغرور بناتا تھا۔

"ہمم۔۔اٹس اوکے"

www.novelsclubb.com

اس نے اب بھی مختصر بات کی۔۔یا شاید وہ مختصر بات کرنے کی عادی تھی۔

"اوکے مس عنایہ گڈ نائٹ "اس کے مختصر لہجے کو محسوس کر کے اس نے کال منقطع کرنے کا سوچا

"گڈ نائٹ "اب بھی مختصراً کہا گیا۔

کال ختم ہونے کے چند پل تک وہ موبائل کی تاریک سکرین کو دیکھتا رہا اور پھر سر جھٹک کر چائے کی طرف متوجہ ہوا مگر وہ ٹھنڈی ہو چکی تھی۔۔

کچھ چیزیں ہماری کچھ پل کی نظر اندازی کی وجہ سے اپنا اصل کھو دیتی ہیں۔۔اور ہم چاہ کر بھی انہیں پہلے جیسا نہیں کر سکتے۔۔۔

www.novelsclubb.com

وہ کال ختم کر کے مڑی تو اس کی ماں کمرے میں داخل ہوئی اس کے لب ابھی بھی مسکرا رہے تھے۔ نماز سٹائل میں لیا گیا دوپٹہ ڈھلک کر کندھوں پر آ چکا تھا۔

"یہ تمہارے لئے دودھ رکھا ہے یاد سے پی لینا ساری رات جاگنا ہے تم نے"

شہناز بیگم فکر مندی سے گویا ہوئیں

"اوکے" اس نے سفید دوپٹے سے جھانکتی سنہری لٹوں کو کان کے پیچھے اڑستے ہوئے سر ہلا یا

www.novelsclubb.com

اپنی ماں کے جانے کے بعد اب وہ لیپ ٹاپ کی جانب متوجہ ہوئی۔ مگر ذہن کے پردوں پر ابھی بھی اس کے الفاظ گونج رہے تھے۔

"ائم سوری فار بینگ روڈ"

ایک شرارتی سی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر رقصاں تھی۔

---

www.novelsclubb.com

آج وہ کورٹ کے کاریڈور میں کھڑی تھی۔اس کے کیس کی پہلی سماعت تھی۔ابھی چند پل پہلے ہی عاشر کے والدین آئے تھے اور عنایہ کو کافی بددعائیں دے کر گئی تھیں عاشر کی والدہ۔۔۔ صبیحہ نے حیرت سے عنایہ کے پر سکون چہرے کو دیکھا اور پھر اس عورت کی بددعائیں سنیں۔۔۔ مگر اسے بھی اب اس چیز کی عادت ہوتی جارہی تھی۔

"میم راحم باجوہ ہیں ان کے وکیل"

صبیحہ نے اسے مقابل پارٹی کے وکیل کے بارے میں آگاہ کیا جس سے ہمیشہ ہی عنایہ خار کھاتی تھی۔وجہ راحم کا فلرٹ رویہ تھا۔

"تو؟"اس نے آبرو آچکا کر پوچھا۔حسبِ معمول گھنی پلکیں مسکارے کے بوجھ سے بوجھل ہو رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"کچھ نہیں میم ویسے ہی آپ کو انفارم کیا میں نے،اور ایک اور بات میم"اب کی بار اس نے ذرا پر تجسس ہو کر کہا اور دو قدم قریب ہوئی

"کیا" عنایہ فائل کا صفحہ پلٹتی اس کی طرف متوجہ ہوئی

"ازھاد شاہ نے فائنلی آپ کے آئیڈیا کو فالو کرتے ہوئے اپنی فیکٹری میں چینجینگز کر لی ہیں" اس نے مسکراتے لہجے میں کہا

عنایہ نے مسکراہٹ دبائی

"آئی نو۔۔کچھ تو اچھا کیا۔مجھے تو لگا تھا کہ اس کا اوپر والا خانہ خالی ہے"

www.novelsclubb.com

"سوری فار بینگ روڈ" یہ جملہ پھر اس کی سماعتوں میں گونجا تھا۔

صبیحہ سے مسکراہٹ دبانا مشکل ہو گیا۔

"آپ سے عزت کروانے کے بعد اوپر والے خانے میں عقل آنے لگی ہے ان کے"

عنایہ کھل کر مسکرائی۔۔

"چلو چلتے ہیں پھر"

اس نے کلائی پر بندھی گھڑی پر ٹائم دیکھتے ہوئے کہا۔ دونوں نے کورٹ روم کی طرف قدم بڑھائے۔۔

www.novelsclubb.com

ابھی وہ اندر جاتی کہ راحم باجوہ ایک دم اس کے سامنے آکھڑا ہوا۔۔وکیل کے سیاہ کوٹ میں گندمی رنگت اور چمکتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ وہ اس کے راستے میں کھڑا کمینی سی ہنسی ہنس رہا تھا۔

"کیسی ہیں آپ مس ملک؟"خوشگوار لہجے میں پوچھا گیا

"اور ہوم ورک کمپلیٹ کر کے آئی ہیں یا پھر۔۔۔ویل مجھے نہیں لگتا کہ آپ یہ کیس جیت پائیں گی۔۔"

اس نے قہقہہ لگا کر کہا۔جیسے کسی بچے کی بات پر قہقہہ لگایا جاتا ہے۔

"میں الحمدللہ ہر دفعہ ہی ہوم ورک کمپلیٹ کر کے آتی ہوں۔۔آپ اپنی خیر منائیں۔۔اور رہی بات ہار جیت کی تو مسٹر۔۔۔اگر میرے ہارنے سے مجرم اپنے انجام کو پہنچ رہا ہے تو

مجھے قبول ہے ایسی ہار۔۔ناؤ گیٹ آسائڈ "اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہتی وہ ایک سائڈ سے گزر گئی تھی۔۔راحم اس کے جواب پر لاجواب ہوا تھا۔

اندر آتے سمیر نے اس کا یہ روپ گہری نظروں سے دیکھا تھا۔۔

"غرور جچتا ہے آپ پر میڈم"

ہنس کر خود کلامی کرتا وہ اندر کی طرف بڑھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کاروائی شروع کی جائے"

جج کے کہنے پر راحم باجوہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ کمرہ عدالت میں پن ڈراپ سائلنس تھا۔ ہر کوئی وکلا کی کاروائی کے انتظار میں تھا۔

"یور آنر کیس ہے مقتول عاشر محمود کے قتل کا۔۔ مقتول نے دو ہفتے پہلے ہی مجرم بلال۔۔"

ابھی اس کی بات پوری نہیں ہوئی تھی کہ عنایہ بول اٹھی

www.novelsclubb.com

"آئی اوبجیکٹ یور آنر۔۔ میرے کلائنٹ پر الزام ثابت نہیں ہوا سے سو میری درخواست ہے کہ انہیں مجرم کہہ کر مخاطب نہ کیا جائے"

"اوکے میں معزرت خواہ ہوں" راحم نے جلدی سے پینترا بدلا

"شکریہ" عنایہ کہہ کر اپنی نشست پر جا بیٹھی

"کاروائی شروع کریں" جج کے کہنے پر وہ پھر سے بولنا شروع ہوا تھا۔

"مقتول عاشر نے قتل سے دو ہفتے پہلے ملزم بلال کے این۔جی۔او میں نوکری شروع کی تھی۔وہاں وہ ایک ڈرائیور کے طور پر فرائض سر انجام دے رہے تھے،جو کہ بچوں کو پک اینڈ ڈراپ کی سہولیات مہیا کر رہا تھا۔4 ستمبر کی شام کو معمول کے مطابق مقتول نے شام میں آنے والے بچوں کو درس کے بعد ان کے گھر چھوڑا۔واپسی پر انہیں عشا تک کا وقت ہو چکا تھا۔۔مقتول نے گاڑی این۔جی۔او کی پارکنگ میں پارک کی۔۔اور وہاں سے نکل گئے۔۔یہ ہے پارکنگ کی سی سی ٹی وی فوٹیج" اس نے ایک یو ایس بی جج کی طرف بڑھائی

www.novelsclubb.com

جو کہ وہاں موجود اہلکار نے پکڑلی۔ صبیحہ تیزی تیزی سے تمام پوائنٹ نوٹ کر رہی تھی۔ جبکہ سمیر، عنایہ سمیت کورٹ میں موجود ایک ایک شخص ہمہ تن گوش تھا۔

"اب تک توسب کچھ معمول کے مطابق ہی تھا۔ مگر مقتول روز کی طرح اپنے گھر نہیں پہنچے۔۔اور 5 ستمبر کی صبح کو4:30 بجے مقتول کا بے رحمی کے ساتھ قتل کیا گیا۔۔ جس کا چشم دید گواہ بھی موجود ہے۔۔ میں سب سے پہلے اس کیس کو لیڈ کرنے والے آفیسر ایس-پی سمیر خان کو کٹھرے میں بلانے کی اجازت چاہتا ہوں؟"

"اجازت ہے"

www.novelsclubb.com

"شکریہ" کہہ کر وہ کٹھرے کی طرف پلٹا جہاں سمیر اپنی کیپ اتار کر کھڑا تھا۔

"تو مسٹر سمیر آپ کو اس واقعے کی اطلاع کتنے بجے ملی؟"

"مجھے صبح کے 5 بجے اطلاع ملی تھی۔ وہاں ایک سویپر نے اس لاش کو دیکھا تھا اور اس نے پولیس کو انفارم کیا تھا۔" سمیر کی بھاری آواز پورے کمرے میں گونج رہی تھی۔

"تو آپ کو جائے واردات سے آلہ قتل موصول نہیں ہوا؟"

"نہیں مرڈر وپین نہیں ملا ہمیں"

"اس کے بعد کیا ہوا؟" راحم اب اس سے آگے کی کاروائی کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ہم نے لاش کو پوسٹ مارٹم کے لیے بھیج دیا تھا اور 5 ستمبر کو ہی دوپہر تقریباً 12 بجے ایک شخص آیا تھا جس نے وہ قتل ہوتے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔اس نے جو سکیچ بنوایا تھا وہ بلال صاحب کا تھا" سمیر نے اسے ہر چیز سے آگاہ کیا۔

"اوکے بہت شکریہ مسٹر سمیر آپ کا،

یور آنر یہ ہے مقتول کی پوسٹ مارٹم رپورٹ جس کے مطابق ایک تیز دھار آلے سے قتل کیا گیا ہے۔۔جو کہ عموماً کچن میں استعمال کیا جاتا ہے" اس نے رپورٹ جج کی طرف بڑھائی

"اب میں اس واقعے کے چشم دید گواہ کو کٹہرے میں بلانے کی اجازت چاہتا ہوں" اس نے شہباز کو بلانے کی اجازت طلب کی۔

شہباز کٹہرے میں آیا تو ڈر اور گھبراہٹ اس کے چہرے سے صاف عیاں ہو رہی تھی۔

"ریلیکس ہو جائیں آپ اور بے فکر ہو کر اپنا بیان دیں۔ یہ بتائیں کہ آپ نے اس رات کیا دیکھا تھا؟"

"میں اس رات فیکٹری سے نائٹ شفٹ کرنے کے بعد اپنے گھر جا رہا تھا جب میں نے راستے میں ایک گاڑی کھڑی دیکھی اور ایک بائیک پہ ایک لڑکا تھا جو گاڑی کے آنے سے پہلے گرا گیا تھا نیچے، پھر ایک آدمی نکلا گاڑی میں سے اور اس نے اس لڑکے کے پیٹ میں چاقو مارا دو سے تین دفعہ اور پھر وہ آدمی گاڑی میں بیٹھ کر چلا گیا وہاں سے" شہباز نے ڈرتے ڈرتے اپنا بیان مکمل کیا۔

www.novelsclubb.com

"گاڑی کا نمبر نوٹ کیا تھا آپ نے؟" راحم نے اپنے تئیں بہت پتے کی بات پوچھی تھی۔

"جی وہ میں نے نوٹ کر لیا تھا اور سر کو بھی بتایا تھا"

"اوکے آپ جا سکتے ہیں،،بہت شکریہ "

"یور آنر میں مسٹر شہباز سے کچھ سوال پوچھنا چاہتی ہوں ؟"اس کے جانے سے پہلے ہی عنایہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی

"اجازت ہے "جج کے اجازت دینے پر اس نے سر خم کر کے شکریہ ادا کیا اور شہباز کی جانب بڑھی جس کی چہرے پر ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"سو مسٹر شہباز آپ کہاں کام کرتے ہیں ؟"عنایہ نے مطمئن ہو کر سوال کرنا شروع کیا

جبکہ راحم بھی گہری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

شہباز نے اسے فیکٹری کا نام بتایا تو اس نے اگلا سوال شفٹ کی ٹائمنگ کا پوچھا تھا۔

عدالت میں اس وقت پن ڈراپ سائلنس تھا۔سب انہماک سے وکلاء کی کاروائی دیکھ رہے تھے۔

"مم۔میری شفٹ رات کے 8 بجے سے صبح 4 بجے تک" شہباز نے ہکلاتے ہوئے کہا تھا

"اوکے۔سو آپ کی شفٹ 8 سے 4 ہے اور فیکٹری سے گھر تک کا راستہ تقریباً ایک ڈیڑھ گھنٹے کا ہے۔5 بجے بھی اگر آپ جائے واردات پر پہنچے تو آپ نے اس قتل کو ہوتے کیسے دیکھ لیا، کیونکہ پانچ بجے تو ایس پی سمیر خان کو اطلاع مل چکی تھی؟" عنایہ کے سوال پر وہ واقعی گڑبڑا گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں اس دن جلدی نکلا آیا تھا فیکٹری سے اس لیے ٹائم سے پہنچ گیا تھا" اس نے بات کو سنبھالنے کی کوشش کی تھی اسے گھبراتے دیکھ راحم اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"آئی آبجیکٹ یور آنر۔ مس عنایہ گواہ کو مینٹلی ٹریپ کر کے پریشان کر رہی ہیں"

"سوری مسٹر راحم بٹ میرے پاس ثبوت موجود ہیں" عنایہ نے مغرور مسکراہٹ کے ساتھ کہا تھا

"اوبجیکشن سسٹینڈ" جج کے کہنے پر راحم دوبارہ بیٹھ چکا تھا مگر دل اس کا ڈول رہا تھا کیونکہ اگر عنایہ کہہ رہی تھی کہ اس کے پاس ثبوت ہے تو لازماً ہے۔

www.novelsclubb.com

"یور آنر یہ رہی مسٹر شہباز کی فیکٹری کی سی سی ٹی وی فوٹیج،اور ساتھ ہی ان کی اٹینڈنس رپورٹ جس پر ان کے فنگرپرنٹس واضع ہیں۔ مسٹر اپنی ڈیوٹی پوری کر کے ہی نکلے ہیں اس بات میں کوئی جھوٹ نہیں ہے"

"اب آپ کیا کہنا چاہیں گے مسٹر شہباز؟

اس وقت شہباز اور راحم کا حال بالکل ایک جیسا تھا۔

چپ دونوں کو لگ چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

"چلیں یہ سب چھوڑیں،آپ مجھے یہ بتائیں کہ قتل ہوتے آپ نے دیکھا 4 بجے اور اطلاع آپ نے دوپہر کو دی۔اس کی وجہ؟"

شہباز کے پاس کہنے کو کچھ بھی نہ تھا وہ اس سارے جال میں بری طرح پھنس چکا تھا۔

"ظاہری سی بات ہے وہ ڈر گئے تھے، لیکن پھر سوچ بچار کے بعد انہوں نے فیصلہ کیا کہ مجھے بتانا چاہیے" راحم نے اسے ڈیفینڈ کرتے ہوئے کہا

"اوکے مان لیا میں نے، بس ایک آخری سوال کیا آپ شیور ہیں کہ آپ نے میرے موکل بلال کو ہی قتل کرتے دیکھا تھا، اور پھر وہاں سے بھاگتے ؟"

www.novelsclubb.com

"جی جی میں نے انہیں دیکھا تھا، انہوں نے پہلے اس کے پیٹ میں دو تین دفعہ چاقو مارا اور پھر یہ اپنی گاڑی میں بیٹھ کر بھاگ گئے" شہباز نے رٹا رٹایا سبق سنایا تھا

"گاڑی کا نمبر بتا سکتے ہیں، میں بھول گئی"

عنایہ نے عجیب سے لہجے میں آنکھوں میں چمک لئے پوچھا تو شہباز نے کسی طوطے کی طرح گاڑی کا نمبر بتایا

"اوکے شکریہ۔۔یور آنر آپ کے استعمال میں بھی گاڑی ہے اور یہ ہم سب ہی جانتے ہیں کہ ہر گاڑی میں ایک جی پی ایس ٹریکر ہوتا ہے جس سے اس گاڑی کی لوکیشن پتہ چلتی ہے۔ جس گاڑی کا نمبر چشم دید گواہ شہباز نے بتایا ہے اس گاڑی کی ٹریکر رپورٹ آپ کے ٹیبل پر پڑی ہے جس سے یہ صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ قتل کے وقت وہ گاڑی کہاں تھی۔ وہ گاڑی دوپہر 3 بجے کے بعد سے ایک ہی لوکیشن پر تھی یعنی کہ مسٹر بلال کے گھر پر تو قتل کے وقت آپ نے اس گاڑی کو کیسے دیکھ لیا؟"جج کو بتانے کے بعد وہ گھوم کر شہباز کے سامنے آئی تھی کمرہ عدالت میں چہ میگوئیاں شروع ہو چکی تھیں جن کو جج کی "آرڈر آرڈر" کی آواز نے روکا

"چلیں آپ گھبرا لیں تھوڑا سا میں کاروائی پوری کر لوں۔

یور آنر ایک کامن سینس والا انسان جانتا ہے کہ کسی بھی چیز میں خاص طور پر پیٹ میں چاقو مارنے سے زیادہ اسے نکالنے میں دقت پیش آتی ہے۔اور ایک 24ء25 سال کے نوجوان کو ایک 50,40 سال کا انسان قابو کرتا ہے اور پھر اس کے پیٹ میں چاقو مارتا ہے وہ بھی لگاتار دو سے تین دفعہ بات کچھ ناقابلِ قبول ہے وہ بھی تب جب مقتول رعشہ کے پیشنٹ ہیں"

عنایہ کی پیشگوئی پر ایک دفعہ پھر چہ میگوئیاں شروع ہو چکی تھیں۔

"یہ رہی مسٹر بلال کی میڈیکل رپورٹ "اس نے ایک رپورٹ جج کی طرف بڑھائی جسے جج کے ماتحت نے پکڑ لیا۔

"آپ کچھ کہنا چاہیں گے ؟"اب کی بار اس نے راحم سے پوچھا مگر اسے چپ دیکھ کر وہ پھر سے بولنا شروع ہو چکی تھی

"یور آنر صورتحال واضح ہو چکی ہے۔ چشم دید گواہ کو پلانٹ کیا گیا ہے جو کہ صاف نظر آرہا ہے۔ایس پی صاحب اگر ذرا سی جانچ پڑتال کر لیتے تو عدالت کا قیمتی وقت ضائع ہونے سے بچ جاتا۔میری عدالت سے درخواست ہے کہ وہ پولیس کو حکم دے تاکہ وہ شہباز کو پلانٹ کرنے والے شخص کے بارے میں جانچ کریں کیونکہ وہ ہی اصل قاتل ہے اور میرے موکل چونکہ ایک ذمہدار شہری ہیں اور ان کی صحت اس قابل نہیں ہے کہ وہ جیل میں رہیں اس لئے انہیں ضمانت پر رہا کیا جائے۔شکریہ "اس نے سر جھکا کر بات کا اختتام کیا۔

www.novelsclubb.com

"مس عنایہ ملک کے پیش کئے گئے ثبوتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شہباز نے جھوٹی گواہی دے کر عدالت اور پولیس کو گمراہ کیا ہے اور ان کا قیمتی وقت ضائع کیا ہے، اسلئے عدالت ان کو سات سال قید کی سزا سناتی ہے اور ایس پی سمیر خان اور وکلا کو اصلی مجرموں کو ڈھونڈنے کے لئے ایک ہفتے تک کا وقت دیتی ہے۔ایڈوکیٹ عنایہ کے موکل بلال آفندی جو کہ ایک زمہ دار شہری ہیں اور ان کی میڈیکل کنڈیشن کو مد نظر رکھ کر کورٹ انہیں ضمانت پر رہا کرتی ہے مگر اس کیس کے ختم ہونے تک وہ اس شہر سے باہر نہیں جا سکتے۔

کورٹ اگلی سنوائی تک ملتوی کی جاتی ہے" جج کے آرڈر پر دونوں وکلا نے سر جھکایا اور پھر کمرہ عدالت آہستہ آہستہ خالی ہونے لگا۔

www.novelsclubb.com

"ویل ڈن میم! یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا جو آپ پروف کر آئی ہیں۔ راحم کی شکل دیکھنے والی تھی۔"

صبیحہ نے مرعوب ہوتے ہوئے عنایہ سے کہا۔ عدالت کے کاریڈور کے شور میں عنایہ کی ہیل کا شور بہت واضح تھا۔

"مگر میم ٹائم تو بہت کم ملا ہے ہمیں کورٹ کی طرف سے اور ہم کیسے ثابت کریں گے؟ صبیحہ نے اپنا خدشہ بیان کیا۔

"ہو جائے گا سب انشااللہ! سب سے پہلے تو ہمیں یہ پتہ کرنا ہے کہ عاشر کو ضرورت کیا پڑی وہاں جاب کرنے کی۔ اس کے دوست وغیرہ سے پتہ کرنا ہو گا۔"

ابھی وہ بات کر رہی تھیں جب سمیران کے پاس آن پہنچا

"السلام علیکم!" اس نے دونوں کو سلام کیا۔ مگر نظریں عنایہ پر ہی مرکوز تھیں۔ اس نے اپنی زندگی میں بہت سی ورکنگ وومن کو دیکھا تھا۔ مگر اس جیسا کانفیڈنس آج تک کسی میں نہیں دیکھا تھا۔ وہ منفرد تھی۔ اس کا انداز اسے منفرد بناتا تھا۔

"وعلیکم السلام" دونوں نے سلام کا جواب دیا عنایہ نے ذرا سا ایک سائڈ ہو کر سمیر کے پیچھے دیکھنے کی کوشش کی جہاں شہباز کو پولیس موبائل میں بٹھا رہے تھے، وہ دوبارہ سمیر کی طرف متوجہ ہوئی عنایہ کے پیچھے سے سورج کی شعاعیں سمیر کی آنکھوں سے ٹکرا رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"ویل ڈن مس ملک!" سمیر نے اس کی کھلے دل سے تعریف کی، اس کا لہجہ کچھ شرمندہ سا تھا۔

"شکریہ "اس نے معمول کی مسکراہٹ سے جواب دیا، گلابی لب ایک تراش میں ڈھلے تھے ،اور یہ تراش سمیر کو بہت بھلی لگی تھی۔

"مسٹر سمیر ہمیں مقتول کا موبائل اور لیپ ٹاپ چیک کرنا ہے، موبائل تو آپ کے پاس ہے سو آپ مجھے وہ چیک کرنے دیں، اور اس کے پرسنل چیزوں کو چیک کرنا ہے تو پرمیشن لیٹر پر آپ کے سائن کی ضرورت ہے"

"او کے شیور مس ملک"

www.novelsclubb.com

"ٹھیک ہے چلو صبیحہ "سمیر کو جواب دیتے وہ صبیحہ سے مخاطب ہوئی اور پارکنگ میں موجود اپنی گاڑی کیطرف چل دی۔ سمیر نے اس کی چال میں غرور دیکھا تھا۔ غرور جچتا تھا اس پر۔ اسے بے ساختہ اپنی اور اس کی پہلی ملاقات یاد آئی۔ وہ وہیں کھڑا اسے سوچ رہا

تھا۔ جبکہ وہ جا چکی تھی۔ اس سے دور۔ اپنی منزل کی طرف۔ مگر ان کی منزل تو ایک ہی تھی۔ یاد آنے پر وہ بے ساختہ مسکرایا اور اپنی گاڑی کی طرف چل دیا۔

"دراب کچھ دنوں تک ہو سکتا ہے مجھے پھر پتو کی جانا پڑے کیونکہ پچھلی دفعہ جو رقم میں نے وہاں کے مینیجر کو بھیجی تھی وہ خرد برد ہوئی ہے۔ میرے تفصیل مانگنے پر اس نے مجھے کچھ تفصیلات دی ہیں لیکن میں مطمئن نہیں ہوں۔ اس دفعہ میں خود جاؤں گا اور معاملات دیکھوں گا۔ تو تمہیں یہاں کا خیال رکھنا ہے۔ چاچو کی طبعیت کا پتہ ہی ہے تمہیں اور ازلان کو ابھی اس سب کی سمجھ نہیں ہے۔ اس لئے تم نے یہاں کے معاملات سنبھالنے ہیں"

ازھاد دیکھ رہا تھا کہ کچھ مہینوں سے اکاؤنٹس میں بھی کچھ مسائل آ رہے تھے اور اس فیکٹری میں بھی رقم خرد برد ہوئی تھی اس لئے وہ خود وہاں جانا چاہتا تھا

"اوکے سر آپ بے فکر رہیں میں خیال رکھوں گا ہر چیز کا" دراب نے اس کی پریشانی کم کرتے ہوئے کہا

"اچھا ایک کام کرو اکاؤنٹنٹ کو بھیجو ذرا الاسٹ منتھ کی ڈیٹیلز دے وہ مجھے" دراب نے اکبر صاحب کے بارے میں کہا تو دراب "اوکے" کہتا وہاں سے نکل گیا۔ جبکہ اکبر صاحب سے ازھاد کا خیال اب اس مہرون چادر والی کی طرف گیا تھا۔ اس کے پتھر مارنے پر وہ نہیں مسکرایا تھا بلکہ اسکی اپنے باپ سے محبت پر مسکرایا تھا۔ کتنے خوش نصیب ہوتے ہیں وہ لوگ جن کا کوئی محبت کرنے والا رشتہ موجود ہوتا ہے، بے لوث محبت،، بغیر مطلب کے محبت،، محبوب کی تکلیف پر تڑپ جانے والے۔۔ مشعل نے بھی تو یہی کیا تھا۔ اپنے باپ کی تکلیف پر بغیر کسی چیز کی پرواہ کئے اس کے آفس پر پتھر مار دیا تھا

www.novelsclubb.com

پولیس اسٹیشن سے اس نے عاشر کا موبائل لے لیا تھا اب صبح وہ عاشر کے گھر جا کر اس کی چیزوں کی تلاشی لینے والی تھی جبکہ سمیر شہباز کو گھیرے بیٹھا تھا۔ سمیر کو اس پر زیادہ محنت نہیں کرنی پڑی تھی ایک تھپڑ پر ہی اس نے بتا دیا تھا کہ اسے ایک نمبر سے کال آئی تھی اور اسے کہا گیا تھا کہ کچھ ہی دیر میں اس کے گھر کے باہر ایک بیگ ہو گا جس میں دو لاکھ ہوں گے اور ساتھ اس آدمی کی تصویر جس کا سکیچ بنوانا تھا اس کی گاڑی کا نمبر بھی لکھا ہوا تھا تصویر کے پیچھے اور باقی جو جو اس نے کہا تھا وہ ان کار ٹا رٹا یا سبق تھا۔ پتہ کروانے پر پتہ چلا تھا کہ وہ نمبر ایک لوکل فون بوتھ کا تھا اور ایک آدمی نے اسے فون کیا تھا۔ صبح سمیر خود جا کر اس فون بوتھ کی سی سی ٹی وی فوٹیج دیکھنے والا تھا۔

---

www.novelsclubb.com

آج پھر ویلوں کی فوج کینٹین میں ڈیرہ جمائے بیٹھی تھی۔ کچھ دیر پہلے ہی وہاں گانے گائے جا رہے تھے اذلان صاحب کے ہاتھ کسی جونئیر کا گٹار لگ چکا تھا جس کو وہ بجا بجا کر اس کی بینڈ بجا چکا تھا اور اب وہ بے کار پڑا اپنی قسمت پر رو رہا تھا۔ اور اب وہ لوگ"

Truth or Dare”

کھیل رہے تھے۔ایک طوفانِ بد تمیزی مچا ہوا تھا۔بہت سے سٹوڈنٹس اپنی کلاسز چھوڑ کر اس کھیل کو انجوائے کر رہے تھے جبکہ مشعل بھی اس محفل سے کچھ ٹیبل دور بیٹھ کر سینڈوچ کھا رہی تھی اور ساتھ ساتھ بے زاریت سے اس ٹولے کی طرف بھی دیکھ رہی تھی کہ اچانک ہی شور بلند ہوا کہ وہ گھبرا اٹھی، غور کرنے پر پتہ چلا کہ اس دفعہ بوتل کا رخ اذلان کی طرف آیا تھا اور اب اسے یا تو کوئی سچ بتانا تھا یا پھر ڈیئر پوری کرنی تھی،وہ یہاں سے جانے کو پر تول رہی تھی مگر علیزے کو شاید اس شور و غل میں دلچسپی ہونے لگی تھی۔

"سو فائنلی اب اذلان کی باری ہے تو تم بتاؤ کہ سچ بولو گے یا پھر ڈیئر ؟"فرحان نے چہکتے ہوئے پوچھا

www.novelsclubb.com

"نہیں بھئی سچ نہیں اسے تو میں ڈیئر ہی دوں گا کیونکہ سچ کہہ کر بھی اس نے جھوٹ ہی بولنا ہے اور جو مزہ ڈیئر پوری کرنے میں ہے وہ سچ بولنے میں کہاں" سمیع کا خرافاتی دماغ کہیں اور ہی پہنچا ہوا تھا۔

"چلو ٹھیک ہے مجھے منظور ہے "اذلان نے سرنڈر کرنے والے انداز میں کہا

"تو بھئی ڈئیر یہ ہے کہ ۔۔۔۔۔۔۔"

سمیع نے وقفہ لیکر تجسس بڑھایا

"تم نے اس لڑکی کو باجی کہنا ہے "اب آئی بلی تھیلے سے باہر۔اس نے مشعل کی طرف اشارہ کر کے کہا جو اس وقت ان کی طرف متوجہ نہیں تھی۔سب نے ہوٹنگ کرنا شروع کر دی۔

www.novelsclubb.com

"واٹ "اذلان تو صدمے سے چیخ ہی اٹھا۔

"یس پوری کرواب ڈئیر" سمیع اور فرحان نے چہکتے ہوئے کہا

"نو نیور۔۔اتنی خوبصورت لڑکی کو باجی کہنا۔۔امپاسیبل۔مجھ سے نہ ہو پائے گا" اذلان نے ڈرامائی انداز میں کہا

"چل ایک کام کر تو منہ پہ نہ کہہ لکھ کے دے دے" ان کے ایک کلاس فیلو نے مشورہ دیا جس پر سب نے ہی ایگری کیا اور اب اس لڑکے نے ایک چٹ پر سمیع اور فرحان کے بتائے ہوئے الفاظ "اذلان کی باجی" لکھ کر کینٹین پر کام کرنے والے بچے کے ہاتھ مشعل تک پہنچائی اور اب اس کے ری ایکشن کے منتظر تھے۔

مشعل میسج پر اپنے بابا سے بات کر رہی تھی جب اس بچے نے آکر اسے چٹ دی اور اذلان کیطرف اشارہ کر کے کہا کہ اس لڑکے نے دی ہے، پہلے تو وہ اسے پھاڑ کر ویسے ہی پھینکنے

والی تھی مگر علیزے کے کہنے پر اسے کھول لیا مگر وہاں درج تحریر کو پڑھ کر اس کا خون کھول اٹھا۔ بغیر کچھ سوچے سمجھے وہ اٹھی اور جا کر اذلان کے منہ پر تھپڑ جڑ دیا۔ سب منہ کھولے ہونقوں کی طرح اس کا ری ایکشن دیکھ رہے تھے اذلان خود شاک ہو چکا تھا، اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ اس بے ضرر جملے کا اس قدر ہارش ری ایکشن ملے گا۔ اپنے دائیں گال پر ہاتھ رکھے وہ بے یقینی سے اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا جس کی سفید رنگت غصے سے سرخ ہو رہی تھی، لب کپکپا رہے تھے، ہاتھوں کی کپکپاہٹ اس نے مٹھیاں بھینچ کر قابو کی تھی، سرمئی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔ اذلان کے لئے اس کا ردعمل ناقابل قبول تھا۔

"اپنے گھر کی عورتوں سے مجھے تھوڑی گائیڈ لائن لے دینا کیونکہ ان کا تجربہ زیادہ ہو گا ایسے کاموں کا"

www.novelsclubb.com

اس کا بولا گیا جملہ کسی کی سمجھ میں نہیں آیا تھا مگر علیزے سمجھ چکی تھی، مشعل کے اس طرح غصے میں جانے پر اس نے وہ چٹ پڑھی تھی اور اس تحریر کو پڑھ کر وہ بھی بے یقین

تھی۔ان کا گروپ شرارتوں کے لئے مشہور تھا مگر اس قدر گھٹیا عمل کی توقع نہیں تھی۔

علیزے اپنا بیگ اٹھا کر مشعل کے پیچھے لپکی جواب شائد یونیورسٹی سے جا رہی تھی مگر جاتے جاتے وہ حیران کھڑے فرحان کے ہاتھ میں وہ چٹ دینا نہ بھولی۔

وہ دونوں جا چکی تھیں بلکہ اور بھی بہت سارے سٹوڈنٹس آہستہ آہستہ جا چکے تھے،اذلان نے گاڑی کی چابیاں اٹھائیں اور راستے میں پڑے ہوئے ٹیبلز اور کرسیوں کو لات مارتا ہوا کینٹین سے نکل آیا۔ سمیع فوراً اس کے پیچھے لپکا تھا۔

جبکہ فرحان نے وہ چٹ کھول کر دیکھی جس پر اذلان کی باجی کی بجائے " کبھی آؤ نا حویلی خوشبو لگا کر " لکھا ہوا تھا۔وہ جانتا تھا کہ یہ شرارت اسی لڑکے کی ہے مگر فلحال اذلان کو قابو کرنا زیادہ ضروری تھا۔

وہ کورٹ سے سیدھا اپنے آفس آئی تھی۔پہلے اس کا ارادہ پولیس اسٹیشن جانے کا تھا مگر وہ کام صبیحہ کے زمے لگا آئی تھی۔کافی کا کپ لبوں کو لگائے وہ گھونٹ گھونٹ کافی حلق میں اتار رہی تھی جب انٹر کام بجا۔اس نے ریسیور اٹھا کر کان اور شانے کے درمیان اڑسا۔دوسری طرف کی بات سن کر اسے حیرت سی ہوئی۔

"وہ آج کیا کرنے آیا ہے؟"ریسیپشنٹ سے اس کا آمد کا سن کر وہ یہی سوچ پائی۔

"اچھا ٹھیک ہے بھیج دیں"کال کاٹ کر اس نے ریسیور واپس رکھا،کافی کا کپ بھی سائیڈ پر رکھا اور فائل کھول کر خود کو فائل میں مصروف کر لیا۔کچھ ہی دیر بعد بھاری قدموں کی چاپ سنائی دی اور پھر دروازے پر دستک۔

www.novelsclubb.com

"کم ان" اجازت دیتے ہی اس نے دروازے کی طرف دیکھا تو نظر اس کے چمکتے سیاہ جوتوں پر گئی۔اسنے نظریں پھیر کر اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔سیاہ پینٹ کے ساتھ گرے ڈریس شرٹ جس کے سلیوز کہنیوں تک فولڈ تھے۔جیل سے نفاست سے سیٹ کئے گئے بال۔تازہ کی گئی شیو.

اتنی حیرت عنایہ کو اس کی آمد سے نہیں ہوئی تھی جتنی اس کے ہاتھ میں سرخ گلابوں کا بکے دیکھ کر ہوئی تھی۔

"السلام علیکم" ازھاد نے اپنی بھاری آواز میں نرمی سمو کر سلام کیا تو عنایہ حیرت سے نکلی

www.novelsclubb.com

"وعلیکم السلام۔آئیں بیٹھیں" اس نے کرسی کی طرف اشارہ کرتے کہا تو ازھاد نے پھولوں کا گلدستہ اس کے میز پر رکھا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیسی ہیں آپ مس عنایہ ؟"ازھاد نے اپنی گھمبیر آواز میں پوچھا

"میں الحمدللہ ٹھیک۔آپ بتائیں؟کافی لیں گے یا چائے"عنایہ نے پروفیشنل انداز میں پوچھا

"میں بھی الحمدللہ ٹھیک ہوں، نہیں کچھ نہیں۔دراصل میرے پاس وقت نہیں ہے، میں آپ کا شکریہ ادا کرنے آیا تھا۔آپ کے دیئے گئے مشورے سے مجھے بہت فائدہ ہوا ہے۔ یہ آپ کے لئے"اپنا مدعا بیان کرتے ہی اس نے پھولوں کا گلدستہ اس کے سامنے کیا۔عنایہ کا دل کیا وہ ان پھولوں کو واپس کر دے۔وہ بھلا اس سے سرخ گلاب کیوں لینے لگی۔اسے وہ مغرور، بدتمیز اور گھمنڈی انسان بالکل اچھا نہیں لگتا تھا۔مگر جب کوئی اپنی انا کو چھوڑ کر آپ کے سامنے اپنے گھٹنے ٹیک دے تو آپ پر بھی فرض ہے کہ اپنی انا کو بھول جائیں۔

اس نے ایک نرم مسکراہٹ کے ساتھ اس گلدستے کو تھام لیا۔اس کے منع کرنے کے باوجود اس نے کافی کا آرڈر دے دیا تھا۔

"شکریہ"

"مجھے آپ سے معزرت بھی کرنی تھی،اس دن میں بہت زیادہ پریشان تھا بس اسی وجہ سے آپ کے ساتھ مس بیہیو کر گیا۔ایم ریئلی سوری فار دیٹ "اس نے شرمندہ سے لہجے میں کہا

www.novelsclubb.com

"دیکھیں مسٹر شاہ اس معاملے میں ہماری رات ہی بات ہو چکی تھی تو آپ کو شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے "نرم پیشہ ورانہ مسکراہٹ کے ساتھ اس نے کہا تب ہی اس کے دروازے پر دستک ہوئی۔ ملازم کافی لیکر آیا تھا۔ملازم کے آنے اور کافی رکھنے تک دونوں میں خاموشی رہی۔ گفتگو کو پھر سے عنایہ نے ہی جوڑا

"ویسے آپ لاناہی چاہتے تھے تو کچھ اور لاتے، پھول مجھے کچھ خاص پسند نہیں "اس نے ماحول کے تاثر کو کم کرنے کے لئے کہااور یہ سچ ہی تھا اسے واقعی پھول پسند نہیں تھے۔

"اوہ۔۔ویسے آپ کو پھول کیوں نہیں پسند؟لڑکیوں کو تو بہت انسیت ہوتی ہے پھولوں سے "کافی کا گھونٹ بھرتے ازھاد نے حیرت سے پوچھا

"سب کو نہیں پسند ہوتے پھول "عنایہ نے اس کی آدھی بات کا جواب دیا

www.novelsclubb.com
"چلیں اگلی دفعہ کچھ اور لیکر آؤں گا "ازھاد نے مسکرا کر کہا

"مطلب آپ کا ارادہ پھر سے بدتمیزی کرنے کا ہے؟"عنایہ نے ایک آئی برو اٹھا کر پوچھا

ازھاد گڑبڑا گیا

"کیا مطلب؟"اس نے حیرت سے پوچھا

"بدتمیزی کریں گے تو ہی معافی کے لئے پھر سے کچھ لیکر آئیں گے "عنایہ کے کہنے پر وہ

اس کی حاضر جوابی پر قہقہہ لگا اٹھا۔

"یہ پھول معافی کے لئے ہی نہیں شکریہ کے لیے بھی ہیں"اس نے ذرا جتا کر کہا تو عنایہ

مسکرا اٹھی

www.novelsclubb.com

"چلیں مس عنایہ میں چلتا ہوں۔انشاللہ پھر ملیں گے"کافی کا کپ خالی کر کے ٹیبل پر

رکھتے اس نے الوداعی کلمات ادا کئے اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"خداحافظ "عنایہ کے کہنے پر مسکرا کر اس کے آفس سے نکل گیا۔ عنایہ نے اس کی پشت دیکھی۔ وہ اپنی تمام تر وجاہت کے ساتھ اس کے آفس میں چھایا ہوا تھا۔ اس کے جانے کے بعد عنایہ نے ایک نظر ان تازہ تازہ نم سرخ پھولوں پر ڈالی اور انہیں اٹھا کر ناک کے قریب کیا۔ مگر چاہ کر بھی اسے کچھ خاص محسوس نہ ہوا۔ وہ پھول ہی تو تھے۔ نا جانے لوگ پھول دیکھ کر اتنے جذباتی کیوں ہو جاتے ہیں۔ خاص طور پر لڑکیاں۔

"اذلان میری بات سن،، یار اسے کوئی غلط فہمی ہوئی ہو گی تو پلیز سپیڈ سلو کر،، تیری لین بھی غلط ہے یار کیا کر رہا ہے ؟؟" سمیع اب کی بار جھنجھلاتے ہوئے بولا، اس کے یونیورسٹی سے نکلتے ہی سمیع زبردستی اس کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ چکا تھا۔

جبکہ اذلان نے اپنی غصے کی شدت سے سرخ ہوتی آنکھیں اس پہ گاڑیں اور سپیڈ مزید تیز کردی

"سٹاپ اٹ اذلان۔۔"

"سمیع اب اگر تو بولا تو میں تجھے گاڑی سے نیچے دھکا دے دوں گا یا پھر گاڑی کہیں ٹھوک دوں گا" غصے سے ماتھے، گردن اور ہاتھوں کی نسیں پھولی ہوئی تھیں۔

دماغ کے پردوں پر بار بار وہ لمحہ لہرا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

ایک دفعہ پھر اس منظر کو یاد کرکے اس نے سپیڈ بڑھائی جب اچانک سامنے سے آتی گاڑی ٹھاہ کی آواز کے ساتھ اس کی گاڑی سے ٹکرائی۔

سمیع نے اپنے ہاتھ ڈیش بورڈ پر رکھ کر بمشکل خود کو بچایا۔ غلطی سراسر ازلان کی تھی جو نہایت تیز رفتاری سے ڈرائیو کر رہا تھا اور اس کی لین بھی غلط تھی۔

"اس کی تو میں۔۔"ازلان کو اپنا غصہ نکالنے کی وجہ مل چکی تھی۔ ڈیش بورڈ میں رکھا ہوا پستول جو کہ ازھاد نے اس کی سیفٹی کے لئے رکھوایا تھا نکال کر نہایت طیش کے عالم میں باہر نکلا اس کا یہ انداز دیکھ کر سمیع گھبرا گیا۔ کچھ بعید نہیں تھی کہ وہ کیا کر گزرتا۔

"باہر نکل۔۔ باہر نکل سالے تجھے میں گاڑی چلانی سکھاتا ہوں۔۔ باہر نکل۔"گاڑی کے بونٹ پر زور سے ہاتھ مارتے وہ چیختا تھا۔ جبکہ گاڑی میں 18،19 سال کا لڑکا جو گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا اس کے انداز پر اچھل پڑا۔ اس کے ساتھ ہی ایک لڑکی بیٹھی تھی جو خود بھی اس افتادہ پر گھبرا چکی تھی مگر ہمت کرتی باہر نکلی۔ عنایہ نے اسے عاشر کا لیپ ٹاپ اور

موبائل لانے کا کہا تھا۔ پولیس اسٹیشن سے وہ سب سامان لیکر اس نے سیفی کو یونیورسٹی سے پک کیا تھا۔

"کیا مسلہ ہے مسٹر۔ لین تمہاری غلط تھی۔ موڑ کاٹنے سے پہلے ہارن تم نے نہیں دیا اوپر سے سپیڈ اتنی تیز۔۔ سراسر تمہاری غلطی ہے اور تم اس طرح چیخ رہے ہو" صبیحہ انتہائی غصے اور ناگواریت

سے بولی تو مقابل کی پیشانی پر بلوں کا اضافہ ہوا۔

"دیکھیں میم پلیز ایم سوری۔۔ آپ پلیز جائیں گاڑی میں بیٹھیں" سمیع نے معاملہ رفع دفع کرنے کی کوشش کی تو صبیحہ بھی گاڑی کی جانب مڑنے لگی۔ وہ خود بھی اس طرح بیچ سڑک پر تماشہ نہیں لگانا چاہتی تھی۔ مگر اچانک اذلان نے اس کا بازو پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچا کہ اس نے بمشکل گاڑی کے بونٹ پہ ہاتھ رکھ کر اپنا توازن برقرار رکھا۔

"کدھر میڈم۔۔ڈرائیونگ تو سکھاتی جاؤ مجھے "اس نے تمسخرانہ انداز میں کہا تھا

سیفی جو اپنی بہن کو اس لڑکے سے بحث کرتے دیکھ خود بھی باہر نکل آیا تھا،اچانک ازلان کے صبیحہ کا بازو پکڑنے پر آگے بڑھ کر ازلان کا گریبان پکڑ لیا۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری آپی کو ہاتھ لگانے کی "ازلان نے صبیحہ کو ایک جھٹکے سے چھوڑا اور پستول کی بیک سائڈ سیفی کے سر پہ دے ماری۔وہ کراہتا ہوا ماتھے پہ ہاتھ رکھتا پیچھے کو ہوا۔

www.novelsclubb.com

"سیفی "صبیحہ یکدم چیختی ہوئی سیفی کیطرف بڑھی اسکی پیشانی سے رستا ہوا خون دیکھ کر اس نے بنا سوچے سمجھے ازلان کے منہ پر تھپڑ جڑ دیا۔

"درندہ کہیں کا"

"اوہ تیری" سمیع کے لب اوو کی شکل میں ڈھلے، ایک ہی دن میں دو حسیناؤں سے تھپڑ، حالات مختلف ہوتے تو وہ اس کا خوب ریکارڈ لگاتے۔

سمیع کو بے ساختہ حالات کی سنگینی کا احساس ہوا۔ مگر بے سود تھا اذلان اس کی کبھی نہ سنتا، وہ بے بس تھا۔

"یو بچ۔۔ہاؤ ڈیئر یو۔۔" اذلان نے ایک بار پھر صبیحہ کا بازو دبوچا اور گن اس کی کن پٹی پہ رکھ دی۔

www.novelsclubb.com

صبیحہ نے ایک نظر سنسان روڈ پہ ڈالی اور دوسری اس سائیکو انسان پر۔ کچھ بھی ہو جاتا وہ اس سے ڈر نہیں سکتی تھی۔

"میں ابھی پولیس کو فون کر کے تمہاری غنڈہ گردی ختم کرتی ہوں۔۔"اس نے وارن کرتی نظروں سے اذلان کو کہا

"او۔۔پولیس کو فون کرنا ہے۔۔ سمیع ذرا فون تو ملانا پولیس اسٹیشن میں۔ نظر نہیں آرہا تمہیں ایک مظلوم ناری کو پولیس کی ضرورت ہے" وہ تمسخرانہ انداز میں بولا اور ساتھ ہی اسے دبوچ کر مزید اپنے پاس کیا

"دیکھو تم جانتے نہیں ہو مجھے" اب کی بار صبیحہ نے لہجے جو مضبوط رکھنے کی حتیٰ الامکان کوشش کی ورنہ سنسان روڈ اور سیفی کے ماتھے سے بہتا خون اسے خوفزدہ کرنے کو کافی تھا۔

"موقع تو دو تفصیلاً ملاقات کا، میں تمہیں جان لوں گا تم مجھے جان لینا" اس کی طرف جھکتے اس نے سرگوشی سے کہتے ہوئے لوفرانہ انداز میں آنکھ ماری تھی۔ صبیحہ کی آنکھوں میں چنگاریاں ابھرنے لگیں۔

"یار چل کیا ہو گیا ہے کیوں تماشہ بنا رہا ہے" سمیع حالات کی سنگینی کا اندازہ لگاتے ہوئے اس وہاں سے لے گیا۔ اس کے جاتے ہی صبیحہ سیفی کی طرف بڑھی اور اسے سہارا دے کر گاڑی میں بٹھایا۔ سمیع کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھے اذلان کی نظروں نے دور تک اس گہری سیاہ آنکھوں والی لڑکی کا پیچھا کیا تھا۔ ان تھپڑ مارنے والیوں کو تو وہ ہرگز نہیں بھولنے والا تھا۔

www.novelsclubb.com

ازھاد کچھ دیر کے لیے کسی کام سے گیا تھا جبکہ آفس کو دراب سنبھال رہا تھا۔اکبر صاحب کو مشعل کی کال آئی جس میں وہ بری طرح سے رو رہی تھی وہ اس کی بات سننے کے لئے سائیڈ پر گئے اور اسے بہلا پھسلا کر چپ کروایا جو چپ ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی اور واپس آفس میں آئے ان کا ارادہ دراب سے چھٹی لیکر گھر جانے کا تھا۔

جیسے ہی انہوں نے آفس کا دروازہ کھولا دراب پہلے سے ہی آفس میں موجود تھا۔انہیں حیرت ہوئی مگر شاید کوئی کام ہو یہ سوچ کر وہ خاموش ہو گئے۔

www.novelsclubb.com
"جی سر کوئی کام تھا آپ کو؟"

"آ۔۔۔نہیں میں بس وہ فائل دیکھنے آیا تھا،اکاؤنٹس کی" دراب کے جواب پر وہ چپ ہو گئے اور اس سے چھٹی کی اجازت لی جو انہیں بآسانی مل گئی۔انہیں اس وقت صرف اور

صرف گھر جانے کی جلدی تھی۔ان کی مشی رو رہی تھی۔اور وہ خود تکلیف میں تھے۔وہ باپ بیٹی ایک دوسرے کو مکمل کرتے تھے۔ایک تکلیف میں ہوتا تو دوسرے پر سانسیں تنگ ہو جاتیں۔

اذلان گھر آتے ہی کمرے میں بند ہو چکا تھا۔ سمیع نے اندر آکر اس کے چاچو کو ساری بات بتائی تو وہ چپ کر گئے۔ سمیع اذلان کے غصے کی وجہ سے کافی پریشان تھا،ان کی اتنے عرصے کی دوستی میں ایسا پہلی دفعہ ہوا تھا۔اذلان بہت کول قسم کا انسان تھا مگر جو حالات آج تھے وہ کسی بھی کول انسان کو غصہ دلانے کے لئے کافی تھے۔جاوید شاہ نے اسے مطمئن کر دیا کہ وہ پریشان نہ ہو وہ خود ہی ٹھیک ہو جائے گا کچھ دیر میں۔ سمیع کے جانے کے بعد وہ اذلان کے کمرے میں آئے مگر دروازہ اندر سے لاک تھا۔انہوں نے کھٹکھٹایا تو کچھ دیر بعد اذلان نے دروازہ کھول دیا۔اس کی اس حرکت پر وہ مسکرا دیئے،وہ جانتے تھے

کہ اذلان انہیں اپنا باپ سمجھتا تھا، صرف سمجھتا ہی مانتا بھی تھا۔ اگر کبھی اس کا موڈ ہوتا تو وہ انہیں بابا بھی کہتا تھا۔ انہوں نے دستک بھی اسی لئے دی تھی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اذلان کبھی بھی اپنے بابا کی پکار کو رد نہیں کرے گا۔

وہ دروازہ کھول کر ان کی طرف پیٹھ کر کے کھڑا ہو گیا تھا جاوید شاہ آہستگی سے آگے بڑھے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر اس کا رخ موڑا تو وہ ان کے سینے سے آلگا۔ جاوید شاہ نے اپنے چہیتے بیٹے کو سینے میں بھینچ لیا۔ یہ ان کی تسلی و تشفی کا طریقہ تھا۔

کچھ دیر بعد وہ الگ ہوا تو اسے لیکر صوفہ پر بیٹھ گئے۔

www.novelsclubb.com

"زندگی میں بہت کچھ ہو جاتا ہے اذلان، ایسا کچھ جو ہم نے کبھی سوچا بھی نہیں ہوتا، تصور بھی نہیں کیا ہوتا، مگر ہو جاتا ہے، کیونکہ اس کا ہونا لکھا ہوتا ہے، اب وہ ہم پہ منحصر ہے کہ ہم اس چیز کا اثر کس طرح لیتے ہیں، اس چیز کو اپنے حواسوں پر سوار کر کے خود کو اذیت

دے کر، یا پھر اس کو بھلا کر۔ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا اذلان، تم اور ازھاد میرا کل سرمایہ ہو، میں تم دونوں کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا،اور نہ ہی میں یہ چاہوں گا کہ تم لوگوں کی کسی نادانی کی وجہ سے میرا سر جھکے۔ چلو اٹھو میرا بیٹا فریش ہو جاؤ اور باہر آؤ لنچ کرتے ہیں مل کر" جاوید شاہ اسے اپنے لفظوں سے بہت کچھ باور کروا چکے تھے۔ جسے وہ سمجھ بھی چکا تھا۔

"اوکے بابا آپ بے فکر رہیں، میں آپ کو کبھی شکایت کا موقع نہیں دوں گا" اس نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے مان سے کہا تو وہ مسکرا دیئے۔

"شاباش۔۔ چلو اٹھو اب فریش ہو جاؤ"

www.novelsclubb.com

اسے فریش ہونے کا کہتے وہ خود جا چکے تھے، اذلان بھی سر جھٹک کر کپڑے لیکر فریش ہونے چل دیا۔

''سیفی کو کیا ہوا؟''عنایہ نے اس کے ماتھے پہ بندھی پٹی کو دیکھ کر پوچھا۔اس کے لیٹ ہونے پر عنایہ نے اسے گھر آنے کا کہا تھا۔سیفی کی ڈریسنگ کروا کر وہ عنایہ کیطرف گئی تھی۔اس نے من و عن ساری بات عنایہ کے گوش گزار کی۔تو عنایہ کے ماتھے پر بل پڑے۔

''گاڑی کا نمبر نوٹ کیا تم نے۔ہم آج ہی اس پر کیس کرتے ہیں۔ایسے لوگوں کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔آج اس نے تمہارا راستہ روکا ہے کل کو کسی کے ساتھ کچھ اور کرے گا۔'' عنایہ کو رہ رہ کر غصہ آ رہا تھا۔صبیحہ اور سیفی دونوں ہی اسے بہت عزیز تھے۔صبیحہ اس کی سیکرٹری ہی نہیں بلکہ وہ اسے اپنی بہنوں کی طرح ڈیل کرتی تھی۔

’’آپی چھوڑیں دفعہ کریں‘‘سیفی نے اسے روکنا چاہا

’’نہیں سیفی بعض اوقات جرم کو معاف کرنا یا نظرانداز کرنا مجرم کو اور خطرناک بنا دیتا ہے۔یہی تو المیہ ہے ہمارا، ہم مجرم اور جرم دونوں کو نظرانداز کر دیتے ہیں۔اور یہی نظراندازی مجرم کی خوراک ہوتی ہے۔جتنا سخت قانون اور سزا ہوگی جرائم کی شرح اتنی ہی کم ہوگی۔ جرم جرم ہوتا ہے، چھوٹا ہو یا بڑا۔اور جرم کی سزا دی جاتی ہے۔مجھے نمبر بتاؤ صبیحہ‘‘عنایہ نے پہلا جملہ سیفی جبکہ دوسرا صبیحہ سے کہا

’’لیکن میم میں نے نمبر نوٹ نہیں کیا‘‘صبیحہ نے شرمندگی سے کہا تو سیفی نے شکر ادا کیا۔وہ جانتا تھا کہ اگر وہ کسی کے پیچھے پڑ جائے تو جلدی کسی کا پیچھا نہیں چھوڑتی تھی اور ڈرنا تو اس نے سیکھا ہی نہیں تھا۔

''اچھا چلو چھوڑو۔ سیفی تم جاؤ جا کر گیسٹ روم میں لیٹ جاؤ، میں ملازمہ کے ہاتھ کچھ کھانے کو بھیجتی ہوں'' عنایہ کے کہنے پر وہ سر ہلاتا چلا گیا۔ ملازمہ کو ملک شیک بھیجنے کا کہہ کر وہ صبیحہ کی طرف متوجہ ہوئی جو پریشان سی بیٹھی تھی۔

''پریشان مت ہو، کسی میں اتنی جرآت نہیں ہے کہ وہ عنایہ ملک کی بہن کو کچھ کر سکے۔ سو ڈونٹ وری'' عنایہ نے صبیحہ کے ہاتھ تھام کر کہا تو اس نے مسکرا کر سر ہلایا۔ ہاں اس کے ہوتے ہوئے اسے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں تھی۔

''ارے سیفی تمہیں کیا ہوا بیٹا؟'' شہناز بیگم نے بھی اس کے ماتھے پہ بندھی پٹی کو دیکھ کر استفسار کیا۔ یہ دونوں بچے انہیں عنایہ کی طرح ہی عزیز تھے۔

''کچھ بھی نہیں آنٹی بس چھوٹا سا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا۔'' سیفی نے مطمئن کرتے ہوئے کہا

''اللہ خیر۔۔ تمہیں اتنی دفعہ کہا ہے گاڑی مت چلایا کرو۔ صبیحہ تم نے بھی نہیں روکا۔اور یہ وکیل صاحبہ، قانون گھر والوں کے لیے نہیں ہے کیا؟''ایک ایک کر کے انہوں نے سب کو لتاڑا۔سب دبی دبی ہنسی ہنس دیے۔

''کم آن امی۔وہ بالغ ہے۔کار ڈرائیو کر سکتا ہے۔اور ایسی چھوٹی چھوٹی چوٹوں کی فکر نہیں کرتے۔ گر کر ہی سیکھتا ہے بندہ''عنایہ نے مسکراہٹ دبا کر کہا۔ شہناز بیگم کے گھورنے پر سیفی نے قہقہہ لگایا۔

''چلیں آجائیں آنٹی انہیں کام کرنے دیں اور آپ مجھے کچھ کھانے کو دیں''ان کے شانے پر ہاتھ رکھتا وہ انہیں لے جا چکا تھا۔ان دونوں نے بیٹھ کر کیس کے متعلق مزید چھان بین کی تھی،عاشر کا موبائل اور لیپ ٹاپ چیک کیا تھا۔۔

www.novelsclubb.com

نائٹ سوٹ میں ملبوس بیڈ پر لیٹی وہ آج ہونے والے واقعے کو دہرا رہی تھی۔اس شخص کا لمس اسے ابھی بھی اپنے بازو پر محسوس ہو رہا تھا۔پستول کی سختی بھی کنپٹی پر ہنوز محسوس ہو رہی تھی۔یہ تو طے تھا کہ صبیحہ زیدی اس لڑکے کو بھولنے والی ہرگز نہیں تھی۔اپنا بدلہ وہ سود سمیت واپس لینے والوں میں سے تھی۔اب یہ تو قدرت جانتی تھی کہ ان کا ملاپ کیسے ہونے والا تھا۔

"مشعل بیٹا کیوں تنگ کر رہی ہو" اکبر صاحب نے تنگ آکر مشعل سے کہا جو تکیے میں منہ دیئے لیٹی تھی۔کل سے اسے بخار تھا اور آج اس نے یونیورسٹی سے بھی چھٹی کی تھی۔اکبر صاحب رات سے ہی اسے دوائی کھلانے کی کوشش کر رہے تھے مگر ہر بار وہ کوئی نہ کوئی بہانہ کر کے ٹال دیتی۔دوائی کھانے میں وہ شروع سے ہی چور تھی۔وہ جب

آفس سے گھر آئے اور اس سے رونے کی وجہ پوچھی تو اس نے طبیعت خرابی کا بہانہ بنا دیا تھا۔ مگر در حقیقت وہ اذلان کی اس حرکت پر بہت دلبر داشتہ ہوئی تھی۔

"بابا کیوں پریشان ہو رہے ہیں۔ آپ کو پتہ تو ہے سال میں ایک آدھ دفعہ ایسا بخار مجھے ہوتا ہے اور خود ہی ٹھیک ہو جاتا ہے آپ پریشان نہ ہوں" اپنے باپ کی جھنجھلائی سی آواز سن کر وہ سیدھی ہوئی اور ناک پونچھتے نقاہت زدہ آواز میں بولی

"مشعل میری جان دکھ کو نظر انداز نہیں کرتے ورنہ وہ ہم پر حاوی ہو جاتے ہیں، ان کا بروقت علاج کیا جاتا ہے۔ اٹھو ناشتہ کرو اور پھر دوائی کھاؤ" اکبر صاحب نے اسے نرمی سے سمجھاتے ہوئے کہا تو وہ اٹھ بیٹھی

www.novelsclubb.com

"آپ نے آج آفس نہیں جانا؟"

''نہیں۔ تم ٹھیک نہیں ہو اور مجھے پتہ ہے تم میرے بعد اپنا خیال نہیں رکھو گی'' اکبر صاحب نے نارمل سے لہجے میں کہا مگر ان کی بات پر وہ تڑپ اٹھی

''آپ ہیں تو سہی میرا خیال رکھنے کے لئے'' ان کے شانے سے سر ٹکاتے وہ لاڈ سے بولی

''میں تو ہوں بیٹا جی۔ لیکن کل کو آپ کو رخصت بھی کرنا ہے میں نے'' اس کا سر چومتے وہ بولے تو مشعل مسکرا دی

''مجھے کیوں رخصت کرنا ہے۔۔ ہم دونوں پارٹنرز مل کر گھر جمائی ڈھونڈیں گے نا'' اس نے شرارت سے کہا تو اکبر صاحب قہقہہ لگا اٹھے۔

www.novelsclubb.com

''اچھا چلو فریش ہو کر آؤ میں ناشتہ سیٹ کر رہا ہوں'' اس سے کہتے وہ کمرے سے نکل گئے جبکہ اس نے اپنے کپڑے لئے اور واشروم میں چل دی۔

''السلام علیکم ''ڈائننگ ٹیبل کی کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے اس نے سلام کیا۔

''وعلیکم السلام ''اظہر صاحب نے اخبار سائیڈ پر رکھ کر اس کے سلام کا جواب دیا

''کیسے ہیں آپ بابا؟''وہ جانتا تھا کہ اپنی بزی روٹین کی وجہ سے وہ گھر والوں کو بہت کم ٹائم دے پاتا ہے۔ مگر اظہر صاحب بھی اس کی مصروفیات سے اچھی طرح واقف تھے اس لئے کبھی شکوہ نہیں کیا تھا مگر سمینہ بیگم اکثر و بیشتر اس چیز کا شکوہ کرتی رہتی تھیں۔ اظہر صاحب کو اپنے بیٹے سے کوئی شکوہ شکایت نہیں تھی۔ اس کا جاب کو لیکر بھی سمینہ بیگم نے بہت واویلا کیا تھا مگر سمیر کو جنون تھا اس نوکری کا۔ وہ بھی ماں تھیں ان کا ڈر بھی بجا تھا۔ اظہر صاحب سمیر کی جاب سے مطمئن تھے، انہیں اپنی تربیت اور اپنے بیٹے پر پورا یقین

www.novelsclubb.com

تھا مگر پھر بھی انہوں نے جاب کے لئے اپلائی کرنے سے پہلے ہی سمیر کو باور کروادیا تھا کہ جس دن اس گھر میں یا سمیر کی مٹھی میں حرام کمائی کا ایک ٹکہ بھی آیا وہ اس سے اپنا ہر تعلق توڑ لیں گے۔اور سمیر جسے اس پیشے سے محبت اور لگاؤ ہی نہیں عقیدت بھی تھی وہ اس پیشے کے ساتھ بے ایمانی کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

''الحمدللہ فٹ فاٹ۔۔تم سناؤ بھئی کیا چل رہا ہے آج کل؟'' اظہر صاحب نے خوشگوار لہجے میں استفسار کیا

''کچھ نہیں بابا بس ایک کیس چل رہا ہے،،اسی میں بزی ہوں۔۔السلام علیکم امی'' باپ کو جواب دیکر اس نے کچن سے نکلتی سمینہ بیگم کو دیکھ کر سلام کیا۔

''وعلیکم السلام۔۔علیزے جلدی کرو ناشتہ کے آؤ بھائی کے لئے۔'' سمیر کو جواب دیکر انہوں نے کچن میں ناشتہ بناتی علیزے سے کہا

''یہ ناشتہ بنا رہی ہے اس نے یونیورسٹی نہیں جانا کیا؟''سمیر نے حیرت سے ماں سے پوچھا۔کیونکہ صبح کا ناشتہ سمینہ بیگم ہی بناتی تھیں۔

''نہیں بھائی آج مشعل بھی نہیں آرہی تو میں بھی نہیں جارہی''پراٹھے سمیر کے سامنے رکھتے اس نے وجہ بتائی۔

''کیوں وہ کیوں نہیں جارہی؟''

پراٹھے کا لقمہ توڑتے اس نے حیرانگی سے پوچھا

www.novelsclubb.com

''اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے''چائے کا گھونٹ بھرتے علیزے نے بتایا۔سمیر نے سر ہلانے پر اکتفا کیا۔۔

''سمیر کب تک یونہی رہنے کا ارادہ ہے۔ خیر سے تیس کے ہو گئے ہو۔ کچھ عرصے بعد علیزے کی ڈگری بھی مکمل ہو جائے گی۔۔ پھر اس کی شادی کی فکر ہو گی۔۔اور تم ابھی تک چھڑے چھانٹ ہو'' سمینہ بیگم نے اپنا پسندیدہ موضوع چھیڑا تو سمیر معنی خیزی سے مسکرا دیا۔۔ آنکھ کے پردوں پر چھم سے کسی کا سراپا لہرایا تھا۔

''امی یہ میری شادی کہاں سے آگئی'' اپنی شادی کی بات سن کر علیزے نے حیرانگی سے ماں کو دیکھا۔

''کیوں تم نے اور کیا کرنا ہے۔۔'' سمینہ بیگم نے اسے گھورتے ہوئے کہا

www.novelsclubb.com

''خدا کو مانیں امی۔۔ پڑھائی مکمل ہونے کا یہ مطلب تو نہیں کہ فوراً شادی کر دیں۔۔ میں پڑھ کس لئے رہی ہوں۔۔ ڈگری کے بعد اپنا بزنس سٹارٹ کروں گی۔۔ کوئی چار پانچ سال انجوائے کروں گی پھر اس جھنجھٹ میں پڑوں گی۔۔'' علیزے نے مستقبل کا نقشہ

کھینچا تو سمیر سمیت اظہر صاحب بھی مسکرا دیئے۔ سمینہ بیگم نے اسے گھور کر دیکھا اور سمیر کی طرف متوجہ ہوئیں۔۔

''کیا ارادہ ہے سمیر تمہارا پھر ؟؟'' ان کی سوئی ابھی تک وہیں اٹکی ہوئی تھی۔

''امی آپ کی اب عمر نہیں ہے گھر گھر جا کر رشتہ مانگنے کی'' پراٹھے کی خالی پلیٹ دور سرکاتے سمیر نے چائے کا کپ لبوں کو لگایا اور ٹیک لگا کر سیدھا ہوا۔

''بھائی آپ تو ایسے کہہ رہے ہیں جیسے امی نے گھر گھر جا کر دروازہ کھٹکھٹا کر پوچھنا ہے کہ آپ کے گھر میرے سمیر کے لئے رشتہ ہے۔۔'' اپنی ہی بات پر وہ قہقہہ لگا اٹھی۔ سمیر بھی کھل کر ہنسا۔

''دیکھ رہے ہیں آپ اسے'' سمینہ بیگم نے خفگی سے اظہر صاحب کو دیکھا۔

''میں نے آپ کی مشکل آسان کر دی ہے امی۔۔آپ کی بہو پسند کر لی ہے۔''اس کے مسکرا کر کہنے پر تینوں نفوس حیرت اور خوشی سے گنگ ہو گئے۔۔

''ارے واہ ماشاءاللہ کون ہے وہ۔''سمینہ بیگم نے خوشی سے پوچھا

''بھائی کیا میں اسے جانتی ہوں''علیزے نے شرارت سے بھنویں اچکا کر پوچھا۔

''یہ تو سیکرٹ ہے''سمیر کے ہنس کر کہنے پر اس نے منہ بسورا۔۔جیسا وہ سوچ رہی تھی اگر ویسا ہو جاتا تو کتنی اچھی بات تھی۔

www.novelsclubb.com

''کب ملوا رہے ہو بیٹا؟''اب کی بار اظہر صاحب نے گفتگو میں حصہ ڈالا

’’بس ابو یہ کیس مکمل ہو جانے دیں۔۔ پھر انشاللہ ملواؤں گا آپ کو‘‘ چائے کا کپ میز پر رکھتے ہوئے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

’’اوکے اللہ حافظ‘‘ اس نے سمینہ بیگم اور اظہر صاحب کے آگے باری باری سر جھکاتے ہوئے کہا۔

’’جاؤ بھائی کو چھوڑ آؤ‘‘ سمینہ بیگم کے کہنے پر وہ اٹھ کھڑی ہوئی

www.novelsclubb.com

’’ویسے تم لڑکیاں اپنی دوست کو ہی اپنی بھابھی کے روپ میں کیوں دیکھنا چاہتی ہو؟‘‘ راہداری میں چلتے ہوئے اس نے پلٹ کر ساتھ چلتی علیزے سے پوچھا

''ہاں تو کوئی قباحت تو نہیں ہے اس میں ''اس نے ذرا خفگی سے ہونٹ اوپر اٹھا کر کہا

''اب بتا بھی دیں بھائی''اب کی بار وہ جھنجھلا کر بولی

''سوچو سوچو''شرارت سے لب دبا کر وہ گاڑی سٹارٹ کرتا نکل گیا۔علیزے نے چڑ کر دروازہ بند کیا۔

---

www.novelsclubb.com

''ویسے شرم تو نہیں آئی تم لوگوں کو اس طرح کا بے ہودہ مزاق کرتے ہوئے۔۔ نجانے ایسا کیا لکھ دیا کہ اس لڑکی نے اتنا ہارش ری ایکشن دیا۔۔مجھے تم لوگوں سے اس قدر بد تمیزی کی بلکل امید نہیں تھی۔۔''کلاس لینے کے بعد وہ تینوں کیفیٹیریا میں اپنے اپنے موبائل میں گھسے ہوئے تھے۔ایک بے نام سی خاموشی ان تینوں میں حائل تھی۔شاید

کل والے واقعے کو کوئی بھی یاد نہیں کرنا چاہتا تھا۔ مگر وہ بات بھلانے لائق بھی نہیں تھی۔ یونیورسٹی کا دلدادہ گروپ، جس کو اکثر جونئیر کاپی کرتے تھے، ان کے سربراہ کے منہ پر بھرے مجمعے میں ایک لڑکی نے طمانچہ مارا تھا۔ سب نے ہی انگلیاں منہ میں دبالی تھیں۔ سٹوڈنٹس کا جورش ان کے ارد گرد لگا رہتا تھا آج ندارد تھا۔ وہ تینوں خود بھی صبح سے نہایت سنجیدہ تھے۔ ایسے میں سارا تن فن کرتی ان کے سر پر آئی تھی، وہ خود بھی اس بات پر یقین نہیں کر پا رہی تھی۔ اس واقعے کے وقت وہ وہاں موجود نہیں تھی، مگر تب سے لیکر اب تک یہ واقع زبان زدِ عام ہو چکا تھا۔

''کیا مطلب ہے تمہارا؟ تمہیں بھی لگتا ہے کہ وہ حرکت اذلان کی تھی'' سمیع اسے گھورتے ہوئے بولا

www.novelsclubb.com

''تو اور کس کی تھی؟؟ آئی جسٹ کانٹ بیلیو'' سارہ نے تاسف سے گردن ہلائی۔ اس کی آنکھوں میں بیک وقت حیرانگی، بے یقینی اور ناگواری تھی۔

''حیرت ہے ہماری دوست ہونے کے باوجود تم ہمیں جان نہیں پائی۔۔وہ چٹ بے شک اذلان کی طرف سے بھیجی گئی تھی مگر اس پر لکھی تحریر سے اذلان کا کوئی لینا دینا نہیں۔۔یہ حرکت حماد کی تھی۔چٹ اس نے لکھی تھی اور ہمنے بغیر پڑھے وہ مشعل کی طرف بھیج دی۔''فرحان نے لب بھینچ کر اسے ساری بات بتائی۔حماد ان کی کلاس کا سب سے بگڑا ہوا لڑکا تھا اور اکثر ان کے گروپ سے خار کھاتا تھا۔اس بات کا اندازہ سارہ کو بھی تھا۔وہ بے یقینی سے اذلان کی طرف مڑی

''اذلان خود اس سازش کا شکار ہوا ہے۔''فرحان بول رہا تھا جبکہ وہ شرمندہ سی اذلان کی طرف مڑی جو اب اپنا بیگ ٹیبل سے اٹھا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

''آئی ایم سوری اذلان۔۔مجھے اندازہ نہیں تھا''اس نے ندامت سے کہتے سر جھکا لیا۔ان کی نیچر سے وہ خود بھی واقف تھی پھر وہ کیوں پہچان نا پائی۔صبح سے ہر سٹوڈنٹ اسے

اذلان کی حرکت کے بارے میں بتا چکا تھا۔ایک دوست ہونے کے ناطے اسے لوگوں کے منہ بند کرنے چاہیے تھے نا کہ شرمندگی سے سر جھکانا چاہئے تھا۔دوستی کا رشتہ کمزور تب ہونے لگتا ہے جب دو لوگوں میں تیسرا آتا ہے،اور وہ تیسرا ان دو میں سے کسی ایک کی رضامندی سے آتا ہے۔

"تمہاری غلطی نہیں ہے سارہ۔ہم انسان بہت جج مینٹل ہوتے ہیں۔کسی کی ایک پل کی غلطی پر ہم اس کی ساری زندگی کی اچھائیوں کو بھول جاتے ہیں۔۔اٹس نیچرل۔۔ڈونٹ فیل گلٹی۔۔" وہ نرم سی مسکراہٹ اور سنجیدہ لہجے میں کہتا بیگ کندھے پر ڈالتا چلا گیا تھا۔فرحان نے ایک افسوس بھری نظر اس پر ڈالی اور خود بھی اٹھ کر چلا گیا۔

www.novelsclubb.com

"سمیع دیکھو وہ مجھے غلط سمجھ رہا ہے" اس نے روہانسے میں کہا

''تم بھی ابھی کچھ دیر پہلے ہمیں غلط ہی سمجھ رہی تھی سارہ۔۔'' اس کا جملہ اسے لوٹاتے وہ سنجیدہ سا اسے دیکھ رہا تھا۔ سارہ نے شرمندگی سے پلکیں جھکا لیں۔ گریجویشن سے لیکر اب تک سمیع نے اسے پہلی دفع سارہ کہا تھا ورنہ وہ اسے مس ٹوٹل ہی کہتا تھا۔ نجانے اسے کیوں برا لگا۔

''آپ کا کوئی اپنا بے شک غلط بھی ہو لیکن کبھی کسی غیر کے منہ سے کسی اپنے کے خلاف کچھ نہیں سنتے۔۔ ہمارا ساتھ ایک دو دن کا تو نہیں تھا جو تم لوگوں کی باتوں میں آ گئی۔۔ کب تم نے ہمیں ایسی حرکتیں کرتے دیکھا جو ہمیں مورد الزام ٹھہرا دیا۔ اذلان نے سہی کہا تمہاری غلطی نہیں ہے، انسان سے کسی چیز کی توقع نہیں رکھنی چاہیے، توقعات کا شیش محل جب ٹوٹتا ہے تو اس کی کرچیاں روح تک کو چھلنی کر دیتی ہیں۔۔'' انتہائی سنجیدگی اور افسوس سے کہتا وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے چلا گیا۔ اس خالی ٹیبل پر بیٹھی سارہ نے پہلی دفعہ حالات کی سنگینی کو بھانپا تھا۔ سمیع اسے پسند کرتا تھا وہ اس بات سے بھی واقف تھی۔ مگر اس کی لاابالی نیچر کی وجہ سے اس نے کبھی اسے سنجیدہ نہیں لیا تھا۔ آج وہ سنجیدہ ہوا تو نجانے اسے برا کیوں لگ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

''چاچو آپ کو نہیں لگتا ہمارا گھر سونا سونا ہے۔۔'' وہ تینوں ڈائنگ ٹیبل پر بیٹھے ڈنر کر رہے تھے جب اذلان نے شرارت سے جاوید شاہ کی طرف دیکھ کر شوشہ چھوڑا۔ازھاد نے اس کی بغیر سر پیر کی بات پر گھور کے دیکھا۔ مگر وہ ہنوز آنکھوں میں شرارت لئے جاوید شاہ کو دیکھ رہا تھا۔

''آپ کی تو اب عمر نہیں رہی، تو میں نے سوچا کہ کیوں نا ہم بھائی کی شادی کر دیں۔'' اس کی بات پر جاوید شاہ نے اسے سخت چتونوں سے گھورا مگر وہ قہقہہ لگا اٹھا۔

''ویسے بھی لڑکے کو جب پھولوں کے نام آنے لگیں اسے بیاہ دینا چاہیئے'' کسی بزرگ کی طرح کہتا وہ ازھاد کو گنگ چھوڑ چکا تھا۔اس کی بات سمجھ آنے پر جاوید شاہ نے مسکراہٹ ضبط کی۔

''اور تمہیں یہ خبریں کون دیتا ہے؟''ازھاد نے ضبط سے اس کی طرف دیکھا۔اسے یقین ہو چکا تھا کہ سامنے بیٹھا یہ نمونہ اس کی عنایہ کو پھول دینے والی حرکت سے واقف ہو چکا ہے۔

''آف کورس آپ کی بیوی نے'' شرارت سے بھنویں اچکا کر کہتا وہ خود ہی قہقہہ لگا اٹھا۔دراب کا نام سن کر ازھاد نے خفگی سے جاوید شاہ کو دیکھا۔

''چاچو میں کوئی چھوٹا بچہ نہیں ہوں جس کی آپ اتنی جاسوسی کرتے ہیں'' ناراضگی سے کہتے اس نے پلیٹ چھوڑ کر پانی کا گلاس منہ کو لگایا۔جاوید شاہ دراب سے اس کی پل پل کی

خبریں لیتے تھے۔آج جب وہ گھر ملنے آیا تواس نے حسبِ معمول ازھاد کی ساری رپورٹ بمعہ اس کا پھول لیکر عنایہ کے دفتر جانا بتاچکا تھا۔اوراسی بات پراذلان شام سے جاوید شاہ اوراب ازھاد کو چھیڑ رہا تھا۔جاوید شاہ لفظ" جاسوسی "پر ٹھٹکے تھے۔

"میں تم دونوں کے بارے میں فکر مند رہتا ہوں اس لئے تم دونوں کی جاسوسی کرواتا ہوں،اور خبر داراذلان اگراب تم نے میرے بیٹے کو تنگ کیا تو"نرم لہجے میں کہتے وہ کھانا ختم کر کے اپنے کمرے میں چلے گئے تھے۔

"ویسے کیسے ہوئی محبت؟"وہ کافی کا کپ لئے لاؤنج میں بیٹھا تھا جب وہ پھر سے اس کے ساتھ دھپ سے آکر بیٹھا۔آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی۔

"کس سے۔۔؟"وہ بے زار سے لہجے میں بولا

''وکیلنی سے، جس کو لال پھول دیئے جا رہے ہیں'' وہ ہنوز شرارت پر آمادہ تھا۔

''تم سے کس نے کہا مجھے اس سے محبت ہے۔۔ پتہ نہیں ہم انسان کن احساسات کو محبت کا نام دیتے ہیں، کسی کی چندپل کی فکر مندی، پرواہ کو محبت کہتے ہیں یا کسی سے مرعوب ہونے کو محبت کہتے ہیں'' وہ اب براہ راست اس کی آنکھوں میں دیکھ کر سوال کر رہا تھا۔ اذلان چپ تھا۔

''میں اس لڑکی سے صرف مرعوب ہوا ہوں، اس کی بہادری، اس کا پر اعتماد لہجہ۔ ڈیٹس اٹ۔ اب اگر تمہاری نظر میں یہ سب محبت ہے تو وہ تمہاری سوچ ہے۔'' کافی ختم کرتے اس نے کپ ٹیبل پر رکھا اور کندھے آچکا کر کہا

اذلان سنجیدہ سی نظروں کے ساتھ اسے دیکھ رہا تھا ایک دم آگے بڑھا اور اس کا ماتھا چھوا۔

www.novelsclubb.com

"طبیعت توٹھیک ہے پھر اتنی سمجھداری کی باتیں کیسی کررہے ہیں آپ۔؟"اس نے حیرت کااظہار کیا

"حیرت ہے تم بھی" سمجھداری" جیسے الفاظ سے واقف ہو"وہ بھی ازھاد تھااس کا بڑا بھائی۔حساب بے باک کرنے والا۔

آج کیس کی دوسری سماعت تھی اور شاید آخری بھی۔کمرہ عدالت میں موجود ہر شخص سانسیں روکے وکلاء کی کاروائی کے انتظار میں تھا۔جج کے آنے میں وقت تھااس لئے عنایہ اور صبیحہ کچھ پوائنٹس ڈسکس کررہی تھیں۔پہلی قطار میں لگی کرسیوں میں ایک کرسی پر براجمان سمیر عنایہ کے چلتے ہاتھ اور بات کرنے پر آنکھوں کی حرکت کو دیکھ رہا تھا۔وہ لڑکی آنکھوں سے باتیں کرنے کا ہنر رکھتی تھی۔اچانک جج اور جیوری ممبران کے آنے پر ہر کوئی الرٹ ہوا۔وکلاٹ نے سر جھکا کر سلام کیا۔

"کاروائی شروع کی جائے" جج نے اپنی نشست سنبھالتے حکم صادر کیا۔راحم نے ایک نظر عنایہ کو دیکھا مگر اسے ہنوز بیٹھے دیکھ وہ استہزایہ انداز میں ہنستا اٹھ کھڑا ہوا۔اس کا وہم تھا کہ عنایہ کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔

"یور آنر میں آج کی کاروائی شروع کرنے سے پہلے پچھلی سماعت کا خلاصہ آپ کو بتانا چاہوں گا۔کیس مقتول عاشر محمود کے قتل کا ہے،5 ستمبر کی صبح اقبال پارک کے پاس ان کا قتل کیا گیا۔مقتول اپنے قتل سے تقریباً دو ہفتے پہلے ملزم بلال آفندی کے این جی او میں بطور ڈرائیور ملازمت کر رہے تھے۔"

"سوری فار انٹرپشن (مداخلت) یور آنر" وہ ابھی بات کر ہی رہا تھا جب عنایہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"مسٹر راحم پچھلی سماعت کا خلاصہ بتانے کا شکریہ اب آپ بیٹھ کر میری کاروائی دیکھیں۔"

مسکراتی آنکھوں سے کہتی وہ جج کی طرف متوجہ ہوئی۔راحم دانت پیس کر رہ گیا۔

"یور آنر پچھلی سماعت جس پوائنٹ پر اینڈ ہوئی تھی میں آج کی کاروائی بھی وہیں سے شروع کرنا چاہوں گی۔اس کے لئے مجھے ایس پی سمیر خان کو کٹہرے میں بلانے کی اجازت چاہیے۔۔"

"پرمیشن گرانٹڈ۔۔"جج کے کہنے پر اس نے سر جھکا کر شکریہ ادا کیا۔سمیر اپنی کیپ اتار کر کٹہرے میں آن کھڑا ہوا۔

"تو مسٹر سمیر جو چشم دید گواہ تھا مسٹر شہباز۔۔آپ نے ان کا بیان لیا؟"اس کے مقابل کھڑی وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر براہ راست سوال کر رہی تھی۔

"جی میں نے ان کا بیان لیا ہے،ان کے مطابق انہیں قتل کی صبح ایک لوکل فون بوتھ سے کال آئی تھی اور ان کے گھر پر ایک بیگ آیا تھا جس میں مطلوبہ رقم اور مسٹر بلال آفندی کی ایک تصویر تھی۔ان سے کہا گیا تھا کہ پولیس اسٹیشن جا کر یہ بیان دینا ہے کہ مسٹر بلال نے عاشر کا قتل کیا ہے اور ساتھ ان کا سکیچ بنوانا ہے۔

"تو کیا آپ نے پتہ کیا کہ وہ کال کس نے کی تھی؟"

"جی شہباز کے مطابق کال ایک آدمی نے کی تھی مگر فون بوتھ اور اس کے آس پاس سی سی ٹی وی نہ ہونے کی وجہ سے ہم اصلی مجرم کو نہیں پکڑ سکے۔

"اوکے مسٹر سمیر آپ کا بہت شکریہ۔آپ اب جا سکتے ہیں۔۔"

عنایہ کے کہنے پر وہ کٹہرے سے نکل گیا۔وہ گھوم کر پھر جج کی طرف آئی۔جیوری ممبران سمیت وہاں موجود ہر فرد اسے بغور سن رہا تھا۔

"یور آنر مقتول ایک رپورٹر تھے۔یہ ہے وہ چینل اور ان کی ڈیٹیلز،ان تفصیلات کے مطابق مقتول عموماً اپنا حلیہ بدل کر کسی مشکوک جگہ پر جاتے اور وہاں کچھ دن رہ کر وہاں کی حرکات وسکنات پر غور کرتے اور ثبوت اکٹھا کرتے۔سوال یہ ہے کہ انہیں مسٹر بلال آفندی کے این جی او میں ایسا کیا مشکوک نظر آیا کہ انہیں وہاں جاب کرنی پڑی۔۔"

بات کرتے ہی اس نے گھوم کر ٹیبل سے ایک فائل اٹھائی اور جج کے ماتحت کے حوالے کی۔اس کی بات پر وہاں موجود ایک شخص بری طرح گڑبڑایا تھا۔

"یور آنر اس سوال کا جواب اس یو ایس بی میں ہے۔میں آپ سے اس یو ایس بی کو سکرین پر چلانے کی اجازت چاہتی ہوں"

اس نے ہاتھ میں پکڑی یو ایس بی لہراتے ہوئے کہا۔

"پرمیشن گرانٹڈ"

www.novelsclubb.com

جج کے اجازت دینے پر اس نے وہاں کھڑے ایک ماتحت کو یو ایس بی پکڑائی جس نے وہاں موجود ایل ای ڈی کے ساتھ اسے کنیکٹ کر دیا۔عدالت میں تناؤ کا ماحول تھا۔اس ویڈیو میں این جی او کا بیرونی گیٹ صاف نظر آرہا تھا۔ویڈیو میں ایک وجود بھاگتا ہوا گلی میں داخل

ہوا تھا اور این جی او کا بورڈ دیکھ کر وہ دیوانہ وار اس کی طرف لپکا تھا۔ اور کچھ ہی دیر میں گیٹ کھلا اور وہ وجود اندر داخل ہو گیا۔

"یور آنر یہ ویڈیو 22 اگست کی رات کی ہے۔ جس گلی میں این جی او ہے اس کے کونے میں موجود بک شاپ سے لی گئی ہے۔ اس میں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ تقریباً 11 بجے ایک بچی گلی میں داخل ہوئی اور اس این جی او میں چلی گئی۔ اب میں آپ کو ایک اور ویڈیو دکھانا چاہوں گی"

اس نے مڑتے ہوئے ٹیبل سے ریموٹ اٹھایا اور اگلی ویڈیو پلے کی۔ اس ویڈیو میں بھی اور وقت وہی تھا مگر واقعات مختلف تھے۔

"یور آنر یہ ویڈیو این جی او کے بیرونی گیٹ پر لگے سی سی ٹی وی کی ہے۔ اور حیرت کی بات یہ ہے کہ اسی وقت پر اس فوٹیج میں اس بچی کا کوئی نام و نشان ہی اس فوٹیج میں نہیں ہے۔"

www.novelsclubb.com

اس کے انکشاف پر عدالت میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں جنہیں جج کی "آرڈر آرڈر" کی آواز نے روکا۔ عنایہ نے پھر اگلی ویڈیو پلے کی تو سب کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اس ویڈیو میں ایک گاڑی این جی او کے باہر آ کر رکی جس میں سے ایک آدمی نکلا گارڈ کے گیٹ

کھولنے پر وہ اندر داخل ہوا اور کچھ دیر بعد ایک عورت اور وہ مرد ایک بے ہوش وجود کو لیکر باہر نکلے اس آدمی نے بے ہوش وجود کو گاڑی میں ڈالا اور چلا گیا۔

"یور آنز یہ ویڈیو بھی 22 اگست رات 2 بجے کا ہے اور اسی بک شاپ کا ہے۔"

"یور آنز مقتول چونہ ایک رپورٹر تھے اور ان کے موبائل میں یہ سیٹنگ تھی کہ ان کی ہر کال خود بخود ریکارڈ ہو جاتی تھی۔ یہ مقتول کی کال ریکارڈ ہے جو کہ 22 اگست رات 10 بج کر 50 منٹ کی ہے۔" اس نے ایک آڈیو پلے کیا جس میں عاشر اپنی والدہ کو اپنے گھر واپس آنے کی اطلاع دے رہا تھا جب اس سے کوئی ٹکرایا۔

www.novelsclubb.com

"ہے آر یو او کے؟ کون ہیں آپ؟؟"

"پلیز ہیلپ می۔۔ مم۔ میں۔۔ وہ"

"دیکھیں آپ آرام سے بتائیں کیا ہوا ہے۔میں ایک رپورٹر ہوں"

"میری مدد کریں پلیز وہ مجھے مار دے گا۔ مم۔میری"

"ارے رکیں تو کون ہیں آپ کون مار دے گا"

"عاشر کون تھا"

www.novelsclubb.com

"امی میں آپ سے بعد میں بات کرتا ہوں" ساتھ ہی عدالت میں خاموشی چھا گئی۔

"یور آنر ان ویڈیوز میں نظر آنے والی لڑکی وہی ہے جو مقتول سے ٹکرائی تھی مقتول نے اس کا پیچھا کیا اور جب دیکھا کہ وہ این جی او میں داخل ہو گئی ہے تو وہ پلٹ گئے۔ مگر دو دن بعد جب وہ اپنے دوست شہرام سے ملے تو ان کی بہن جو کہ اس مدرسے میں ہی پڑھاتی ہیں ان سے پتہ چلا کہ پچھلے دو دنوں میں این جی او میں کوئی بھی لڑکی نہیں آئی۔ اس بات کی تصدیق کے لیے میں شہرام کی بہن اقصیٰ کو کٹھرے میں بلانے کی اجازت چاہتی ہوں"

اس نے ویڈیوز میں سے لی گئی چند زوم کی ہوئی تصاویر دکھائیں جن میں عاشر صاف نظر آ رہا تھا۔ عدالت میں اب عاشر کی والدہ کی سسکیاں گونج رہی تھیں۔ اتنے دنوں بعد بیٹے کی آواز سنی تھی انہیں سب خواب لگ رہا تھا۔ انہیں لگا وہ ابھی آئے گا اور اپنی عادت کے مطابق ان کے گلے لگے گا۔

www.novelsclubb.com

جج کے اجازت دینے پر کالی چادر سر پہ لئے اقصیٰ کٹھرے میں آئی تھی۔

"مس اقصیٰ آپ اس مدرسے میں کب سے پڑھا رہی ہیں؟"

"میں تقریباً چھ ماہ سے پڑھا رہی ہوں۔"

"او کے۔ تو وہاں جب کوئی بھی پناہ لینے آتا ہے تو اسے متعارف کروایا جاتا ہے یا نہیں؟"

"جی میڈم جب بھی کوئی لڑکی یا عورت آئے باجی شمائلہ اسے متعارف کرواتی ہیں۔

"اور یہ لڑکی جو 22 اگست کو آئی اس کو متعارف کروایا گیا تھا یا نہیں؟"

www.novelsclubb.com

"نہیں میڈم باجی نے ہمیں نہیں بتایا تھا"

"اوکے آپ کا بہت شکریہ اب آپ جاسکتی ہیں۔"

"یور آنر اگر اس لڑکی کو این جی او کی باقی لڑکیوں سے۔تعارف نہیں کروایا گیا تو وہ لڑکی کہاں گئی؟؟

آپ اور یہاں موجود ہر انسان بلکل ٹھیک سوچ رہا ہے۔اس رات جب وہ آدمی آیا اور جس لڑکی کو وہ لیکر گیا وہ وہی لڑکی تھی۔"

"یور آنر اب میں مدرسے کے امور کی دیکھ بھال کے لئے مامور کی گئی شخصیت مس شمائلہ کو کٹھرے میں بلانا چاہوں گی"اس کی بات پر شمائلہ کا دل کیا وہ وہاں سے بھاگ جائے۔

"اجازت ہے"جج کے اجازت دینے پر وہ سست روی سے کٹھرے میں آکھڑی ہوئی۔

"مس شمائلہ آپ بتانا پسند کریں گی کہ آپ اس ویڈیو میں کیا کر رہی ہیں؟"

بے شک وہ دونوں وجود اندھیرے میں تھے مگر دور سٹریٹ لائٹ کی روشنی میں شمائلہ پہچان میں آرہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"دیکھیں میں کسی ویڈیو کو نہیں جانتی۔ میں کیسی ہوں یہ آپ وہاں موجود عورتوں اور بچیوں سے بھی پوچھ سکتی ہیں۔ آپ اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتی ہیں کہ وہ میں ہی ہوں۔ یا یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ ویڈیو جھوٹ ہو۔"

شمائلہ تو ہتھے سے ہی اکھڑ گئی۔ اس کی بات پر عنایہ ایسے مسکرائی جیسے کسی بچے کی بات پر مسکرایا جاتا ہے۔

"آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں یہ ویڈیو جھوٹ بھی ہو سکتی ہے۔ مگر یہ کال ریکارڈ اور لوکیشن جھوٹ نہیں ہو سکتی" اس نے کچھ کاغذات اس کے سامنے لہرائے اور جج کے حوالے کئے۔

"اب آپ بتائیں کہ قتل کی رات آپ کہاں گئی تھیں؟؟"

"مم۔میں کہیں بھی نہیں گئی تھی میں تو وہیں تھی"اس نے خود کو مضبوط ظاہر کرتے ہوئے کہا

"واقعی۔۔آپ جھوٹ پر جھوٹ بولیں گی اور میں ثبوت پیش کر کے آپ کو جھوٹا ثابت کر دوں گی۔۔آپ بھی یہ اچھے سے جانتی ہیں بہتری اسی میں ہے کہ آپ سب کچھ خود بتا دیں۔"اس نے گھورتے ہوئے کہا

"دیکھیں میں سب کہہ رہی ہوں آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے"اس کی زبان کی لڑکھڑاہٹ واضح تھی۔

www.novelsclubb.com

"او کے ایزیووش۔"عنایہ مسکرا کر کہتی جج کی طرف پلٹی۔

"یور آنر مس شمائلہ جو کہ این جی او کی مینیجر ہیں اپنے عہدے کی آڑ میں نہایت گھناؤنا کھیل کھیل رہی ہیں۔ بہت سی لڑکیاں جو خود سے یہاں آتی ہیں اور عموماً رات کے وقت آتی ہیں یا کسی بھی ممبر کی نظروں میں نہیں آتی یہ محترمہ ان کو سمگل کر دیتی ہیں۔ ان کے اس کھیل میں گارڈ بھی شامل ہے۔ آپ کو جو کال ریکارڈ میں نے دی ہیں ان میں ایک نمبر ہائی لائٹ کیا گیا ہے وہ ان کے پارٹنر کا ہے۔ 4 اگست کی رات بھی یہ اپنے اسی پارٹنر کے پاس ہی گئی تھیں اور مقتول نے ان کا پیچھا کیا، کچھ دیر بعد شاید مقتول کا موبائل بیٹری لو ہونے کی وجہ سے بند ہو گیا اس لئے ان کی لوکیشن وہاں تک ہی دیکھی جا سکتی ہے۔ مس شمائلہ کی لوکیشن بھی اسی ایریا کی ہے۔ اب آگے کی سٹوری آپ بتائیں گی یا وہ بھی میں بتاؤں"

www.novelsclubb.com

"یہ سچ ہے اس رات عاشر میرا پیچھا کر رہا تھا اور جب میں عقیل کے گھر پہنچی مجھے تب پتہ چلا ہم دونوں نے اسے دیکھ لیا تھا عقیل نے اور میں نے اس کا پیچھا کیا اور اقبال پارک کے پاس آ کر ہم نے اسے پکڑ لیا اور عقیل نے اسے مار دیا کیونکہ وہ ہمارے بارے میں سب کچھ

جان چکا تھا۔اور شہباز بھی عقیل کا جاننے والا تھا، عقیل کو پتہ تھا کہ وہ وہاں سے گزرتا ہے روز اور ویسے بھی اسے پیسوں کی ضرورت تھی پیسوں کے بدلے وہ کچھ بھی کر سکتا تھا"

اس نے سر جھکا کر اعتراف کیا۔کمرہ عدالت میں ایک دفعہ پھر شور اٹھا تھا۔جج اور جیوری ممبران نے شمائلہ کو سزا سنائی تھی جبکہ پولیس کو حکم دیا تھا کہ وہ شمائلہ کے ساتھ اس جرم میں ملوث عقیل نامی شخص کو بھی گرفتار کرے۔

"اس کے ساتھ ہی عدالت ملزم بلال آفندی کو باعزت بری کرتی ہے۔اور اس کے ساتھ ہی آج کی عدالت رخاست کی جاتی ہے" جج نے اپنا فیصلہ سنا کر قلم کی نوک توڑ دی۔دونوں وکلا نے سر جھکا کر جج کو رخصت کیا۔آہستہ آہستہ سب لوگ وہاں سے جانے لگے۔

"بہت بہت شکریہ بیٹا۔۔تم نے واقعی کمال کر دیا ورنہ میں تو ہمت ہار بیٹھا تھا۔" وہ صبیحہ کے ہمراہ عدالت سے نکلی جب بلال آفندی اس کے سامنے آئے۔

"شکریہ کی بات نہیں سر اٹ واز مائی ڈیوٹی۔۔اور ویسے بھی اللہ پاک سب سے بڑا منصف اور مددگار ہے۔" اس نے پیشہ وارانہ مسکراہٹ سے کہا۔بلال آفندی اور ان کی فیملی اس کا شکریہ ادا کر کے جا چکی تھی۔عاشر کے والدین بھی اپنے اس دن کے رویے کی معافی مانگنے آئے تھے۔ان سب سے مل کر وہ شہرام کی طرف پلٹی۔

"ایم سو پراؤڈ آف یو۔۔کیس کے دوران جب مجھے پتہ چلا کہ اقصیٰ اس این جی او کے ساتھ کنیکٹڈ ہے اور تم عاشر کے ساتھ تو مجھے اس کی گواہی آخری سہارا لگی تھی، مگر میں ہمارے معاشرے کو بھی جانتی ہوں جہاں عورتوں کو کورٹ کچہری کے معاملات سے دور رکھا جاتا ہے۔لیکن تم اسے لیکر آئے اور اس نے بیان دیا۔مجھے واقعی بہت خوشی ہوئی۔"

"میم اگر میری بہن کی گواہی سے کوئی مجرم اپنے انجام کو پہنچتا ہے تو میں اس معاملے میں ہمیشہ اسے سپورٹ کروں گا۔" وہ ایک عزم سے بولا تو عنایہ مسکرا اٹھی۔ان سب معاملات سے فارغ ہو کر وہ پارکنگ کی طرف جا رہی تھی جب سمیر اس کے راستے میں آیا۔

(بس ایک اس انسان کی کمی تھی) اس نے کوفت سے سوچا اور زبردستی مسکرا کر اس کی طرف پلٹی۔اسے اس کی چمکتی آنکھوں سے کوفت ہونے لگی۔

"السلام علیکم مس ملک۔

زہ ډیر متاثرہ یم

“(I’m very impressed)

اس کی بات بے شک عنایہ کے سر کے اوپر سے گزری تھی مگر وہ چہرے پر ایک جتاتی ہوئی مسکراہٹ سے پوری کی پوری اسکی طرف پلٹی۔چہرہ نا سمجھی کے تاثرات سے پاک تھا۔

Toi et tes actes bon marché

www.novelsclubb.com

(you and your cheap acts)

Mais tu sais quoi

(but you know what)

Je suis né intelligent

(I’m born smart)

اسے فرنچ آتی تھی اور اب بھی اس نے اسی کا استعمال کیا تھا۔اسے شک نہیں یقین تھا کہ یہ ایس پی کوئی اور زبان بول کر اسے امپریس کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ بھرپور مسکراہٹ سے کہتی وہ سمیر کو خجل کر گئی تھی۔وہ تو اس کی اٹھی ہوئی آبرو کی جنبش اور مسکراتی گالوں کے گڑھوں پر ہی فدا ہو گیا تھا۔کوئی اتنا خوبصورت کیسے ہو سکتا ہے۔اگر وہ مغرور تھی تو اس کا غرور بجا تھا۔ سمجھ تو سمیر کو بھی نہ آئی مگر جس مسکان سے وہ کہہ کر گئی تھی اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ اس کا راز جان گئی ہے۔وہ پٹھان تھا پشتو سے واقف تھا مگر

www.novelsclubb.com

بولتا کم ہی تھا۔آج بھی نجانے اسے کیوں خیال آیا مگر شاید وہ یہ بھول گیا کہ مقابل عنایہ ملک تھی۔وہ شرمندہ سا داڑھی کھجا کر رہ گیا۔

"بابا یہ میڈیسن لے لیں پلیز۔۔اتنا تیز بخار ہو رہا ہے آپ کو۔۔میں آپ کے لئے کچھ لائٹ سا بنا کے لاتی ہوں"

اکبر حمدانی کی آفس میں طبیعت خراب ہو گئی تھی جس بنا پر دراب نے انہیں چھٹی دے دی تھی،چونکہ ازھاد پتو کی والی سائٹ پر گیا تھا تو اکبر حمدانی اس کی غیر موجودگی میں آنا نہیں چاہ رہے تھے مگر اپنی طبیعت سے بھی عاجز آچکے تھے۔مشعل کو بھی دراب نے ہی اکبر حمدانی کے فون سے کال کی تھی اور وہ اپنی کلاس چھوڑ کر بوکھلائی ہوئی گھر آئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"میں ٹھیک ہوں بیٹا۔۔ تم پریشان مت ہو۔۔"

وہ بیٹی کو فکر مند دیکھ کر زبردستی مسکرائے۔

"اپنا خیال رکھیں بابا میں تو آپ کی شادی کا سوچ رہی ہوں اور آپ خود کو بوڑھا ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔۔"

وہ مصنوعی تاسف سے سر نفی میں ہلا کر بولی۔ اکبر حمدانی جھینپ گئے۔

www.novelsclubb.com

"بیٹا جی شادی کی عمر آپ کی ہے نا کہ میری"

ابھی وہ بات کر رہے تھے جب ان کا فون بج اٹھا۔ مشعل نے انہیں فون پکڑایا مگر سکرین پر "ازھاد سر" لکھا دیکھ کر لب بھینچ گئی۔ یقیناً یہ انسان اب اس کے باپ کو ذلیل کرنے والا تھا۔

"السلام علیکم سر"

اکبر حمدانی مؤدب لہجے بولے۔

"جی سر اب طبیعت بہتر ہے پہلے سے۔

"نہیں نہیں سر آپ تکلف نا کریں میں خود فائل لیکر پہنچتا ہوں۔

جی سر۔۔اوکے اللہ حافظ۔"

www.novelsclubb.com

"کیا ہوا ابا با کیا کہہ رہا تھا وہ اژدھا؟"

مشعل فکرمندی سے بولی

"کچھ نہیں بیٹا ازھاد سر شہر میں نہیں ہیں اور انہیں ایک امپورٹنٹ پراجیکٹ کی اکاؤنٹ ڈیٹیلز چاہیں آج ہی، وہ کہہ رہے تھے کہ وہ ڈرائیور کو بھیج دیں گے مگر میں نے منع کر دیا۔ میں خود ان کے گھر وہ فائل دے آتا ہوں۔"

اکبر حمدانی نے تفصیل بتائی۔

"اچھا آپ ایک کام کریں وہ فائل اور گھر کا ایڈریس مجھے دے دیں میں دے آتی ہوں، آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔"

مشعل کچھ سوچتے ہوئے بولی

"ارے بیٹا کوئی بات نہیں آپ کیسے جاؤ گی، میں دے آتا ہوں"

www.novelsclubb.com

"نو بحث باباجان۔۔آپ آرام کریں۔ میں یوں گئی اور یوں آئی"

وہ چٹکی بجا کر بولی۔

"اوکے مادام"

اکبر حمدانی کے سر جھکا کر کہنے پر وہ کھلکھلا کر ہنسی۔

وہ پچھلے دس منٹ سے ڈرائنگ روم میں بیٹھی تھی، مگر ملازمہ کے علاوہ ابھی تک کوئی نہیں آیا تھا اور اب تو اسے اس محل نما ڈرائنگ روم میں بیٹھے بیٹھے کوفت ہونے لگی تھی۔ شاہانہ طرز کا تعمیر شدہ وہ گھر اور اس کی سجاوٹ میں شامل قیمتی فانوس، اینٹیک اور پینٹنگز جہاں سجانے والے کے ذوق کا منہ بولتا ثبوت تھیں وہیں اپنی قیمت بھی ظاہر کر رہی تھیں۔ ابھی وہ ارد گرد کا جائزہ لے رہی تھی جب کوئی ڈرائنگ روم میں داخل ہوا آنے

www.novelsclubb.com

والے کو دیکھ کر وہ حیرت سے اٹھ کھڑی ہوئی اور کچھ یہی حال سامنے والی شخصیت کا بھی تھا۔اسے حیران دیکھ کر وہ ٹھٹکا اور پھر شیطانی مسکراہٹ سے آگے بڑھا۔

"وہ آئے ہمارے گھر خدا کی قدرت

کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں"

دل پر ہاتھ رکھ کر وہ لوفرانہ انداز میں بولا۔ مشعل نے لب بھینچ لئے۔اس کی حرکت پر متضاد اس کا حلیہ۔سلیوز کے بغیر شرٹ جس میں سے اس کے کسرتی بازو اور سینہ بھی نظر آ رہا تھا اور ساتھ شارٹس پہنے۔پسینے میں بھیگا ہوا۔اس سے وہاں کھڑے ہونا دوبھر ہو گیا۔

"آج تم خود چل کر اس ناچیز کے گھر آئی ہو۔۔بتاؤ کیسے خدمت کروں تمہاری۔۔؟"

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ذو معنی لہجے میں بولا۔اس کے آگے آنے پر مشعل ایک دم پیچھے ہوئی اور صوفے پر گر گئی۔خوف اس کی آنکھوں میں ہلکورے لینے لگا۔اذلان نے دلچسپی سے اس کی گہری آنکھوں میں اترتا خوف دیکھا۔اسے مزہ آنے لگا۔وہ محض اسے تنگ کر رہا تھا۔

"تمہیں پتہ ہے مجھے آج بھی اس تھپڑ کی گونج اپنے کان میں سنائی دیتی ہے۔ مجھ پر آج تک کسی نے ہاتھ نہیں اٹھایا۔ تم وہ پہلی انسان ہو جس نے یہ کام کیا ہے۔اس لئے اسپیشل پروٹوکول تو بنتا ہے نا۔۔"

وہ اس کے ارد گرد ہاتھ رکھتا جھک کر بولا۔ مشعل مزید صوفے میں گھسی۔ ویران ڈرائنگ روم اور اس شخص کے تاثرات اسے کمزور کر رہے تھے۔

"اس گال پر مارا تھا نا تم نے تھپڑ۔۔اس کی جلن آج بھی روزِ اول کی طرح محسوس ہوتی ہے مجھے۔ مگر ایک بات یاد رکھنا اذلان شاہ معاف کرنے والوں میں سے نہیں ہے۔ایسا بدلہ لوں گا تم سے کہ تمہاری روح بھی کانپ اٹھے گی۔"

اس کا دایاں ہاتھ پکڑ کر اپنی بائیں گال پر رکھتا وہ دبے دبے لہجے میں غرا رہا تھا۔ مشعل تو اس کی ہمت پر ہی ہق دق رہ گئی۔اس نے ہاتھ کھینچنے کی کوشش کی تو وہ ذومعنیت سے ہنس دیا۔ نجانے اسے کیا ہوا اس نے اپنا بایاں ہاتھ پوری قوت سے گھما کر اس کے دائیں گال پر جڑ دیا۔اذلان جھٹکا کھا کر پیچھے ہوا۔

"کاش یہ تھپڑ تمہیں بہت پہلے پڑا ہوتا تو آج اس کی نوبت نہ آتی گھٹیا انسان۔۔ تم نے سمجھ کیا لیا ہے مجھے۔ تمہارے باپ کی جائیداد ہوں جو میرا ہاتھ پکڑ رہے ہو۔"

درشتگی سے بولتی وہ اسے ساکن کھڑا چھوڑ کر سر پر پاؤں رکھ کر بھاگی۔ڈرائنگ روم سے نکلتے ہی وہ کسی لڑکی سے ٹکرائی مگر بغیر اس کو دیکھے وہ ناک کی سیدھ میں باہر کا گیٹ پار کر گئی۔دل کی دھڑکن حد سے سوا تھی۔ گاڑی میں بیٹھتے ہی اس نے دل پر ہاتھ رکھ کر لمبے لمبے سانس لئے اور ایک پر شکوہ نگاہ اس خوبصورت عمارت پر ڈالی۔

www.novelsclubb.com

"ان خوبصورت اور چمکتی عمارتوں کے مالک سیاہ دل کے مالک تھے"

اس نے نفرت سے سوچتے ہوئے گاڑی سٹارٹ کی اور گھر کی طرف چل دی۔

"یو ایڈیٹ۔۔ تمہارے ان لمبے لمبے اموشنل ڈائلا گز کی وجہ سے میری نیندیں اڑی ہوئی ہیں اور تم یہاں اس لڑکی کو ہراس کر رہے تھے۔۔"

سارہ نے وہ سارا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا، وہ بے یقین سی کھڑی تھی۔ جبکہ اذلان اب اپنی دوسرے گال پر ہاتھ رکھے بے یقینی سے سارہ کو دیکھ رہا تھا جس نے بنا کچھ سوچے اس کا گال لال کر دیا تھا۔

"دیکھو تم نے اپنی نیندیں غلط بندے کے لئے اڑا لی ہیں، مگر جو چاہتا ہے کہ تم اس کے لئے اپنی نیندیں اڑاؤ وہ اس قابل نہیں"

اپنے خول میں واپس آتے وہ دھپ سے صوفے پر بیٹھا اور لاپرواہی سے بولا۔ سارہ کا دل کیا اس کا منہ توڑ دے۔

www.novelsclubb.com

"کیا کر رہے تھے تم اس کے ساتھ، اور اب تو مجھے لگ رہا ہے کہ اس دن بھی تم نے ہی کوئی الٹی سیدھی حرکت کی تھی۔"

وہ غصے سے دانت پیس کر بولی

"میں تو بس ذرا بھرم مار رہا تھا اس کے سامنے مگر میڈم کا ہاتھ کافی مردانہ قسم کا ہے"

وہ خود سے بڑبڑایا

"یار یقین کرو اس دن میں نے کچھ نہیں کیا تھا وہ حرکت کسی اور کی تھی،اور رہی بات اموشنل ڈائلاگز کی تو وہ سمیع کا پلان تھا،اس نے ہی ہمیں رٹے لگوائے تھے ان ڈائلاگز کے"

وہ معصومیت سے بولتا سارا ملبہ سمیع پر ڈال گیا۔

"یہ نہیں بچے گا میرے ہاتھوں آج"

دانت کچکچا کر کہتی وہ ہینڈ بیگ لے کر باہر بھاگی تھی اور اذلان نے اسے روکنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

www.novelsclubb.com

"مجھے لگتا ہے میں پیدا ہی لڑکیوں سے چپیڑیں کھانے کے لیے ہوا ہوں"

اپنے دونوں گالوں کو سہلاتے وہ خود سے بولا

"خوبصورت لڑکیوں سے"

دراب نے اس کی تصحیح کی۔وہ بھی شاید یہ سارا منظر دیکھ چکا تھا۔

"بھابھی جی پوائنٹ۔۔ خیر خوبصورت لڑکیوں کے تھپڑ بھی دیسی گھی کی طرح لگتے ہیں

وہ ڈھٹائی سے دانت نکال کر بولا۔آج اسے وہ سیاہ آنکھوں والی لڑکی بھی یاد آئی تھی،گال لال تو اس نے بھی کیا تھا۔

اتنے میں جاوید شاہ ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے

"ارے دراب بیٹا آپ کب آئے؟"

وہ دراب کو دیکھ کر والہانہ انداز میں آگے بڑھے۔دراب سے ان کی محبت کسی سے بھی ڈھکی چھپی نہیں تھی۔

"چلیں چاچو آپ اپنی بہو کو ٹائم دیں میں فریش ہو کر آتا ہوں ویسے بھی ان کے سامنے آپ کو کوئی نظر کہاں آتا ہے"

www.novelsclubb.com

اس نے پھر اسے پھر ازھاد کا حوالہ دیتے ہوئے چھیڑا۔اور سیڑھیاں چڑھنے لگا۔جاوید شاہ نے دراب کے کندھے پہ ہاتھ رکھا اور اذلان کی باتوں کو اگنور کرتے ہوئے اسے لاؤنج میں لے گئے۔وہ فائل وہیں لاپرواہی سے پڑی رہی۔

وہ غصے کی حالت میں اذلان کی طرف سے سیدھی اس ڈرامے باز کی طرف آئی تھی۔ اتنے سالوں کے ساتھ میں وہ بہت دفعہ اس کے گھر آچکی تھی۔ ملازمین بھی اس سے واقف تھے۔ وہ گھر کے اندر جانے کی بجائے پچھلی طرف لان میں آگئی تھی۔ ملازمہ نے اس کے سامنے جوس رکھا تھا۔ وہ کھولتے دماغ کے ساتھ بیرونی دیوار پر لگی بیل کو دیکھ رہی تھی جس نے پوری دیوار کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ اتنے میں وہ حیرانگی کے تاثرات لئے رف سے حلیے میں اس کی طرف آیا مگر جب یہ سوچ آئی کی وہ سوری کرنے آئی ہے چہرے پر کرخت تاثرات سجالئے۔ مگر جلد ہی کرختگی کی جگہ ایک بار پھر حیرانگی نے لے لی جب سارہ نے جوس کا بھرا ہوا گلاس چھپاک سے اس پر پھینک دیا۔ سمیع نے ایک لمحے کے لیے آنکھیں بند کیں اور پھر کھول کر خود کو سر سے پاؤں تک دیکھا۔ ٹھنڈے ٹھنڈے فالسے کے جوس نے اس کو کافی حد تک بھگو دیا تھا۔ سر سے جوس ٹپ ٹپ نیچے پیروں پر اور کچھ گھاس پر گر رہا تھا۔

"یو اِیڈیٹ۔۔ کسی تھرڈ کلاس مووی کے سی گریڈ ایکٹر۔۔ تمہاری اس اموشنل سپیچ سے میں اتنا ہرٹ ہوئی اور تم۔۔ کمینے انسان۔۔ تم نے وہ سپیچ رٹا لگا کر یاد کی تھی۔"

اس کا گریبان پکڑ کر وہ تقریباً چلا رہی تھی۔ خود کے بے وقوف بن جانے کا صدمہ شدید تھا۔

جبکہ سمیع تو اس کے رد عمل پر ہی حیران تھا۔

"بتایا مجھے اذلان نے۔ وہ جو سپیچ تم نے انہیں رٹوائی تھی۔"

اسے حیران دیکھ کر سارہ نے پوری بات بتائی۔ اذلان کی کمینگی سمجھتا سمیع مسکرا دیا۔ اسے مسکراتا دیکھ سارہ نے غم و غصے سے منہ کھول لیا۔ اس سے پہلے وہ کوئی چیز اٹھا کر اسے مارتی سمیع آگے بڑھا اور اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"کیا تمہیں لگتا ہے کہ میں تمہارے ساتھ گیم کھیل سکتا ہوں؟"

وہ گھمبیر آواز میں بولا۔ سارہ نے ایک نظر اپنے ہاتھ پر ڈالی جسے اس نے پکڑا تھا۔ اس نے بے ساختہ پلکیں جھکا دیں۔

"میری بانہوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھو مس ٹوٹل اور بتاؤ۔۔؟"

اس کے جملے پر سارہ کا سارا افسوں ٹوٹا تھا۔اس نے کرخت تاثرات کے ساتھ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نکالا۔اس کے تاثرات پر سمیع نے اپنے جملے پر غور کیا اور ہڑ بڑا کر دوبارہ اس کا ہاتھ پکڑا۔

"میری بانہوں میں بانہیں ڈال کر دیکھو"

وہ پھر بولا تو سارہ اپنا ہینڈ بیگ اٹھانے کے لیے مڑا۔چہرہ خطرناک حد تک سنجیدہ تھا۔

"اف یار کیا ڈائیلاگ تھا"

وہ گدی پر ہاتھ مار کر بڑبڑایا۔سارہ نے اسے زبردست گھوری ڈالی اور تن فن کرتی نکلتی چلی گئی۔

www.novelsclubb.com

"لگتا ہے ناراض ہو گئی۔۔

خیر ہے لڑکیوں پر ناراض ہونا سوٹ کرتا ہے۔۔یہ ناراض نہیں ہوں گی تو کون ہو گا۔۔"

خود کلامی کرتا وہ شرٹ جھاڑ کر گھر کی طرف چل دیا۔

آج عنایہ اور شہناز بیگم صبیحہ کی طرف ڈنر پر انوائیٹڈ تھیں۔ صبیحہ کے والدین نے یہ ڈنر اس کے کیس جیت جانے کے خوشی میں رکھا تھا۔ میرون پلین شرٹ، جس کے آستین پر کلائیوں پر باریک باریک سفید موتی لگے تھے، اور ایسی ہی موتیوں کی ایک قطار گلے پر تھی، ساتھ میرون ہی پلین ٹراؤزر اور میرون دوپٹے کو کندھے پر ڈالے وہ معمول سے ہٹ کر خوبصورت لگ رہی تھی۔ بالوں کی بھی مانگ نکال کر چٹیا کی تھی جو بہت سوٹ کر رہی تھی۔

"بس اب تو ہمیں عنایہ کی شادی کا انتظار ہے بھئی۔"

کھانا کھاتے ہوئے نعمان صاحب نے اچانک ہی کہا تو سب مسکرا دیے

"میں تو کب سے یہی چاہ رہی ہوں، مگر یہ مانے تب نا۔ جب بھی بات کروں یہ مصروفیت کا رونا رو دیتی ہے ایسی بھی کیا مصروفیت کہ بندے کے پاس شادی کا بھی وقت نہ ہو"

شہناز بیگم پر شکوہ لہجے میں بولیں تو وہ مدھم سا قہقہ لگا اٹھی۔

"ہاں بھئی ہم تو منتظر ہیں کہ عنایہ کب ہمیں مطلع کرے اور ہم آگے بات بڑھائیں"

سحرش بھی شرارتاً بولی تو وہ ایک دفعہ پھر قہقہ لگا اٹھی اور اس دفعہ سیفی اور صبیحہ کا قہقہہ بھی بے ساختہ تھا۔

"اگر آپ عنایہ میم کے بل بوتے پہ رہے تو ساری عمر منتظر ہی رہیں گے، کیونکہ نہ یہ کسی کو پسند کریں اور نہ آپ کو بتائیں"

صبیحہ شرارت سے بولی تو محفل زعفران بنی۔

"اور آپ کے لائے گئے رشتوں کی جب آپی بذاتِ خود انکوائری کروائیں گی تو نا چاہتے ہوئے بھی سو خامیاں نکلیں گی اور رشتہ کینسل۔۔ پس ثابت ہوا کہ آپی کا ابھی ہمیں شادی کا کھانا کھلانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔"

سیفی نے کسی بزرگ کی طرح قیاس آرائی کی تو سب پھر ہنس دیئے۔

"نہیں آپ لوگ فکر نہ کریں میں اب اس مشن پر ہی ہوں"

شہناز بیگم پر عزم سی بولیں۔

"مجھے تو لگ رہا ہے کہ آپ ابھی کروا کر چھوڑیں گی میری شادی"

ان کی عجلت دیکھ کر وہ شرارت سے مسکرا کر بولی تو سب کے چہروں پر دبی دبی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"میرا بس چلے تو ایک منٹ بھی نہ لگاؤں"

شہناز بیگم نے برجستہ جواب دیا تو سب سے بلند قہقہ سیفی کا اٹھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"دراب مسٹر اکبر کو جلد از جلد میرے آفس میں بھیجو۔"

ڈارک براؤن پینٹ کے ساتھ وائٹ شرٹ پہنے ماتھے پر بل ڈالے وہ سامنے کھلی فائل دیکھ رہا تھا۔ٹائی ندارد تھی جبکہ کوٹ کرسی کی پشت پر پھیلا رکھا تھا۔اضطراب کی حالت میں وہ بائیں آبرو انگوٹھے سے کھجا رہا تھا۔

"کم ان"

دستک پر اس نے اجازت دی۔

www.novelsclubb.com

"بیٹھیں پلیز"

ازھاد نے اکبر حمدانی کو بیٹھنے کا کہا۔ جبکہ دراب ہنوز کھڑا تھا۔ اسے نا اجازت درکار تھی اور نا بیٹھنے کی ضرورت تھی۔

"یہ فائل آپ نے ریڈی کی ہے۔؟"

اس نے نیلے رنگ کی فائل اکبر حمدانی کی آنکھوں کے سامنے لہرائی۔ فائل کے باہر موٹے کالے مارکر سے "ایچ ایم ٹریڈرز" لکھا ہوا تھا۔ یہ وہی فائل تھی جو انہوں نے مشعل کے ہاتھ ازھاد کے گھر بھیجی تھی۔

www.novelsclubb.com

"جی سر"

اکبر حمدانی نے نا سمجھی سے کہا۔

"کیا آپ نے اسے ایک دفعہ ری ریڈ کیا تھا مجھے فارورڈ کرنے سے پہلے؟'

اس نے بھنویں آچکا کر لہجے پر زور دیتے ہوئے پوچھا۔

"جی سر میں نے بھیجنے سے پہلے ساری اینٹریز چیک کی تھیں۔ کیا ہوا ہے سر خیریت؟"

انہوں نے ٹھوس لہجے میں کہا۔فائل میں کوئی غلطی ہو ہی نہیں سکتی تھی۔وہ اپنا کام غلطیوں کے بغیر کرتے تھے۔

www.novelsclubb.com

"تو یہ کیا ہے؟"

ازھاد نے تنتے ہوئے نقوش سے فائل ان کے آگے پھینک دی۔اکبر حمدانی نے ناسمجھی سے فائل اٹھائی اور پڑھنا شروع کیا۔دراب چپ چاپ کھڑا ساری کارروائی دیکھ رہا تھا۔

"سر ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔۔یہ میں نے نہیں کیا۔۔میری ایک ایک اینٹری بالکل صحیح تھی۔"

وہ بے یقینی سے فائل دیکھتے ہوئے بولے۔وہ فائل ایچ ایم ٹریڈرز کے ساتھ ہوئے کانٹریکٹ کی فائل تھی۔ازھاد پچھلے چھ ماہ سے ان کے ساتھ کام کر رہا تھا۔اور ان چھ ماہ میں جتنی دفعہ بھی اس پراجیکٹ کے لیے مین اکاؤنٹ سے رقم لی گئی تھی اس کا اندراج اس فائل میں تھا۔اس پراجیکٹ میں ازھاد کی انوسٹمنٹ اور محنت بہت زیادہ تھی اور اسے امید تھی کہ نفع بھی بہت زیادہ ہوگا۔مگر اس فائل کے مطابق اس کے دو کروڑ غائب تھے۔اور پیسوں کا تو وہ ویسے ہی بہت دلدادہ تھا۔

"یہ سائن آپ کے ہیں۔یہ فائل آپ نے تیار کی ہے تو غلطی بھی آپ سے ہی ہوئی ہے۔ کوئی لاکھ دو لاکھ کا معاملہ نہیں ہے پورے دو کروڑ غائب ہوئے ہیں۔اکاؤنٹس کی ساری ڈیٹیلز آپ کے پاس ہوتی ہیں۔آپ کی ریکارڈ کی گئی اینٹری میں سے دو کروڑ غائب ہیں۔تو اب آپ بتائیں کہ وہ رقم کہاں ہے؟"

اس نے سخت چتونوں سے گھورتے ہوئے کہا

"سر میرا یقین کریں یہ اینٹریز میری ریکارڈ کی گئی نہیں ہیں"

اکبر حمدانی کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اپنی صفائی کیسے دیں۔زندگی میں پہلی دفعہ ایسا موقع آیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اوکے یہ فائل غلط ہو سکتی ہے مگر آپ کے پاس تو صحیح رپورٹ ہو گی نا۔۔آپ چلیں میرے ساتھ ہم آپ کا لیپ ٹاپ چیک کر لیتے ہیں۔"

کہتے ہی وہ اٹھا تھا۔ ٹیبل سے اپنا موبائل اٹھاتے ہوئے وہ باہر کی طرف بڑھا خاموش کھڑے دراب نے آگے بڑھ کر دروازے کھولا۔اکبر حمدانی بھی پر جوش سے آگے بڑھے انہیں یقین تھا کہ ان کے لیپ ٹاپ میں موجود ڈیٹا بالکل محفوظ ہو گا۔آفس میں آتے ہی انہوں نے فائل اوپن کی مگر یہ دیکھ کر وہ چکرا گئے کہ وہ اینٹریز اور فائل میں موجود اینٹریز بالکل ایک جیسی تھیں۔انہوں نے گھبرا کر ازھاد کو دیکھا جو خونخوار تیور لئے انہیں ہی دیکھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اب بھی آپ کچھ کہیں گے؟"

اس کی آواز میں غصہ شامل تھا۔

"سر میرا یقین کریں مجھے نہیں پتہ یہ کس نے کیا ہے۔میں نے آج تک کبھی ایک روپے کی بھی ہیرا پھیری نہیں کی"

وہ شکستہ خوردہ لہجے میں بولے

"دیکھیں آپ بڑے ہیں اور میرے لئے قابل عزت ہیں۔اگر آپ کو پیسوں کی ضرورت ہے تو مجھے بتائیں۔۔میں آپ کی مدد کروں گا۔۔میں یہ یادرکھیں کہ مجھے دھوکے سے سخت نفرت ہے۔"

www.novelsclubb.com

وہ وارن کرتے ہوئے بولا۔

"سر مجھے پیسوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور اگر ہوتی بھی تو خدانخواستہ میں یہ حرکت کبھی نہیں کرتا۔۔ میں نے ساری عمر حلال کھایا ہے۔آپ میرا یقین کریں میں نے کچھ نہیں کیا"

وہ گلوگیر لہجے میں بولے

"آپ ایک کام کریں۔گھر جائیں اور سکون سے سوچیں۔۔ کیونکہ مجھ سے آپ بچ نہیں سکتے اگر آرام سے میرے پیسے مجھے لوٹا دیں گے تو فایدہ آپ کا ہی ہے،ورنہ دھوکے بازوں کے لیے میں بہت مضر ہوں"

www.novelsclubb.com

اپنی بات کہتا وہ پلٹ کر ان کے آفس سے نکل گیا تھا۔پیسہ اس کی پہلی محبت تھا اور اس کا پاگل ہونا بنتا تھا۔جبکہ اکبر حمدانی سر ہاتھوں میں گرا کر کرسی پر بیٹھ گئے۔نجانے قدرت نے انہیں کس آزمائش میں ڈالا تھا۔

"دراب ان پر نظر رکھو۔۔اور مجھے سی سی ٹی وی فوٹیج چیک کر کے بتاؤ کہ یہ حرکت مسٹر اکبر کی ہی ہے یا کسی اور کی۔"

آفس میں آتے ہی اس نے اپنے پیچھے آتے دراب کو حکم صادر کیا تھا جس نے تابعداری سے سر ہلایا تھا۔اپنی کرسی پر بیٹھ کر سر کرسی کی پشت پر گرائے وہ پر سوچ انداز میں سیلنگ دیکھ رہا تھا۔اس کے آفس میں ایسے واقعات چند ماہ پہلے سے ہی ہونے لگے تھے۔پہلے پتو کی والی سائٹ پر موجود فنڈز کا خرد برد ہونا اور اب ڈائریکٹ دو کروڑ کا گھپلا۔نقصان ناقابلِ فراموش تھا، مگر وہ اپنا حق لینا جانتا تھا۔کسی فیصلے پر پہنچتے اس نے کرسی جھلانی بند کی اور سیدھا ہو بیٹھا اب وہ انہماک سے لیپ ٹاپ کی سکرین پر نظریں جمائے کام کر رہا تھا۔

"کیا ہوا ابا باسب ٹھیک ہے نا آپ پریشان لگ رہے ہیں"

وہ ڈھلکے ہوئے کندھوں سے گھر واپس آئے تھے۔ساری عمر حلال کمایا تھا اور حلال کھایا تھا اور اب اس عمر میں ان پر جو الزام لگا تھا ان کا ضمیر یہ بوجھ اٹھانے سے قاصر تھا۔بیٹی کے پوچھنے پر انہوں نے من و عن سارا واقع اس کے گوش گزار دیا۔مشعل خود آنسو بہا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"آپ پریشان مت ہوں بابا میں خود اس سے بات کروں گی۔کیا ثبوت ہے اس کے پاس اس بات کا جو وہ اتنا گھٹیا الزام لگا رہا ہے آپ پر۔آپ بالکل فکر مت کریں جب ہم نے کچھ غلط کیا ہی نہیں تو آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے"

اس نے باپ کو دلاسہ دیا۔ جان سے عزیز باپ کی ایسی حالت پر اس کا دل کٹ رہا تھا۔ بس نہیں چل رہا تھا کہ ازھاد کا حشر نشر کر دیتی۔

"بیٹا میں سزا سے نہیں بدنامی سے ڈر رہا ہوں۔ بدنامی سے بڑی سزا اور کوئی نہیں ہے"

وہ یاسیت سے بولے

"آپ فکر مت کریں بابا۔ عزت اور ذلت اللہ کے ہاتھ میں۔ یہ زمینی خدا اس معاملے میں کچھ نہیں کر سکتے۔ آپ ریلیکس ہو جائیں میں چائے بنا کر لاتی ہوں چائے پیئں اور ساری ٹینشنز بھول جائیں"

www.novelsclubb.com

اس نے مسکرا کر باپ کو تسلی دی۔وہ بھی مسکرا دیئے مگر جو وہم انہیں کچھ دنوں سے ستا رہے تھے وہ سچ ہوتے معلوم ہو رہے تھے۔

"سمیر تم نے ہمیں کسی سے ملوانا تھا۔کیا ارادہ ہے؟"

نوالہ منہ میں ڈالتے اظہر صاحب نے سمیر سے سوال کیا۔

www.novelsclubb.com

"اوہ۔۔جی ملوادوں گا۔پہلے لڑکی کو تو راضی کر لوں"

اس نے پہلے نا سمجھی سے ان کے سوال پر غور کیا پھر یاد آنے پر پہلا جملہ ان سے کہا اور دوسرا خود کلامی کرتے ہوئے بولا مگر اس کی بڑبڑاہٹ سب کی سماعت تک پہنچی تھی۔

"شاباش بیٹے ابھی تک لڑکی کو راضی نہیں کر سکے۔ تمہاری عمر میں میری گود میں تم آ گئے تھے۔ اور اپنے حالات دیکھو لو تیس کے ہو چکے ہو اور ابھی تک لڑکی کو راضی نا کر سکے۔۔ چچ چچ"

وہ مصنوعی افسوس سے کہتے سر ہلا گئے۔

"آپ کی شادی اس لئے ہو گئی تھی کیونکہ دادا دادی نے کر دی تھی، میری کرتے تو اب تک آپ بھی پوتا پوتی والے ہو چکے ہوتے۔ رہی بات لڑکی کو راضی کرنے کی تو وہ تو نا ممکن سا کام ہے"

سمیر نے مسکراہٹ دبا کر کہا

"بھئی لڑکی راضی کیوں نہیں ہو گی۔اتنا پیارا تو ہے میرا بھائی"

علیزے نے مان سے اس کی طرف دیکھ کر کہا جو کالے شلوار قمیض میں نہایت خوبرو لگ رہا تھا۔

"بس دعا کرو وہ لڑکی مجھے بھائی کی نظر سے دیکھ کر پسند نہ کرے"

www.novelsclubb.com

سمیر نے بیچارگی سے کہا تو اظہر صاحب قہقہ لگا اٹھے۔

"تم مجھے بتاؤ اس کے گھر کا پتہ لڑکی کو میں خود راضی کر لوں گی"

سمینہ بیگم نے کہا تو علیزے نے بھی تائیدی انداز میں سر ہلایا۔

"میری پیاری اماں بس تھوڑا انتظار کر لیں۔"

ماں کے ہٹ دھرمی سے کہنے پر وہ بیچارگی سے بولا

"برخوردار جس رفتار سے تم چل رہے ہو مجھے کوئی آثار نظر نہیں آرہے دادا بننے کے"

www.novelsclubb.com

نیپکن سے ہاتھ پونچھتے ہوئے اظہر صاحب اٹھے اور اس کے کندھے پر تھپکی دیتے ہوئے بولے تو سب سے بلند قہقہ علیزے کا تھا۔ سمیر نے شکایتی نگاہوں سے اسے دیکھا تو وہ لبوں پر انگلی رکھ گئی مگر جلد ہی اس کا پھر سے قہقہ ابل پڑا۔

حسبِ معمول وہ تینوں کینٹین میں ڈیرہ جمائے بیٹھے تھے۔ سمیع نے انہیں کل کی ساری روداد سنا ڈالی تھی جس پر وہ دونوں اس کا ریکارڈ لگا رہے تھے۔ جبکہ فرحان نے اپنے موبائل پر "رُل تے گئے آں پر چس بڑی آئی اے" لگایا ہوا تھا۔

"تم کھانے کی نہیں سارہ کو منانے کی فکر کرو۔"

www.novelsclubb.com

ازلان نے اس کے ہاتھ سے برگر کی پلیٹ چھینتے ہوئے کہا

"تم فکر مت کرو میرے پاس بہت آئیڈیاز ہیں لڑکیوں کو منانے کے۔۔ایک سے بڑھ کر ایک سولڈ آئیڈیا ہے۔۔تم سمجھو تمہارا کام ہو گیا"

فرحان نے سینے پر ہاتھ رکھ کر اپنی خدمات پیش کیں

"اووو بھائی!! یہ میرے جڑے ہوئے ہاتھ دیکھ۔مہربانی تمہاری مجھے کوئی مشورہ مت دو"

سمیع نے اس کی بات بمشکل پوری ہونے دی اور اس کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے

www.novelsclubb.com

"ہونہہ! بھلائی کا تو کوئی زمانہ ہی نہیں"

فرحان نے منہ بسور کر کہا

"ویسے سمیع تمہیں سارہ کی فکر کرنی چاہیے اور تم یہاں بیٹھ کر کھانا کھا رہے ہو بے فکر ہو کر۔۔"

ازلان اور فرحان ٹیبل کی ایک سائیڈ پر جبکہ سمیع ان کے سامنے تھا۔ازلان نے سمیع کی پشت پر سارہ کو نمودار ہوتے دیکھ لیا تھا اس لیے موضوع بدلتے ہوئے بولا ساتھ ہی فرحان کو بھی ٹہوکا مارا۔

"صرف کھانا ہی نہیں اپنا فیورٹ گانا بھی انجوائے کر رہا ہے"

www.novelsclubb.com

فرحان نے افسوس سے سر ہلایا۔سمیع ان کے بیانات پر حیران تھا۔مگر اس کی حیرت جلد ہی ختم ہو گئی جب ساتھ والے ٹیبل سے کسی لڑکی نے سارہ کو آواز دی۔اس نے پیچھے مڑ کر

دیکھا تو سارہ خونخوار تیور لئے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ وہ جلدی سے اٹھا مگر تب ہی ملکو نے اپنا جادو بکھیرا اور فضا میں یہ جملہ گونجنے لگا

"ٹی وی دے ڈرامیاں چالاک کیتا اے
تائیوں ساڈا نمبر بلاک کیتا اے
جیہڑا او دھے خرچے افورڈ کر دا اے
فوٹو او دھے نال اپلوڈ کر دا اے
زندگی دی جمع پونجی جیہدے اتے لائی اے
رُل تے گئے آں پر چس بڑی آئی اے"

www.novelsclubb.com

سارہ کے تاثرات مزید بگڑے جبکہ اذلان اور فرحان نے اپنا قہقہہ بمشکل ضبط کیا کیونکہ کل ہوئی واردات کے بعد سارہ سمیع کو بلاک کر چکی تھی۔ سمیع ہڑبڑا کر آگے بڑھا مگر سارہ پاؤں پٹختی ہوئی وہاں سے واک آؤٹ کر چکی تھی۔

ان دونوں کا جناتی قہقہہ پوری کینٹین میں گونجا۔ وہ دونوں اب کورس میں گا رہے تھے۔

"رُل تے گئے آں پر چس بڑی آئی اے"

بلیک پینٹ کے ساتھ موسم کی مناسبت سے وائٹ ہائی نیک اور بلیک لیدر جیکٹ پہنے۔ کلین شیو چہرے اور گھنی مونچھوں کے ساتھ خوشبوؤں میں نہایا ہوا وہ نک سک سا آفس میں داخل ہوا تھا۔ اس کے پیچھے ہی دراب داخل ہوا۔

"گڈ مارننگ سر!"

www.novelsclubb.com

اس نے مارننگ وش کرنے کے ساتھ ہی ہاتھ میں موجود فائلز کے صفحات پلٹنا شروع کئے اور مطلوبہ صفحہ ملتے ہی اسے ازھاد کے سامنے رکھا وہاں ازھاد کے دستخط درکار تھے۔

"یہ سب چھوڑو تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے مسٹر اکبر کے کیبن کی سی سی ٹی وی فوٹیج دیکھی۔۔؟"

ازھاد نے فائل پرے کھسکاتے ہوئے دراب سے پوچھا

www.novelsclubb.com

"جی سر فوٹیج میں دیکھ چکا ہوں۔۔ پچھلے پورے ہفتے کی فوٹیج چیک کی ہے میں نے مسٹر اکبر کے لیپ ٹاپ کو کسی نے ہاتھ نہیں لگایا نہ ہی کوئی ان کے کیبن میں گیا تھا۔۔"

دراب کے بتانے پر ازھاد کے ماتھے پر بل پڑے۔اسے جو تھوڑا بہت مان تھا کہ اکبر حمدانی ایسی حرکت کے مرتکب نہیں ہو سکتے وہ بھی چکنا چور ہو چکا تھا۔غصہ الگ عود آیا تھا۔

"کیا لگتا ہے تمہیں وہ پیسے واپس کرے گا یا نہیں۔۔؟"

ازھاد نے چیئر سے ٹیک لگاتے دراب سے پوچھا

"سر مجھے نہیں لگتا،الٹا آپ نے انہیں مہلت دے دی ہے ہو سکتا ہے وہ ملک چھوڑنے کی تیاری کر رہے ہوں۔۔"

www.novelsclubb.com

دراب نے اسے مخلصانہ مشورہ دیا۔۔

"ہاہا! مہلت میں نے اسے صرف اس لئے دی ہے تاکہ وہ سوچ سمجھ کر فیصلہ کرے۔۔ یقیناً وہ مجھے جانتا نہیں ہے ورنہ مجھ سے الجھنے کی غلطی ہرگز نہیں کرے گا۔۔ آج کا دن انتظار کروا گر وہ کوئی ریپلائے دیتا ہے تو ویل اینڈ گڈ ورنہ پھر مجھے پرسنلی ملنا پڑے گا اس سے۔۔"

ازھاد نے دراب کی طرف دیکھ کر کہا اور فائل پر دستخط کرنے لگا۔۔۔

---

www.novelsclubb.com

شام تک اکبر حمدانی کی طرف سے کوئی جواب موصول نہ ہونے پر وہ دونوں اس کے گھر کے دروازے پر کھڑے تھے۔ دراب نے آگے بڑھ کر بیل بجائی جبکہ وہ پیچھے کھڑا

اطراف کا جائزہ لے رہا تھا۔اکبر حمدانی ان دونوں کو اپنے دروازے پر دیکھ کر ٹھٹک گئے۔ مگر پھر بھی انہیں خوش آمد کرنے لگے۔

"آیئے سر۔۔"

انہوں نے سائیڈ ہو کر ان دونوں کو راستہ دیا۔اکبر حمدانی کی معیت میں چلتے وہ دونوں ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے۔

"سر پلیز بیٹھیں۔۔کیا لیں گے آپ چائے یا کافی۔"

www.novelsclubb.com

وہ نرم لہجے میں بولے۔ جبکہ ازھاد قہقہہ لگا اٹھا۔

"واہ بھئی اب ہمارے پیسے سے ہماری ہی تواضع ہو گی۔۔ سہی ہے بھئی۔۔"

اس نے مذاق اُڑانے والے انداز میں کہا

"میں یہاں تمہاری چائے کافی پینے نہیں آیا تمہیں وارن کرنے آیا ہوں۔۔ شرافت سے میری رقم مجھے واپس کر دو۔۔ یہ خیال دل میں مت لانا کہ میں تمہیں پولیس کے حوالے کروں گا۔۔اور تم چند روپے دیکر چھوٹ جاؤ گے۔۔ میں تمہیں وہاں ماروں گا جہاں تمہیں پانی بھی نصیب نہیں ہو گا۔۔ میں تمہارے سر کی چاندی کا خیال کر کے تمہارے ساتھ سیدھا چل رہا ہوں مجھے ٹیڑھا چلنے پر مجبور مت کرو۔۔ میری رقم مجھے شرافت سے واپس کر دو ورنہ اگر میں اپنی آئی پر آیا تو تمہاری نسلیں بھی ازھاد شاہ کا نام یاد رکھیں گی"

وہ بلند آواز اور درشت لہجے میں بولا۔۔جب ہی ڈرائنگ روم میں مشعل داخل ہوئی۔۔وہ یقیناً ازھاد کی آواز سن کر آئی تھی۔ڈارک گرین کلر کے کھدر کے سوٹ میں اس کی شفاف رنگت دمک رہی تھی۔

"اصلی کوہِ نور تو تمہارے پاس ہے، تمہیں بھلا کیا ضرورت ہے در در سے چوریاں کرنے کی۔۔"

گھبرائی سی مشعل کو دیکھ کر ازھاد نے کمینگی سے کہا اور ساتھ ہی صوفے سے اٹھتا قدم اٹھاتا مشعل کی جانب بڑھا

www.novelsclubb.com

"ہم آپ کے پیسے لوٹا دیں گے سر آئی پرامس۔۔۔"

ازھاد کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ اس نے گھبرا کر اپنے باپ کا بازو مضبوطی سے تھاما۔وہ کمرے میں داخل ہوتے ہوئے اس کی دھمکی بھی سن چکی تھی۔وہ ڈرپوک نہیں تھی مگر اسے اس شخص سے ڈر لگ رہا تھا۔

"ہم کیسے لوٹاؤ گی؟ کیش یا پھر۔۔۔"

ازھاد نے اسے سر تا پیر معنی خیزی سے دیکھ کر دانستاً جملہ ادھورا چھوڑا۔وہ اس کا مطلب سمجھ کر شرم سے نظریں جھکا گئی۔

www.novelsclubb.com

"سر میں آپ کی رقم لوٹا دوں گا۔آپ پلیز"

بیٹی کی حالت دیکھ کر اکبر حمدانی نے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا حالت ایسی تھی کہ وہ اپنا جملہ ہی مکمل نہ کر سکے، باپ کی اس حالت پر مشعل کے آنسوں میں مزید شدت آئی۔۔اس نے مضبوطی سے باپ کا بازو تھاما۔

"بہتر ہوگا تمہارے لئے کہ تم میری رقم مجھے واپس کر دو۔۔اپنا پیسہ تو میں مرُدوں سے بھی وصول کر لیتا ہوں اور تم تو پھر اچھے خاصے مالدار ہو"

ازھاد نے ایک بار پھر کمینگی سے کہا اور دراب کو اشارہ کرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔اکبر صاحب اس کے جانے کے بعد صوفے پر ڈھے گئے جبکہ مشعل ان کے سینے سے لگی زور زور سے رو رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"بس میرا بچہ! بس۔۔تم پریشان مت ہو۔۔میں تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گا۔۔"

وہ مشعل کو مضبوطی سے خود سے لگائے اس کا ماتھا چومتے خود کو تسلی دے رہے تھے۔

"ازھاد آفس میں کیا ہو رہا ہے آج کل۔۔؟"

رات ڈنر پر وہ تینوں ڈائننگ ٹیبل پر موجود تھے جب جاوید شاہ نے ازھاد سے پوچھا۔اسے حیرت نہیں ہوئی کیونکہ چاچو آفس سے غیر حاضر ہو کر بھی آفس کی پوری خبر رکھتے تھے۔

www.novelsclubb.com

"کچھ نہیں چاچو! کوئی اتنا بڑا مسلہ نہیں ہے۔آئی ول ہینڈل دیٹ۔۔"

اس نے فرائیڈ رائس کا چمچ منہ میں ڈالتے انہیں تسلی دی۔

"کیا ہوا برو۔۔"

اذلان نے کھیرے کا ٹکڑا کترتے سوال کیا

"تم آفس کا چھوڑو مجھے یونی کا بتاؤ وہاں کیا کرتے پھر رہے ہو۔۔؟"

ازھاد کے پوچھنے پر اذلان ٹھنکا۔۔اپنے سارے کالے کرتوت یاد آئے۔۔پتہ نہیں اب ازھاد کس بارے میں پوچھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"خفیہ نکاح کرر کھا ہے میں نے یونی میں۔۔"

اس نے چڑ کر جواب دیا۔۔جاوید شاہ کو پھندا لگا۔ازھاد نے جلدی سے پانی کا گلاس ان کو پکڑایا۔

"بیٹا کام وہ بتاؤ جو تم کر سکتے ہو۔۔"

ازھاد کا انداز صاف چڑانے والا تھا۔

"کر تو میں بہت کچھ سکتا ہوں مگر پھر مجھے آپ دونوں کے انگوٹھے یاد آ جاتے ہیں جو آپ نے میری حلق پہ رکھے ہوئے ہیں۔۔"

www.novelsclubb.com

اس نے منہ بسور کر جواب دیا۔

"ہاں اور جب تک تمہیں وہ انگوٹھے یاد رہیں گے تم بچے رہو گے۔۔"

ازھاد کی وارننگ پر اس نے آنکھیں گھمائیں۔

"ویسے چاچو آپ کو پھندا کیوں لگ گیا میرے نکاح کا سن کر۔۔

ویسے اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی شادی کا انتظار کریں اور پھر اپنے بارے میں سوچیں تو بھئی یہ ناممکن ہے۔۔"

www.novelsclubb.com

اس نے دونوں ہاتھ بلند کر کے دہائی دی۔۔ جاوید شاہ نے اسے گھورا۔

"ہاں تو اور کیا۔۔ مجھے اپنے بچوں کے مستقبل کی بہت فکر ہے بھئی۔۔"

اس کے سنجیدہ انداز پر ازھاد نے مسکراہٹ ضبط کی

"بیٹا پہلے خود اچھے سے پیدا ہو جاؤ پھر اپنے بچوں کو بھی سوچ لینا۔۔"

جاوید شاہ کے کہنے پر ازھاد کا قہقہ بلند ہوا وہیں اذلان نے منہ بسورا۔

"چلو چپ چاپ کھانا کھاؤ۔۔"

www.novelsclubb.com

اسے پھر سے منہ کھولتے دیکھ ازھاد نے ٹوک دیا۔

"مشعل بیٹا میں آج آفس جا رہا ہوں۔۔ سر سے بات کروں گا۔۔ایسے کیسے اتنی بڑی رقم کا الزام وہ میرے سر لگا سکتے ہیں یہ سب یقیناً کسی غلط فہمی کی وجہ سے ہوا ہے۔اگر میں چپ کر کے بیٹھوں گا تو انہیں مجھ پر ہی شک ہو گا۔۔ میں اسی لئے ان سے دو ٹوک بات کرنا چاہتا ہوں۔۔"

اگلے دن اکبر حمدانی بہت سوچ بچار کے بعد اس نتیجے پر پہنچے تھے۔

"بابا میں بھی آؤں آپ کے ساتھ کیا؟"

www.novelsclubb.com

اس کا دل نہیں مان رہا تھا باپ کو اکیلا بھیجنے کے لئے۔۔

"نہیں بیٹا آپ گھر ہی رہو۔۔میں سر سے بات کر کے جلدی ہی آجاؤں گا۔۔"

انہیں نے اس کا گال تھپتھپا کر مسکراہٹ سے کہا

"انشاللہ بابا"

وہ ان کے گلے لگ گئے اور ان کے جانے کے بعد دروازے بند کر کے وہیں گیراج میں زینے پر بیٹھ کر گیٹ کی طرف دیکھنے لگی۔دل کو عجیب ہی دھڑکا لگا تھا۔آنکھیں مسلسل بہہ رہی تھیں۔اوائل دسمبر کے دن تھے مگر وہ بغیر کسی گرم کپڑے کے ٹھنڈے زینے پر بیٹھی اپنے باپ کی منتظر تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ پارکنگ میں کھڑی اپنی گاڑی کی طرف جارہی تھی جب کسی نے اس کے ہاتھ سے پرس چھینا۔اچانک لگنے والے دھکے پر وہ لڑکھڑائی۔ گرنے سے بچنے کے لیے اس نے پاس کھڑی گاڑی کا سہارہ لیا۔جب ہی اسے کسی کے بھاگنے کی آواز آئی۔کوئی پوری قوت سے بھاگتا اس کی طرف آرہا تھا۔پرس کھینچنے والا اب سڑک کی طرف دوڑ رہا تھا۔جب کسی نے اسے گدی سے پکڑا۔وہ پلٹ کر سیدھی ہوئی۔ پکڑنے والا اپنے حلیے سے پولیس آفیسر لگ رہا تھا۔جبکہ اس لڑکے کا ساتھی جو روڈ پر کھڑا اس کا انتظار کر رہا تھا اب بھاگ چکا تھا۔عنایہ نے پرس مضبوطی سے پکڑا تھا جس کے باعث وہ لڑکا اس سے پرس چھین نہیں سکا۔یہ اس کی عادت تھی۔وہ لاپرواہ ہوکر بھی چوکنی رہتی تھی۔وہ پولیس والا اب اس لڑکے کو گریبان سے پکڑ کر اس کے پاس لارہا تھا اور وہ کوئی اور نہیں ایس پی سمیر خان ہی تھا۔

www.novelsclubb.com

"آر یو اوکے مس؟"

اس نے فکرمندی سے پوچھا

"یس ایم آل رائٹ۔۔"

اس نے ہلکی سی مسکراہٹ سے کہا۔ سمیر نے پلٹ کر اس لڑکے کے منہ پر تھپڑ جڑ دیا جو ابھی تک اس کے ہاتھ سے اپنا گریبان چھڑوانے کی تگ ودو میں تھا۔ تھپڑ اتنی شدت کا تھا کہ ایک دفعہ عنایہ بھی دہل گئی۔ جبکہ وہ لڑکا اپنا کان پکڑتا ہوا نیچے بیٹھتا چلا گیا۔ سمیر نے اسے گریبان سے پکڑ کر گھما کر حوالدار کی طرف پھینکا۔

"اسے آج رات پرس چوری کرنے کا طریقہ بتاؤ اس کے اساتذہ نے تو شاید اسے کچھ سکھایا ہی نہیں۔۔"

وہ سیریئس انداز میں بولا تو حوالدار نے سر اثبات میں ہلایا اور اسے پکڑتا ہوا جیب میں ڈال کر لے گیا۔ عنایہ اس سارے معاملے میں چپ کھڑی دیکھتی رہی

"شکریہ آپ کا۔۔"

اس نے پھر سے مسکرا کر کہا تو سمیر نے اسے بغور دیکھا۔ سفید ہائی نیک، سیاہ پینٹ اور سیاہ کوٹ میں وہ حسبِ معمول حسین اور پر اعتماد لگ رہی تھی۔

"کوئی بات نہیں۔ دیٹ واز مائی ڈیوٹی۔۔

اوکے ٹیک کیئر۔۔"

وہ مسکرا کر کہتا سڑک کی طرف جانے لگا تا کہ ٹیکسی لیکر گھر جا سکے۔

www.novelsclubb.com

"مسٹر سمیر میں آپ کو ڈراپ کر دیتی ہوں۔ آیئے!۔۔"

عنایہ نے اسے ٹیکسی کی تلاش میں نظریں دوڑاتے دیکھ مروت سے کہا۔اسے شاید عنایہ سے اتنی خوش اخلاقی کی امید نہیں تھی۔ایک لمحے کے لیے حیران ہونے کے بعد اس نے عنایہ کی آفر قبول کرلی۔عنایہ نے گاڑی ان لاک کرتے ہوئے اپنا بیگ بیک سیٹ پر رکھا اور ڈرائیونگ سیٹ کا دروازے کھول کر اندر بیٹھ گئی۔سمیر اس کے برابر بیٹھا اس کی مخروطی انگلیوں کو دیکھ رہا تھا۔اس کے ہاتھ پتلے اور جلد شفاف تھی۔ناخنوں پر لگی میرون نیل پالش ہاتھوں کی خوبصورتی میں اضافہ کررہی تھی۔اس کے ہاتھ مہارت سے سٹیرنگ پر دھرے ہوئے تھے۔اس نے پارکنگ سے گاڑی نکالی اور مین روڈ پر آئی۔سمیر نے اتنی مہارت اور خوبصورتی سے آج تک کسی عورت کو گاڑی ڈرائیو کرتے نہیں دیکھا تھا۔وہ مزید اس کا اسیر ہوا۔

www.novelsclubb.com

"آپ کے گھر میں کون کون ہے مس عنایہ!"

اس کے ہاتھوں سے نظریں پھیر کر اس نے سوال کیا۔ عنایہ نے حیرت سے اسے دیکھا اور پھر سامنے دیکھ کر لب دبا کر بولی

"گھر والے۔۔"

اس کے جواب پر سمیر ہنس دیا۔ سیدھے جواب کی توقع عنایہ ملک سے تو ہرگز نہیں کی جا سکتی تھی۔

"بہت شکریہ مجھے میری منزل پر پہنچانے کے لیے۔"

www.novelsclubb.com

گیٹ کے سامنے اترتے سمیر نے خوش اخلاقی سے کہا۔ وہ مسکرا کر سر ہلا گئی۔

"پلیز اندر آیئے نا۔ میری مدر اور سسٹر کو بہت اچھا لگے گا آپ سے مل کر۔۔"

سمیر نے اسے گھر میں آنے کی آفر کی۔

"نہیں مسٹر سمیر۔۔ میری مدر ویٹ کر رہی ہوں گی میرا۔ مجھے اب جانا چاہیے۔۔"

اس کے انکار پر سمیر نے سر ہلایا تو وہ گاڑی سٹارٹ کرتی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔ سمیر اس کے آنکھوں سے اوجھل ہونے تک اس کو دیکھتا رہا اور پھر سر جھٹک کر گھر کی طرف چل دیا۔

www.novelsclubb.com

"ازھاد سر آفس میں ہیں۔۔؟"

اکبر حمدانی نے پاس سے گزرتے ایک ورکر سے پوچھا

"جی نہیں سر! ازھاد سر تو شاید سائٹ پر گئے ہیں۔"

"اچھا اور دراب سر؟"

"سر وہ بھی سر کے ساتھ ہی گئے ہیں۔۔"

www.novelsclubb.com

ورکر کے جواب پر وہ اپنے آفس کی طرف چل دیئے۔ان کا خیال تھا کہ دراب کو پتہ ہو گا کہ ازھاد کب آفس آئے گا، مگر دراب کی غیر موجودگی پر انہوں نے اپنے آفس میں جا کر

انتظار کرنے کا سوچا۔ یہ بات یقیناً ابھی تک کسی ورکر کو نہیں پتہ تھی شاید تبھی کسی نے کوئی ری ایکشن نہیں دیا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ آفس کا دروازے کھول کر اندر جاتے، اندر سے آتی آوازوں پر ان کا ماتھا ٹھنکا۔ وہ وہیں رک کر سننے لگے۔ ان کا دماغ جلدی سے کام کر رہا تھا۔ انہوں نے موبائل کا کیمرہ کھول کر ویڈیو بنانا شروع کی۔

"ڈونٹ وری ڈیڈ۔۔ اس کے فرشتوں کو بھی نہیں خبر کہ یہ کام کس کا ہے۔۔ آپ کے بیٹے کے ہاتھ میں بہت صفائی ہے آپ بس چِل کریں۔"

انہوں نے ویڈیو بنا کر کیمرہ آف کیا اور وہاں سے نکلتے چلے گئے۔ کسی خدشے کے تحت انہوں نے موبائل میں موجود ویڈیو اپنے لیپ ٹاپ والی جی میل پر میل کی اور گاڑی سٹارٹ کر کے روڈ پر ڈالی۔ ایک سکون تھا جو ان کے دل و دماغ میں چھا گیا تھا۔ اپنی بے گناہی کا ثبوت وہ حاصل کر چکے تھے۔ بیکری پر گاڑی روک کر انہوں نے مشعل کے لیے براؤنی لینے کا سوچا۔ یہ خبر سن کر یقیناً وہ بھی بہت خوش ہوتی۔ وہ براؤنی لیکر واپس آئے اور

گاڑی ان لاک کی، مگر اس سے پہلے ہی دو مضبوط ہاتھوں نے انہیں تھاما اور ان کے منہ پر کپڑا رکھا۔ وہ منٹوں میں ہوش سے بیگانہ ہوئے تھے۔اس آدمی نے ان کے بے ہوش وجود کو گاڑی میں ڈالا اور گاڑی زن سے بھگا کر لے گیا۔ پیچھے اس آدمی کے پیروں تلے کچلی گئی براؤنی کے نشان باقی تھے۔ ______________________

"اوئے بات سن۔۔ آج ہم دونوں کا تیرے فارم ہاؤس آنے کا پلین ہے۔۔ٹائم سے پہنچ جائیو۔۔"

ازلان نے سمیع کا وائس میسج سن کر اسے کال کی۔ کیونکہ ان کے پیپر ہونے والے تھے اور ازھاد کبھی بھی اسے فارم ہاؤس جانے کی اجازت نہ دیتا۔

"کیوں فارم ہاؤس پر تو ہمیں بریک ڈانس کر کے دکھانے والا ہے؟؟

بھائی مجھے کبھی بھی اجازت نہیں دیں گے"

اذلان نے صاف انکار کیا

"ابے یار آجا قسم سے بہت مزہ آئے گا۔۔"

سمیع نے لجاجت سے کہا

"رات نہیں رکیں گے۔۔بس کچھ دیر کا پروگرام ہو گا۔گیارہ بجے واپسی پکا۔۔"

www.novelsclubb.com

اسے چپ دیکھ سمیع نے مزید کہا

"چل ٹھیک ہے۔۔"

ازلان نے کہااور تیاری کرنے لگا۔۔پانچ بج رہے تھے۔اور سردیوں کی وجہ سے سرِ شام ہی اندھیرا چھا جاتا تھا۔اس نے بلو جینز کے ساتھ بلو ڈینم جیکٹ اور وائٹ شرٹ پہنی، سفید ہی سنکرز اور بالوں کا سٹائل بنا کر اس نے پرفیوم چھڑکا اور گاڑی کی چابی لیکر چاچو کو بتا کر نکل پڑا۔

"ہاں اب بول کیوں آگ لگی تھی تجھے فارم ہاؤس بلانے کی۔۔کیا کرنا ہے اب یہاں بیٹھ کر۔۔"

اذلان نے جھنجھلا کر ان دونوں سے پوچھا وہ لوگ یہاں آتے ہوئے کافی کچھ کھانے کو لیکر آئے تھے۔یہاں ایک ملازم تھا جو انہیں آج نظر نہیں آیا تھا۔

"یہ دیکھ۔۔اس کے لیے بلا رہا تھا میں تجھے۔۔"

سمیع نے شاپر سے وائن کی بوتل نکالتے ہوئے کہا۔اذلان نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔سگریٹ اور شیشہ سمیع کبھی کبھار پیتا تھا۔فرحان اور اذلان دونوں ہی ان خرافات سے دور رہتے تھے۔ازھاد کو بھی سگریٹ سے نفرت تھی۔اسی لئے اس نے اذلان کو بھی یہ لت نہیں لگنے دی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تمہارا دماغ ٹھیک ہے؟؟کیا بکواس ہے یہ۔۔۔اگر بھائی کو پتہ چلا تو وہ مجھے جان سے مار دیں گے"

کہاں ازھاد سگریٹ کے خلاف تھا اور کہاں وہ وائن کی بات کر رہا تھا۔

"کچھ نہیں ہوتا یار۔۔زیادہ نہیں پیئیں گے بس تھوڑی سی۔۔"

فرحان نے اسے تسلی دی۔۔

"گے کیا مطلب۔۔کیا تم بھی اس کا ساتھ دینے والے ہو؟"

ازلان نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔۔فرءان نے دانت نکال کر سر اثبات میں ہلایا۔سمیع اب شیشہ تیار کر رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں جا رہا ہوں واپس۔۔تم دونوں کر و یہ شوق پورا۔۔"

وہ غصے سے کہتا اپنی گاڑی کی چابی پکڑ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"یار چھوڑ نا۔۔کچھ نہیں ہوتا۔۔آ بیٹھ جا۔۔"

سمیع نے اسے پکڑ کر صوفے پر بٹھایا۔موسم شام سے ہی خنکی لئے ہوئے تھا اور اب ہلکی ہلکی بوندا باندی شروع ہو چکی تھی۔کچھ دیر بحث کے بعد وہ پھر اٹھ کھڑا ہوا۔وہ پورچ میں کھڑا تھا جب جاوید شاہ کی کال آئی۔

www.novelsclubb.com

"جی جی چاچو میں بس نکلنے والا ہوں۔۔"

اس نے سلام کے بعد انہیں تسلی دینے کو کہا

"نہیں نہیں کوئی ضرورت نہیں ہے آنے کی۔۔ بارش تیز ہو رہی ہے۔۔ تم صبح آجانا اب۔۔"

جاوید شاہ نے اسے قطعیت سے کہا

"مگر چاچو۔۔۔"

"میں نے کہا نا۔۔ صبح آنا اب۔۔ چلو فون رکھو۔۔"

www.novelsclubb.com

انہوں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔اس نے فون جیب میں رکھا اور گھر کے اندر داخل ہوا۔۔وہ دونوں چکھنے کے چکر میں آدھا آدھا گلاس پی چکے تھے اور اب ہوش و حواس سے

بیگانہ صوفے پر ڈھلکے ہوئے تھے۔اسے بے ساختہ ہنسی آئی۔ان دونوں پر لعنت بھیجتا وہ کمرے کی طرف بڑھ گیا۔فلحال وہ سکون سے سونا چاہتا تھا۔

وہ دوپہر سے اپنے باپ کا انتظار کر رہی تھی۔دوپہر سے شام اور شام سے رات ہو چکی تھی مگر انتظار انتظار ہی رہا۔۔بیٹھے بیٹھے اس کی کمر اکڑ چکی تھی۔ڈھلتے سائے اور اذان کی گونجتی آواز پر وہ ہوش میں آئی۔۔پریشانی میں باپ کا نمبر ملا کر دیکھا مگر اکبر حمدانی کا فون سوئچ آف تھا۔۔اس نے کتنی دفعہ پاگلوں کی طرح کال کر ڈالی مگر آگے سے ایک ہی جملہ سن کر اس کا دل ڈولنے لگا۔۔اس کا باپ صبح سے گھر سے باہر تھا۔کتنی ہی مجبوری کیوں نہ ہو،اکبر حمدانی کبھی رات دیر تک گھر سے باہر نہیں رہے تھے۔تھک ہار کر اس نے واشروم کا رخ کیا اور وضو کرنے کے بعد جائے نماز بچھا کر اپنے رب کے آگے جھولی پھیلا کر اپنے باپ کی سلامتی کی دعا مانگنے لگی۔۔ساری رات وہ وقفے وقفے سے کبھی کال کرتی اور کبھی دوبارہ

جائے نماز پر رو رو کر فریاد کرتی رہی۔ تہجد کے وقت اسے علیزے کا خیال آیا۔اس کا اس دنیا میں باپ کے سوا کوئی بھی نہیں تھا۔ فلحال علیزے بھی اسے غنیمت لگی۔اس کا بھائی پولیس آفیسر تھا، وہ ضرور اس کی مدد کرتا۔دو دفعہ کال کرنے پر بھی علیزے نے نہ اٹھائی تو اس نے مایوسی و بے بسی سے اپنے بال مٹھی میں جکڑے۔اسے ہر طرف اندھیرا ہی نظر آ رہا تھا۔ جبھی اس کے ہاتھ میں موجود فون رنگ ہوا۔اس نے بے تابی سے فون سیدھا کیا مگر وہ اس کے باپ کا نہیں علیزے کا تھا۔اس نے کال پک کرتے ہی روتے ہوئے اسے ساری بات بتائی۔اور اس کے تسلی دینے پر اس کے دل کی تھوڑی بہت ڈھارس ملی۔ کچھ دیر بعد پھر اس کا فون آیا تھا، اس نے کہا کہ اس کا بھائی جا چکا ہے اس کے باپ کو ڈھونڈنے۔علیزے کا شکریہ ادا کرنے کے بعد اس نے اپنی بہتی آنکھیں صاف کیں ۔مسلسل رونے سے اس کی آنکھیں جل رہی تھیں اور کچھ نہ کھانے کی وجہ سے نقاہت ہو رہی تھی مگر وہ سب کچھ نظر انداز کرتی ایک دفعہ پھر رب کے حضور سجدہ ریز ہو کر اپنے باپ کی سلامتی مانگنے لگی۔

سر سے اترا ہوا دوپٹہ، مٹی سے اٹے ہوئے جوتے کے بغیر پاؤں، بکھرے بال، ویران آنکھیں اور ساکت وجود لئے وہ سامنے دیکھ رہی تھی۔ پلک جھپکے بغیر۔۔ یہ خواب نہیں تھا، اگر خواب تھا تو بہت بھیانک اور اگر حقیقت تھی۔۔ تو سانسیں چھین لینے والی حقیقت تھی۔ اس کے ارد گرد لوگوں کو جمِ غفیر تھا۔ ادھر ادھر بھاگتے لوگوں میں وہ ساکت وجود لئے سامنے دیکھ رہی تھی۔ پولیس کی حد بندی کے اس پار اس کی زندگی خون میں لت پت بے جان پڑی تھی۔ سینے اور پیٹ پر پڑے شگاف جن سے خون رس کر جم چکا تھا۔ سفید رنگ کا سوٹ اب سرخ ہو چکا تھا۔ ارد گرد خون کا ڈھیر اور اس کے بیچ و بیچ خون میں لتھڑی اس کی متاعِ حیات۔۔

---

www.novelsclubb.com

میں جانتی ہوں اس پارٹ کے لئے آپ کو بہت انتظار کرنا پڑا، مگر آپ مجھے سمجھیں۔ جب ایک انسان لکھتا ہے تو وہ اسی لئے لکھتا ہے تا کہ لوگ اسے پڑھیں، اب لکھ کر اپنے پاس تو میں رکھنے سے رہی۔

اس ناول کی اشاعت کے دوران ابھی تک مجھے بہت سے مسائل کا سامنا کرنا پڑا ہے۔۔ کبھی کوئی مسلہ آن کھڑا ہوتا ہے تو کبھی کوئی۔۔ جس دن یہ ناول نکل ہوا میں نے جائے نماز بچھا کر ایک لمبا سجدہ کرنا ہے اللہ پاک کو۔

بس دعا کر دیجئے اور ناول پڑھ کر میرے انسٹا گرام پیج

www.novelsclubb.com

@novels_by_laiba

پر ریویو ضرور دیجئے۔ آپ یہی سمجھیں کہ لکھاری کی مثال بالکل پودے کی طرح ہوتی ہے اور آپ کے رویویوز پانی کی طرح کام کرتے ہیں۔ جتنا اچھا آپ کے ریویو ہوگا اتنا بہتر ہی لکھاری کا کام ہوگا۔۔

اللہ پاک آپ لوگوں کو خوش رکھے۔ آمین

~لائبہ سیّد

www.novelsclubb.com

"چاچو یہ اذلان نظر نہیں آ رہا کہاں ہے۔۔؟"

ازھاد آفس سے لیٹ آیا تھا۔اسے آئے ہوئے تقریباً ایک ڈیڑھ گھنٹہ ہو چکا تھا مگر اذلان ابھی تک نظر نہیں آیا تھا۔ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ اذلان موجود ہو اور خاموشی قائم رہے۔ڈنر پر بھی وہ دونوں ہی تھے تبھی ازھاد نے پوچھا

"کیا مطلب؟؟ تم نہیں جانتے کہ وہ فارم ہاؤس گیا ہے۔مجھے تو کہہ رہا تھا کہ تم سے پرمیشن لے چکا ہے۔"

جاوید شاہ نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا

www.novelsclubb.com

"مجھ سے؟؟ نہیں مجھ سے تو اس بارے میں اس کی کوئی بات نہیں ہوئی۔"

ازھاد نے چمچ ہلاتا ہاتھ روک کر بھنویں اوپر اٹھا کر لاعلمی کا اظہار کیا

"کیا ضرورت تھی آپ کو بھی اسے جانے دینے کی۔آپ جانتے ہیں کہ میں اسے کبھی بھی اجازت نہ دیتا۔"

ازھاد نے ذرا خفگی سے ان کی طرف دیکھا

"اچھا چھوڑو یار! بچہ تو ہے نہیں وہ۔اب تم کال کر کے اسے ڈانٹنا مت۔"

جاوید شاہ کی تنبیہ پر اس نے سر جھٹکا،دل میں اذلان کی کلاس لینے کا وہ پختہ ارادہ کر چکا تھا۔

"نواز اس نمبر کی لاسٹ لوکیشن پتہ کرو۔۔ہری اپ۔۔"

اکبر حمدانی کا نمبر نواز کو فارورڈ کرتے ہوئے اس نے سامنے دیکھا جہاں ایک کار اس کی سمت ہی آرہی تھی۔اگر وہ بروقت ٹرن نہ لیتا تو یقیناً ان کا تصادم ہو جاتا۔سمیر نے کندھے اور کان میں اڑسے فون کی پرواہ کئے بغیر دونوں ہاتھوں سے سٹیرنگ تھاما اور جلدی سے موڑ کاٹا۔گاڑی ایک جھٹکا کھا کر کچی سڑک پر اتری۔اس نے جھک کر پیروں میں گرا فون اٹھایا اور بیک ویو مرر سے گاڑی کو دیکھا۔ایک نظر نمبر پلیٹ پر ڈالنے کے بعد اس نے دوبارہ گاڑی سٹارٹ کی۔علیزے کے بتانے پر وہ جلد از جلد گھر سے نکلا تھا۔علیزے کی مدد سے ہی وہ مشعل کے فادر کا فون نمبر بھی منگوا چکا تھا۔اسے اب احساس ہوا کہ اسے علیزے یا امی کو ساتھ لانا چاہیے تھا تاکہ انہیں مشعل کی طرف ڈراپ کر دیتا کیونکہ اس

www.novelsclubb.com

وقت وہ بھی گھر پر اکیلی پریشان ہو رہی ہو گی۔اوپر سے موسم بھی طوفانی ہو رہا تھا۔کچھ سوچ کر اس نے گاڑی کو پولیس اسٹیشن کی بجائے مشعل کے گھر کی طرف موڑا۔ابھی اس نے کچھ سفر ہی طے کیا تھا جب نواز کی کال آنے لگی۔

"سر میں نے لاسٹ لوکیشن پتہ کی ہے۔وہ پولیس اسٹیشن کے پاس والی بیکری کی ہے۔میں اس وقت بیکری کے سامنے موجود ریسٹورنٹ میں ہوں۔بیکری کے بند ہونے کی وجہ سے میں نے اس ریسٹورنٹ کی سی سی ٹی وی فوٹیج چیک کی ہے۔وہاں کی پارکنگ میں سے مسٹر اکبر کڈنیپ ہوئے ہیں۔گاڑی پر کوئی بھی نمبر پلیٹ موجود نہیں تھی۔"

نواز نے سلام کے بعد اسے رپورٹ دی تو سمیر نے پریشانی سے ماتھا مسلا۔

تم ایسا کرو جہاں تک ممکن ہو اس گاڑی کو ٹریک کرنے کی کوشش کرو۔ساتھ والی شاپس، ریسٹورنٹ ہر جگہ کی سی سی ٹی وی فوٹیج چیک کرو۔۔"

www.novelsclubb.com

سمیر نے کچھ سوچتے ہوئے اسے حکم صادر کیا اور گاڑی اس ریسٹورنٹ کی طرف موڑلی۔

ازھاد نے ٹائم دیکھا تو رات کے دو بج رہے تھے۔کچھ دیر پہلے ہونے والی موسلادھار بارش کی وجہ سے اس نے اذلان کو کال کی تھی مگر سگنل ایشو کی وجہ سے کال گئی ہی نہیں۔اب بارش رک چکی تھی اور ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں۔وہ لاؤنج میں بیٹھا اذلان کا انتظار کر رہا تھا۔ تبھی جاوید شاہ کے کمرے سے ان کے بولنے کی آواز آئی۔اس نے حیرت سے ان کے کمرے کی طرف دیکھا اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔وہ شاید کسی سے کال پر بات کر رہے تھے،اسے دیکھ کر ٹھٹکے۔

"کیا ہوا چاچو خیریت۔۔؟"

جاوید شاہ کے چہرے پر تکلیف دہ تاثرات دیکھ کر وہ جلدی سے آگے بڑھا۔

"اذلان کا فون تھا،میں نے اسے رات فارم ہاؤس پر رکنے کو کہا ہے۔۔موسم ٹھیک نہیں ہے۔۔اور میری طبیعت بھی خراب ہے تو وہ پریشان ہو رہا تھا۔۔"

وہ نقاہت زدہ آواز میں بولے

"کیا ہوا طبیعت کو چاچو۔۔؟"

وہ پریشانی سے ان کے ساتھ ہی بیڈ پر بیٹھا۔

www.novelsclubb.com

"میری بلڈ پریشر کی ٹیبلٹ ختم ہے۔۔ تم پلیز وہ لادو مجھے۔۔ میرا دل گھبرا رہا ہے بہت۔۔"

وہ سینہ مسلتے ہوئے بولے تو زهاد حواس باختگی سے اٹھا

"میں ابھی لیکر آتا ہوں چاچو۔۔ آپ پلیز پانی پئیں۔۔"

وہ پانی کا گلاس ان کے منہ سے لگاتا ہوا بولا۔ اور گاڑی کی چابی اور والٹ لے کر بھاگا۔

راستے میں اس کا ایکسیڈنٹ ہوتے ہوتے بچا تھا۔ اسے اس وقت صرف جاوید شاہ کی فکر تھی۔ ماں باپ کے بعد ایک چچا کا رشتہ ہی تو تھا جو مخلص تھا۔ جاوید شاہ نے اپنی پوری عمر ان دونوں کے لئے وقف کر دی تھی اور ان دونوں بھائیوں کا بھی چچا کے علاوہ اور کون تھا۔

www.novelsclubb.com

سمیر اور اس کی ٹیم نے اس روڈ اور اس سے آگے پیچھے کے سارے روڈز پر موجود کیمروں کی فوٹیج دیکھ لی تھی، مگر اس گاڑی کا کوئی اتا پتا نہیں تھا۔ فجر کی اذانیں ہونے والی تھیں۔ اور ابھی تک کوئی سراغ ہاتھ نہیں آیا تھا۔ تبھی سمیر کا فون بجا۔

"ہیلو ایس پی سمیر خان سپیکنگ!"

انجان نمبر سے کال دیکھ کر سمیر نے کال پک کی۔

"ایس پی جس انسان کو تم ڈھونڈ رہے ہو وہ اس وقت فارم ہاؤس میں موجود ہے۔"

اس انسان نے فارم ہاؤس کا پتہ بتاتے ہوئے کہا تو سمیر ٹھٹکا۔

"کیا مطلب۔۔کون ہو تم؟؟"

سمیر نے اشارے سے نواز کو گاڑی سٹارٹ کرنے کا کہا

"مجھے چھوڑو اور اس کو بچاؤ جسے بچانے کا وعدہ کر چکے ہو۔۔"

اس کے ساتھ ہی کال کھٹاک سے بند ہوئی۔ گاڑی اب تیزی سے اس فارم ہاؤس کی طرف گامزن تھی۔ سمیر نے اس نمبر کی لوکیشن چیک کی جو کہ اس فارم ہاؤس کے آس پاس کی ہی تھی

www.novelsclubb.com

"نواز جلدی کرو۔۔ تیز چلاؤ۔۔"

اگراس انسان کی بات سچ ہوئی تو؟؟ مشعل کا سراپا چھم سے اس کی آنکھوں میں لہرایا۔۔وہ بے چین سا ہوا تھا۔۔

فجر کی اذان کے ساتھ اس کی آنکھ کھلی۔فارم ہاؤس کے آس پاس گاؤں تھے جہاں سے اذان کی آواز آرہی تھی۔وہ نماز پڑھنے کے ارادے سے اٹھااور موبائل چیک کیا۔توقع کے خلاف ازھاد کی کوئی کال نہیں آئی تھی۔وہ ٹھیک سے حیرانگی کااظہار بھی نا کرسکا جب اسے باہر لان میں کچھ گرنے کی آواز آئی۔اس نے کھڑی سے نیچے جھانکا مگر لائٹ بند ہونے کی وجہ سے کچھ بھی نظر نہ آیا۔

سمیع اور فرحان کا سوچ کر وہ جلدی سے نیچے آیا۔سامنے کا منظر دیکھ کراس کا قہقہہ ابل پڑا۔۔سمیع فرش پر جبکہ فرحان اس کے اوپر لیٹا ہوا تھا۔ایک ٹھڈا ان دونوں کو رسید کرتا وہ باہر کی طرف چل دیا۔وہ رات چکھنے چکھنے میں ہی اتنے ٹن ہو چکے تھے کہ ابھی تک ہوش میں نہیں آئے تھے۔وہ لاؤنج کے دروازے تک پہنچا جب اسے وہاں پر موجود ایک واس کے پاس پاٹل پڑی نظر آئی۔وہ پسٹل ازھاد کا تھا۔اس نے حیرانگی سے وہ پسٹل پکڑا۔اس کی نال گرم تھی اور بارود کی سمیل آرہی تھی۔مطلب وہ گن ابھی ابھی چلی تھی۔پستول کے

www.novelsclubb.com

سرے پر سائلنسر لگا ہوا تھا۔ وہ حیران پریشان سا باہر کی طرف بھاگا جہاں کچھ دیر پہلے گرنے کی آواز آئی تھی۔ وہ شاید سٹور روم تھا۔ اس کا دل کسی انجان خدشے کے تحت دھڑک رہا تھا۔ کنپٹیوں سے پسینہ بہہ رہا تھا۔ اس نے دروازہ کھولا تو سامنے کے منظر سے اسے ایک پل کے لئے ساکت کر دیا۔ سفید لباس میں ملبوس وہ شخص گردن ایک طرف گرائے دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ اس کے پیٹ اور سینے پر تین شگاف تھے جن میں سے خون رس رہا تھا اور اب وہ خون بہتا ہوا اذلان کے قدموں تک پہنچ چکا تھا۔ وہ بھاگ کر اس شخص کے پاس پہنچا۔ فلحال اسے پرواہ نہیں تھی کہ یہ شخص کون ہے یا یہاں کیسے آیا اسے صرف پرواہ تھی اس کی جان کی۔ پہلی دفعہ یوں کسی کو خون میں لت پت دیکھا تھا۔ اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ اس نے اس شخص کا کندھا پکڑ کر اسے ہلایا اور اسی پل وہ مٹی کا بت اس کے قدموں میں ڈھیر ہو گیا۔ وہ ہڑبڑا کر پیچھے ہوا۔ تبھی گیٹ پر کسی کے بولنے کسی آواز آنے لگی۔ اور کبھی ہی دیر میں واچ مین کو زبردستی ایک طرف کئے دو شخص اندر آئے ان میں سے ایک اپنے حلیے سے پولیس آفیسر لگ رہا تھا۔ اذلان انہیں مطلع کرنے ان کی طرف بھاگا مگر اس کے ہاتھ میں پسٹل اور پیروں پر لگا خون دیکھ کر وہ چونک گئے اور اس پر پستول تان دی۔

www.novelsclubb.com

"ہے۔۔ہینڈز اپ۔۔"

سمیر نے اپنا پستول اس پر تان کر کرخت لہجے میں کہا۔دل نے شدت سے دعا کی تھی کہ یہ خون مشعل کے باپ کا نہ ہو۔۔

"سر۔۔ سر میری بات سنیں۔۔اندر ایک آدمی ہے۔۔اس کا کسی نے مرڈر کر دیا ہے۔۔ آپ اسے دیکھیں۔۔ڈاکٹر کو بلائیں پلیز۔۔"

اذلان انہیں بے ربط لہجے میں بتانے لگا۔پستول ہنوز اس کے ہاتھ میں تھی۔ سمیر نے نواز کو کمرے میں جانے کا اشارہ کیا اور قریب ہو کر اذلان کے ہاتھ سے رومال کی مدد سے پستول پکڑ لیا اور اسے گھٹنوں کے بل نیچے بٹھا دیا۔اسی پل نواز حواس باختہ سا کمرے سے باہر آیا تھا۔

"مسٹر اکبر از ڈیڈ سر۔۔"

www.novelsclubb.com

اس نے سر جھکا کر کہا تو سمیر ایک پل کو لڑکھڑا سا گیا۔ مشعل یہ جان کر کیا ری ایکٹ کرے گی؟؟اس پر کیا بیتے گی؟؟ یہ سوچیں اسے الجھا رہی تھیں۔۔

"اوکے ایمبولینس کو کال کرو۔۔اور تھانے کال کر کے موبائل منگواؤ۔"

اس نے حکم دیتے ہوئے کہا۔۔وہ بیک وقت غم وغصے کی کیفیت کا شکار تھا۔۔طیش میں آتے اس نے اذلان کو ایک ٹھوکر رسید کی۔۔

وہ جو خود ابھی تک شاک میں تھا سمیر کی ٹھوکر پر ہوش میں آیا۔اب اسے معاملہ سمجھ آرہا تھا۔سمیر اسے قتل کا زمہ دار سمجھ رہا تھا۔سمیر کی غلط فہمی دور کرنے کے لئے وہ اٹھا۔وہ اسے بتانا چاہتا تھا کہ اس کے آنے سے پہلے ہی اس آدمی کا قتل ہو چکا تھا۔مگر سمیر نے اسے ایک تھپڑ مار کر دوبارہ نیچے بٹھا دیا اور پستول سے اس کے کندھے پر دباؤ ڈالا۔۔سمیر کے بھاری ہاتھ کے تھپڑ سے اذلان کا دماغ جھنجھلا اٹھا۔۔اس کی آنکھوں کے سامنے چند ثانیے کے لیے اندھیرا چھا گیا تھا۔۔سمیر اسے نواز کے سپرد کر کے خود کمرے میں گیا تھا۔واچ مین اور باقی ملازمین ایک طرف سر جھکائے گھبرائے ہوئے سے کھڑے تھے۔سمیر کے جاتے ہی اذلان نے فون نکالا اور بغیر نواز کی نظروں میں آئے وہ ازھاد کو کال ملا چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

"بھائی پلیز کال اٹھائیں۔۔پلیز پلیز۔۔"

وہ بے چینی سے خود کلامی کرتا اب تیسری دفعہ کال ملا رہا تھا۔

"ہیلو۔۔اذلان ک۔۔"

ابھی اس کی بات بھی پوری نہیں ہوئی تھی جب اسے اذلان کی گھبرائی سی آواز سنائی دی۔

"بھائی پلیز ہیلپ می۔۔۔ پلیز سیو می۔۔ میں نے کسی کو نہیں مارا۔۔ وہ سمجھ رہا ہے کہ میں نے اس آدمی کو مارا ہے۔۔ مجھے بچا لیں پلیز۔۔"

"کیا مطلب۔۔ کیسا مزاق ہے یہ؟؟ کہاں ہو تم اس وقت؟؟؟"

ازھاد نے کندھوں پر بوجھ ڈالتے سامنے دیوار کی زینت بنی گھڑی پر ٹائم دیکھا۔۔ صبح کے چھ بج رہے تھے۔۔ وہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی جاوید شاہ کو دوائی دیکر سلا کر آیا تھا۔تب ہی اسے فون کے سپیکر سے کسی کے چیخنے اور تھپڑ کی آواز آئی وہ جو کوئی بھی تھا اذلان پر چیخ رہا تھا۔۔اسے ایک دم حالات کی سنگینی کا اندازہ ہوا۔اس نے جھٹ سے کمبل اتارا اور پیروں میں جوتے اڑستے، بغیر جیکٹ کے گاڑی کی چابی لیکر وہ باہر بھاگا تھا۔

"نواز پکڑ واسے اور باندھو اندر لیجا کر۔۔اور تلاشی لو گھر کی۔۔"

سمیر نے اذلان کے منہ پر ایک اور تھپڑ مار کر اس سے جھپٹ کر فون کھینچا۔ سمیر کے بھاری ہاتھ کے دو تھپڑ اذلان کا دماغ سُن کرنے کو کافی تھے۔نواز نے اسے اندر کرسی پر باندھ دیا تھا اور فرحان اور سمیع کو بھی دو تھپڑ مار کر ہوش دلائی تھی۔وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے

سامنے کا نظارہ دیکھ رہے تھے۔کچھ ہی دیر میں پولیس موبائل اور ایمبولینس دونوں آ چکے تھے۔سمیر ابھی فورینسک ٹیم سے کچھ ڈسکس کر رہا تھا جب اسے ہجوم چیر کر کوئی اندر آتا دکھائی دیا۔اور یہ وہ چہرہ تھا جسے وہ فلحال اس جگہ پر نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔

سر سے اترا ہوا دوپٹہ، مٹی سے اٹے ہوئے جوتے کے بغیر پاؤں، بکھرے بال، ویران آنکھیں اور ساکت وجود لئے وہ سامنے دیکھ رہی تھی۔پلک جھپکے بغیر۔۔یہ خواب نہیں تھا، اگر خواب تھا تو بہت بھیانک اور اگر حقیقت تھی۔۔تو سانسیں چھین لینے والی حقیقت تھی۔اس کے ارد گرد لوگوں کو جمِ غفیر تھا۔ادھر ادھر بھاگتے لوگوں میں وہ ساکت وجود لئے سامنے دیکھ رہی تھی۔پولیس کی حد بندی کے اس پار اس کی زندگی خون میں لت پت بے جان پڑی تھی۔سینے اور پیٹ پر پڑے شگاف جن سے خون رس کر جم چکا تھا۔سفید رنگ کا سوٹ اب سرخ ہو چکا تھا۔ارد گرد خون کا ڈھیر اور اس کے بیچ و بیچ خون میں لتھڑی اس کی متاعِ حیات۔۔

www.novelsclubb.com

اسی وقت ازھاد بھی اندر آیا تھا اور پولیس وین اور پولیس آفیسرز کو دیکھ کر وہ حیران پریشان ساازلان کی تلاش میں آگے بڑھا تھا، جب وہ اسے ہتھکڑی پہنے ایک طرف کھڑا نظر آیا تھا۔وہ دیوانہ وار اس کی طرف بھاگا تھا۔

"اذلان کیا ہے یہ سب؟؟اور تم نے ہتھکڑی کیوں پہنی ہے؟؟"

اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتا وہ اسے اپنی طرف موڑتا بولا تھا۔اذلان بھائی کو دیکھ کر بے تاب ہوا تھا۔اس سے پہلے وہ اس کی طرف بڑھتا، پاس کھڑے پولیس آفیسر نے اسے کھینچ کر الگ کر دیا تھا۔

"بھائی مجھے بچا لیں پلیز۔۔میں نے کسی کو نہیں مارا۔۔بھائی ٹرسٹ می۔۔"

وہ تقریباً روتے ہوئے بولا تھا۔

"ڈونٹ وری۔۔آئی ول سیو یو اذلان۔۔ڈونٹ وری۔۔میں ابھی بات کر کے آتا ہوں۔۔تم پریشان مت ہو۔۔"

اس کو تسلی دیتا وہ پولیس آفیسر کی طرف مڑا تھا۔۔

"سر کہاں ہیں تمہارے اور مجھے ڈیٹیلز دو۔۔"

"ایس پی صاحب وہاں کھڑے ہیں۔۔جو بھی پوچھنا ہے ان سے پوچھو۔۔"

اس آفیسر نے ایک طرف اشارہ کرتے کہا تو وہ اس طرف چل دیا۔۔تبھی اسے کسی کے رونے کی آواز آئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"بابا۔۔۔ چھوڑو مجھے۔۔۔ مجھے میرے بابا کے پاس جانے دو۔۔۔ خدا کے لیے مجھے چھوڑو۔۔ بابا۔۔۔"

وہ چیخ چیخ کر سفید چادر سے ڈھکے اس وجود کی طرف جا رہی تھی جب لیڈی کانسٹیبل نے اسے پکڑا۔۔اس کی آہیں سمیر کا دل چیر رہی تھیں۔ تبھی اس کی نظر ازھاد پر پڑی۔۔

"تم۔۔ تم نے مار دیا میرے باپ کو۔۔ مل گیا تمہیں سکون۔۔ مل گیا تمہیں تمہارا پیسہ۔۔ مجھے یتیم کر دیا تم نے۔۔ میں لاوارث ہو گئی بابا۔۔ آپ کی مشعل لاوارث ہو گئی۔۔"

ازھاد کا گریبان پکڑ کر چیختی وہ اپنے حواسوں میں نہیں تھی۔ رونے کی شدت سے چہرہ اور آنکھیں سرخ ہو چکے تھے۔ سمیر نے آگے بڑھ کر اسے اپنے حصار میں لیا۔ ازھاد ابھی تک حیران کھڑا معاملہ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ مشعل یہاں کیوں ہے؟؟ وہ کیوں رو رہی ہے؟؟ اس کے باپ کو کیا ہوا؟؟ اور وہ اسے قاتل کیوں سمجھ رہی ہے؟؟ لاتعداد سوال اس کے ذہن میں امڈ رہے تھے۔

"آپ کون ہیں۔۔؟"

www.novelsclubb.com

سمیر نے ازھاد سو سوال کیا تو وہ ہوش میں آیا

"میں اذلان کا بھائی ہوں اور۔۔"

اس سے پہلے وہ بات مکمل کرتا مشعل پھر چیخ اٹھی تھی۔

تمہارے بھائی نے مارا ہے میرے باپ کو۔۔ تم دونوں نے میرے باپ کو مار دیا۔۔ سر۔۔ سر اس نے اپنے پیسے کے بدلے میرے باپ کی جان لے لی اور اس کے بھائی نے اپنی بے عزتی کی وجہ سے مجھ سے بدلہ لے لیا۔۔ انہوں نے مجھے برباد کر دیا۔۔"

وہ روتی چیختی سمیر کو ساری داستان سنا رہی تھی اور وہ حیران کھڑا اسے سن رہا تھا۔ وہ ہی نہیں ازھاد اور اذلان بھی حیران تھے۔ یہ کیسا اتفاق تھا؟؟ اتفاق تھا یا سوچی سمجھی سازش۔۔؟

---

www.novelsclubb.com

"مشعل ریلیکس۔۔ پلیز کالم ڈاؤن۔۔"

روتی چیختی مشعل کو اس نے پھر بازو کے حلقے میں لیکر چپ کروایا۔ وہ اس کا کندھا جکڑتی شدت سے رونے لگی تھی۔

"نواز تم ان دونوں کو پولیس اسٹیشن پہنچاؤ۔اور باڈی کو ہاسپٹل۔۔میں کچھ دیر میں آتا ہوں۔"

اس نے ازھاد اور اذلان کی طرف اشارہ کر کے نواز کو حکم دیا تو اس نے سر خم کر کے ان دونوں کو چلنے کا کہا۔ ہتھکڑی پہنے پولیس اہلکاروں کی معیت میں پولیس موبائل میں بیٹھا اذلان اپنے مستقبل سے انجان تھا۔وہ نہیں جانتا تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے، کیا ہو چکا ہے اور کیا ہونے والا ہے۔۔وہ بے قصور تھا۔کیا وہ کبھی یہ ثابت کر پائے گا۔وہ جانتا تھا اس خبر کے بعد ان کی ساکھ بہت بری طرح خراب ہو گی۔سوسائٹی، خاندان نیز ہر جگہ لوگ انہیں بدنام کریں گے۔کیا وہ کبھی سر اٹھا کر جی سکے گے۔اس نے موبائل کے پیچھے آتی ازھاد کی گاڑی پر ڈالی۔وہ متفکر سا گاڑی لیکر اس کے پیچھے پیچھے ہی آ رہا تھا۔اس نے سر دونوں ہاتھوں میں گرا دیا۔

www.novelsclubb.com

"ہاں! بھائی مجھے بچا لیں گے۔۔ہی ول سیو می۔۔ہی ول شیور لی سیو می۔۔"

اس نے خود کو تسلی دی۔

"چلو مشعل میں تمہیں گھر ڈراپ کر دوں۔۔"

پولیس اہلکاروں کو وہاں کی سکیورٹی کے بارے میں آگاہ کرتے وہ واپس اس کے پاس آیا تھا جو ساکت بیٹھی ویران آنکھوں سے زمین پر پڑے خون کو دیکھ رہی تھی۔ سمیر کی بات پر اس نے آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"کون سا گھر؟؟ میں تو آج بے گھر ہو گئی ہوں۔۔لاوارث ہو گئی ہوں۔۔ کوئی گھر نہیں ہے میرا۔۔نہ ماں، نہ باپ، نہ کوئی رشتہ دار۔۔"

اس کی سسکیاں ایک دفعہ پھر فضا میں موجود ہر چیز کو سوگوار کر رہی تھیں۔

"مشعل میری بات سنو۔۔ضدمت کرو۔ تمہارا یہاں رہنا ٹھیک نہیں ہے۔۔ میں تمہیں اپنے گھر لیکر جا رہا ہوں۔۔علیزے کے پاس۔۔اٹھو شاباش۔۔"

اس کے پاس پنجوں کے بل بیٹھتا وہ اس کے ہاتھ تھام کر بولا۔ خلافِ توقع وہ مان گئی۔ اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی وہ کھڑکی کے پاس خالی الذہنی سے بھاگتے دوڑتے مناظر دیکھ رہی تھی۔

"آؤ"

گاڑی پورچ میں روکتا وہ اس کی طرف کا دروازہ کھول کر اسے باہر آنے کو کہہ رہا تھا۔ مشعل اس کی آواز پر ہوش میں آئی۔ گاڑی سے اتر کر وہ سر جھکائے اس کے ساتھ چل رہی تھی۔

"السلام علیکم!"

لاؤنج میں پہنچ کر اس نے بلند آواز میں سلام کیا تو سب اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ سمیر آنے سے پہلے سب کو مطلع کر چکا تھا۔

"وعلیکم السلام بیٹا! آؤ۔۔ علیزے مشعل کو اپنے کمرے میں لے جاؤ بیٹا۔"

سمینہ بیگم نے نڈھال سی مشعل کو علیزے کے حوالے کیا۔ سمیر نے کمرے تک اپنی بے چین نظروں سے اس کی پشت تکتا رہا۔

"امی آپ اس کا خیال رکھیں پلیز مجھے ابھی واپس جانا ہے۔ آپ اسے کہیں جانے مت دیجئے گا۔ اس کا بیان ابھی لینا ہے میں نے مگر وہ ابھی سٹیبل نہیں ہے۔"

اس نے تھکے سے انداز میں کہا۔سمینہ بیگم نے بغور اسے دیکھا۔سیاہ ٹی شرٹ اور ٹراؤزر میں بغیر کسی گرم کپڑے کے وہ تھکا تھکا سا لگ رہا تھا۔ناک سردی کے باعث سرخ سی ہو رہی تھی۔

"اچھا ٹھیک ہے تم بیٹھو میں ناشتہ لاتی ہوں۔"

وہ جلدی سے اٹھ کر کچن کی طرف گئیں۔

"نہیں امی ٹائم نہیں ہے۔۔میں چینج کر کے پولیس اسٹیشن جانے والا ہوں۔"

وہ جلدی سے کہتا سیڑھیاں پھلانگتا اپنے کمرے میں گم ہو گیا۔کچھ دیر بعد وہ یونیفارم پہنے بغیر کسی اور تیاری کے عجلت میں نیچے اترا اور خدا حافظ کہتا گاڑی لیکر نکل گیا۔

"بیگم آپ پریشان مت ہوں۔بچی کو ناشتہ کروائیں۔"

اظہر صاحب نے سمینہ بیگم کو تسلی دی تو وہ مشعل کو دیکھنے علیزے کے کمرے کی طرف بڑھیں۔

"آپ نے میرے بھائی کو اریسٹ کیوں کیا ہے؟؟ وہ ڈیڈ باڈی ہمارے فارم ہاؤس سے ملی ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ قتل اذلان نے کیا ہے۔"

سمیر کے پولیس اسٹیشن داخل ہوتے ہی وہ اس کے آفس میں آن دھمکا تھا۔ سمیر نے ناگواری سے اس کی طرف دیکھا۔

"ہولڈ آن۔۔اس قتل کا چشم دید گواہ میں خود ہوں۔۔یہ پسٹل آپ کے بھائی کے ہاتھ میں، میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے۔"

اس نے ٹرانسپیرنٹ شاپر میں لپٹی پستول اس کے آگے پھینکی۔ازھاد نے حیران نظروں سے میز پر دھری پستول کو دیکھا۔وہ پستول اس کی تھی۔

"آپ کا بھائی اور اس کے دوست فارم ہاؤس پر نشے کی حالت میں پائے گئے ہیں اور۔۔۔۔"

www.novelsclubb.com

اس سے پہلے وہ بات پوری کرتا ازھاد بول اٹھا تھا۔

"کیا آپ نے میرے بھائی کو پستول چلاتے دیکھا؟؟ یہ پستول میرا ہے۔"

ازھاد کے دوٹوک انداز پر سمیر ٹھٹکا۔ہاں اس نے اذلان کو گولی چلاتے نہیں دیکھا تھا۔

"ویل۔۔ مشعل نے آپ دونوں بھائیوں کے خلاف ایف آئی آر درج کروائی ہے۔اور ہم مکمل تفتیش کریں گے۔آپ بھی کوشش کریئے گا کہ شہر سے باہر مت جائیں۔ہمارے شک کے دائرے میں آپ بھی ہیں۔

اب آپ جاسکتے ہیں۔"

اس نے بیل بجاتے باہر کھڑے ملازم کو آواز دی۔ازھاد چندپل اس کا چہرہ دیکھتا رہا پھر اٹھ کر باہر چلا گیا۔سمیر نے شعلہ بار نگاہوں سے اس کی پشت دیکھی۔اسے جلد سے جلد مشعل کا بیان لینا تھا۔ایف آئی آر کی بات تو اس نے خود سے کی تھی۔

السلام علیکم سر!"

پولیس اہلکار نے چست انداز میں ہاتھ ماتھے پر لیجا کر سلام کیا۔

"وعلیکم السلام! جن تین لڑکوں کو ہم گرفتار کر کے لائے ہیں ان کا میڈیکل کرواؤ۔فارینسک ٹیم کو یہیں بلوالو۔وہ یہیں سے ہی ان کے سیمپل لے لیں۔"

اس نے حکم صادر کیا تو اہلکار نے "یس سر" کہا اور سمیر کے کہنے پر وہ باہر چلا گیا۔سمیر کا فلحال ارادہ ہاسپٹل جانے کا تھا۔اکبر حمدانی کی ڈیڈ باڈی نواز فورینسک کے لئے لیجا چکا

تھا۔اکبر حمدانی کا فون انہیں کہیں سے بھی نہیں ملا تھا۔اس کا صاف مطلب تھا کہ قاتل فون کہیں پھینک چکا تھا۔مگر شاید وہ ابھی یہ نہیں جانتا تھا کہ فون کسی خاص مقصد کے تحت پھینکا گیا تھا۔

"ازھاد اتنا سب کچھ ہو گیا اور تم نے مجھے بتایا بھی نہیں۔۔"

ازھاد ابھی بھی پولیس اسٹیشن میں ہی تھا۔وہ دوبارہ اذلان سے ملنا چاہتا تھا اس سے پوچھ گچھ کرنا چاہتا تھا مگر اسے اندر جانے کی اجازت نہیں تھی تبھی وہاں جاوید شاہ آئے۔وہ پولیس اسٹیشن آتے ہی وہاں پریشان حال کھڑے ازھاد کی طرف آئے تھے۔

"چاچو آپ یہاں۔۔آپ کو کیسے پتہ چلا۔۔"

وہ انہیں دیکھ کر چونک گیا۔اس نے انہیں نہیں بتایا تھا۔

"تم یہ چھوڑو اور مجھے اذلان کا بتاؤ۔۔کیا ہوا ہے اسے۔۔کیا کیا ہے اس نے۔۔؟"

وہ مضطرب سے اذلان کا حال پوچھ رہے تھے۔ازھاد جتنا معاملہ اب تک سمجھا تھا ان کے گوش گزار چکا تھا۔وہ حیران سے کھڑے اسے سن رہے تھے۔

"اب کیا ہوگا ازھاد؟؟اذلان نے کیا کردیا یہ۔۔"

وہ تاسف سے سر نفی میں ہلا کر بڑبڑا رہے تھے۔

"چاچو اذلان نے کچھ بھی نہیں کیا۔۔مجھے اس پر ٹرسٹ ہے۔۔وہ لڑکی اس پر الزام لگا رہی ہے جس بنا پر ایس پی نے ایف آئی آر درج کی ہے۔"

ازھاد نے پر یقین لہجے میں کہا

"تمہیں اس پر ٹرسٹ ہے تو یہ بتاؤ کہ کیا تم جانتے تھے کہ وہ ڈرنک بھی کرتا ہے؟؟"

وہ کرخت لہجے میں اس سے پوچھ رہے تھے۔ازھاد نظریں چرانے لگا۔ہاں یہاں اذلان نے اس کا یقین توڑا تھا۔اسے امید نہیں تھی کہ اذلان ایسی حرکت کرسکتا ہے۔اس نے خود کبھی سگریٹ کو بھی ہاتھ نہیں لگایا تھا اس حرام چیز کو تو دور کی بات۔۔اذلان کو بھی وہ سگریٹ اور شیشے جیسی لت سے دور ہی رکھتا تھا مگر نجانے کب وہ اس حرام مشروب کو منہ لگا بیٹھا۔

www.novelsclubb.com

وہ ہاسپٹل سے سیدھا گھر آیا تھا۔فورینسک ڈاکٹر کے مطابق جسم پر صرف گولی لگنے کا ہی زخم تھا اور موت کی وجہ بھی شاید خون کا زیادہ بہہ جانا ہی تھا۔چونکہ پوسٹمارٹم ابھی نہیں کیا گیا تھا اس لئے مزید ڈاکٹر کچھ بھی بتانے سے قاصر تھا۔ابھی اسے مشعل کا بیان لینا تھا اور پھر مزید کارروائی کرنی تھی

"امی کیسی ہے وہ۔۔آئی مین مجھے اس سے بیان لینا ہے اور وہ ضروری بھی ہے۔۔"

اس نے علیزے کے کمرے سے باہر آتی سمینہ بیگم سے پوچھا

"بیٹا اس کا زخم تازہ ہے ابھی،کچھ وقت لگے گا بھرنے میں۔۔ماں باپ کی جدائی تو ویسے بھی برداشت نہیں ہوتی اور یہاں تو معاملہ بھی گھمبیر ہے۔۔وہ صبح سے مسلسل رو رہی ہے۔میرا تو دل کٹ رہا ہے اس بچی کو اس حال میں دیکھ کر۔"

سمینہ بیگم غمگیں لہجے میں بولیں

"چلیں میں بات کر لیتا ہوں اس سے۔۔اس کا بیان بہت ضروری ہے۔۔"

سمیر ایک ٹھنڈی سانس فضا کے سپرد کرتا اٹھ کھڑا ہوا۔دروازہ نوک کرنے کے بعد وہ اندر داخل ہوا تو وہ حسبِ توقع علیزے کے گلے لگی تو رہی تھی۔علیزے کی خود کی آنکھیں بھی نم تھیں۔سمیر کو دیکھ کر اس نے اپنی آنکھیں ہتھیلی سے صاف کیں اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آئیں بھائی بیٹھیں۔۔"

اس نے بیڈ کے پاس رکھی کرسی سیدھی کرتے ہوئے کہا

"کیسی ہو مشعل؟"

وہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے اس سے پوچھنے لگا۔ارادہ بات شروع کرنے کا تھا ورنہ اس کی حالت تو سرخ آنکھیں اور سرخ عارض بیان کر رہے تھے۔

"ٹھیک ہوں۔۔"

www.novelsclubb.com

وہ بولی تو آواز بھاری تھی۔

"دیکھو مشعل جو بھی ہوا شاید ایسے ہی ہونا لکھا تھا۔میں تمہارا دکھ سمجھ سکتا ہوں یہ کہنا بہت آسان ہوتا ہے۔۔ہمارا دکھ ہمارا ہوتا ہے، کوئی بھی اسے اس کی شدت محسوس نہیں کر سکتا۔تمہارا نقصان ناقابلِ تلافی ہے۔ہم سب تمہارے ساتھ ہیں۔۔میں جانتا ہوں

کوئی بھی تمہارے بابا کی کمی نہیں پوری کر سکتا مگر ہم تمہارے دکھ میں تمہارے ساتھ ہیں۔۔"

وہ حسبِ عادت نرم لہجے میں بول رہا تھا۔ مشعل کی آنکھیں پھر برسنے لگیں۔۔

"فلحال تمہیں ہوش و حواس سے کام لینا ہو گا اور میرا ساتھ دینا ہو گا۔۔ تمہارے تعاون کے بغیر میں قاتل تک نہیں پہنچ سکتا۔۔"

اس نے ایک نظر پاس کھڑی علیزے کو دیکھا اور ٹھہرے لہجے میں اپنا مدعا بیان کرنے لگا۔ وہ ہنوز رو رہی تھی۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔ آپ پوچھیں جو پوچھنا چاہتے ہیں۔۔"

اس نے ہتھیلی سے آنکھیں صاف کیں اور زکام زدہ آواز میں بولی

www.novelsclubb.com

"تم اذلان اور ازھاد کو کیسے جانتی ہو؟؟"

اس کے پوچھنے پر وہ ساری روداد سنانے لگی۔ یونی کا قصہ، اذلان کا اسے ہراس کرنا، ازھاد کا پیسوں کے لئے ہراس کرنا۔۔

"اچھا۔اور تم اس دن فارم ہاؤس پر کیسے پہنچی؟ مطلب کس نے بتایا تمہیں

یہ وہ سوال تھا جو اسے مسلسل تنگ کر رہا تھا۔

"مجھے ایک انجان نمبر سے فون آیا تھا،اس آدمی نے کہا تھا کہ بابا وہاں ہیں اور وہ مر چکے ہیں۔۔مجھے یقین نہیں آیا لیکن میں پھر بھی وہاں پہنچ گئی تھی۔"

باپ کے ذکر پر آنکھوں کے کونے پھر بھیگنے لگے تھے۔

"اچھا وہ نمبر بتا سکتی ہو تم مجھے۔۔؟"

سمیر کے پوچھنے پر وہ سر ہلا کر اپنا فون دیکھنے لگی اور چند لمحوں بعد اس نے ایک نمبر اس کے سامنے کیا۔ سمیر نے فوراً وہ نمبر نوٹ کیا۔وہ وہی نمبر تھا جس نمبر سے سمیر کو اطلاع دی گئی تھی۔کچھ سوچتے ہوئے اس نے وہ نمبر نواز کو بھیجا اور واپس مشعل کی طرف متوجہ ہوا۔۔

www.novelsclubb.com

"تم پریشان مت ہو۔۔انشاللہ ہم قاتل کو پکڑنے میں ضرور کامیاب ہوں گے۔۔ کھانا کھایا تم نے؟"

اسے تسلی دیکر وہ معمول کے سوال پوچھنے لگا

"جی۔"

اس نے مدھم سی آواز میں کہا تو سمیر نے ایک نظر علیزے کو دیکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اسے اب دوبارہ پھر پولیس اسٹیشن جانا تھا۔

"چاچو میرا یقین کریں میں نے کچھ نہیں کیا؟

جیل کی سلاخوں کو مضبوطی سے تھامے وہ سامنے کھڑے اپنے چچا اور بھائی کو اپنے بے قصور ہونے کا یقین دلا رہا تھا۔

"بکواس بند کرو اذلان،، تم نے اس بچی کو دھمکی دی تھی یا نہیں؟" جاوید شاہ کرخت لہجے میں بولے

"چاچو میں۔۔" ابھی وہ بول ہی رہا تھا کہ جاوید نے درشتگی سے اس کی بات کاٹی

www.novelsclubb.com

"دی تھی کہ نہیں؟"

وہ دوٹوک لہجے میں بولے۔

"دی تھی چاچو۔۔ لیکن میں نے کچھ نہیں کیا"

وہ ٹوٹے ہوئے لہجے میں بولا۔اپنوں کی بے اعتباری مضبوط سے مضبوط انسان کو بھی ریزہ ریزہ کر دیتی ہے۔

"شراب لے کر گئے تھے اس رات فارم ہاؤس پر کہ نہیں؟" جاوید شاہ پھر کرخت لہجے میں بولے

"چاچو شراب سمیع لے کر گیا تھا۔ان دونوں نے پی تھی لیکن میں نے پی نہیں،،نہ ہی میں نے کچھ کیا ہے،،میرا یقین کریں وہ لڑکی جھوٹ بول رہی ہے" وہ بکھرے ہوئے لہجے میں بولا

"اور کچھ رہ گیا ہے جو تم نے مجھے بتانا ہے؟اس بچی کی زندگی دبادکر دی تم نے،شرم نہ آئی تمہیں،مجھے منہ دکھانے کہ قابل نہیں چھوڑا تم نے اذلان" جاوید شاہ روتے ہوئے بولے

انہیں روتا دیکھ کر اذلان بے چین ہوا تھا،جبکہ ازھاد نے انہیں کندھوں سے تھاما تھا۔

"بھائی میرا یقین کریں میں نے کچھ نہیں کیا" وہ اپنے بھائی کیطرف دیکھتا ہوا بے بسی سے بولا

"اس سے کیا کہہ رہے ہو، یہ بھی تمہارے اس جرم میں برابر کا شریک ہے،، تم دونوں فخر تھے میرا،، مگر تم دونوں نے مجھے کہیں کا نہیں چھوڑا"

جاوید شاہ بکھرے لہجے میں کہتے وہاں سے پلٹے گئے۔

پولیس اسٹیشن کی پارکنگ میں کھڑی گاڑی پر اس کی نظر پڑی تو

اسے کل رات والی وہ گاڑی یاد آئی جس سے سمیر کا تصادم ہونے والا تھا۔

"یہ گاڑی کس کی ہے۔۔؟"

اس نے پاس کھڑے حوالدار سے پوچھا

"سر وہ لڑکا ہے ناذلان اس کے بھائی کی ہے۔۔"

www.novelsclubb.com

حوالدار کے بتانے پر وہ پر سوچ سا اندر آیا۔

"سر یہ آدمی کب سے آپ کا انتظار کر رہا ہے۔۔ بھیج دوں اسے۔۔"

حوالدار نے ازھاد کی طرف اشارہ کر کے بتایا تو سمیر نے سر ہلایا اور اپنے کیبن میں گھس گیا۔

"مسٹر سمیر میرا بھائی وہاں صرف آؤٹنگ کے لیے گیا تھا۔ ہم نہیں جانتے وہ آدمی وہاں کیسے آیا، وہ لاش وہاں کیسے آئی، اسے کس نے مارا۔۔ میرا بھائی بے قصور ہے۔۔ آپ اسے بغیر کسی الزام کے گرفتار نہیں کر سکتے۔"

ازھاد کے سخت لہجے پر سمیر نے اپنا غصہ ضبط کیا

"مسٹر شاہ! آپ مجھے قانون مت سکھائیں۔ وہ آدمی جس کا قتل ہوا ہے اس سے آپ دونوں بھائیوں کا تعلق ہے۔ مشعل حمدانی کو آپ کا بھائی دو دفعہ حراس کر چکا ہے۔ اور اسی چیز کا بدلہ لینے کے لیے آپ کے بھائی نے مسٹر حمدانی کا قتل کیا ہے۔"

"اور آپ بھی تو ان کے گھر انہیں حراس کرنے گئے تھے۔ جو الزام آپ نے مسٹر حمدانی پر لگایا تھا اس کا پاداش میں آپ بھی تو اس سب کے زمہ دار ہو سکتے ہیں۔ وہ پستول آپ کی ہے اس پر فنگر پرنٹ آپ کے بھائی کے ہیں۔ آپ کے علاوہ وہ کبھی کسی کے استعمال میں نہیں آئی تو وہ فارم ہاؤس پر پہنچی کیسے۔؟"

سمیر کی بات پر ازھاد کا سانس لینا مشکل ہو گیا۔ وہ دونوں بھائی اس ٹریپ میں بری طرح پھنس چکے تھے۔

"دیکھیں میری بات تحمل سے سنیں۔۔ میرا اور میرے بھائی کا تعلق ہو سکتا ہے مسٹر حمدانی سے مگر آپ ہم پر جھوٹا الزام لگا رہے ہیں۔۔ اور جس پستول کی آپ بات کر رہے ہیں وہ میں نے کل شام اپنی لاکر میں دیکھی ہے۔ وہ روز میرے ساتھ ہوتی ہے، میں اسے آفس جاتے ہوئے یا کہیں بھی باہر جاتے ہوئے ساتھ لیکر جاتا ہوں۔ کل بھی تھی۔ اور میں اذلان کے جانے کے بعد گھر آیا تھا۔ میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ وہ پستول اذلان نہیں لیکر گیا۔ میرے پاس لائسنس بھی ہے اس کا۔"

اس نے کچھ جوش سے کہا۔ کیونکہ یہ سچ تھا۔

"ہاہاہا۔۔ چلیں مان لیتے ہیں آپ کی بات۔۔ مگر ہو سکتا ہے کہ اذلان کے جانے کے بعد وہ پستول آپ نے اسے پہنچائی ہو۔۔"

www.novelsclubb.com

اس کی بات پر سمیر ایسے ہنسا جیسے کسی بچے کی بات پر ہنسا جاتا ہے۔

"میں سمجھا نہیں۔۔"

ازھاد نے ناسمجھی سے کہا

"کل رات آپ کہاں گئے تھے؟؟"

سمیر کو رات کا وہ تصادم یاد آگیا۔

"میں اپنے چاچو کی میڈیسن لینے گیا تھا۔۔"

"میڈیسن لینے یا اذلان کو وہ پستول پارسل کرنے؟؟"رات کا وہ ایکسیڈنٹ تو یاد ہو گا آپ کو۔۔آپ کو شاید پستول پہنچانے کی اتنی جلدی تھی کہ آپ نے پرواہ نہیں کی اور اندھا دھند وہاں پہنچ گئے۔۔خیر میں اب اس معاملے پر آپ سے بحث نہیں کرنا چاہتے۔یو آر لکی کہ میرے پاس آپ کے خلاف ابھی کوئی ثبوت نہیں ہے ورنہ میں تم دونوں بھائیوں کو اچھی طرح سمجھا دیتا کہ ہراس کیسے کیا جاتا ہے۔۔۔"

وہ انگلی اٹھا کر سخت لہجے میں بولا۔ازھاد چند پل اس کا چہرہ دیکھتا رہا پھر اس کے کیبن سے نکل گیا۔

وہ ناکام چہرہ لیا پولیس اسٹیشن سے نکل رہا تھا جب اسے پریشان صورت لئے دراب اپنی سمت آتا دکھائی دیا۔ جاوید شاہ ان دونوں سے ناراض ہو کر جا چکے تھے۔

"سر۔آپ ٹھیک ہیں؟؟"

بھاگنے اور پریشانی سے اس کی سانس پھول رہی تھی۔

"دراب میں ٹھیک ہوں مگر اذلان۔۔"

وہ اپنی بات اُدھوری چھوڑ کر وہاں موجود بینچ پر سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھ گیا۔

"سر آپ پریشان مت ہوں۔۔ ہم لائر سے بات کریں گے۔۔ کچھ نہیں ہو گا اذلان کو۔۔"

اس نے ہمت دینے والے انداز میں کہا

www.novelsclubb.com

"اور چاچو۔۔ وہ ہم دونوں کو قصوروار سمجھ رہے ہیں۔۔"

ازھاد کو اصل دکھ تو یہ تھا۔

"آپ پریشان مت ہوں سر۔۔سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔میں ابھی وکیل سے بات کرتا ہوں۔۔"

وہ جیب سے فون نکال کر نمبر ڈھونڈنے لگا

"وکیل۔۔ہاں وکیل کو کال کرنی چاہیے۔۔"

بے دھیانی میں بولتا وہ اپنے فون میں کسی کا نمبر تلاش کر رہا تھا اور مطلوبہ نمبر ملنے پر اس نے کال ملائی۔دراب نے "عنایہ ملک "کالنگ دیکھ کر ایک نظر ازھاد کی طرف دیکھا۔

"سر اسے کال کرنی ہے۔۔آئی مین ہمارا لاسٹ ایکسپیرئنس اتنا اچھا نہیں تھا اس کے ساتھ۔۔میرے خیال سے ہمیں کسی کا پریٹو اور قابل وکیل سے رابطہ کرنا چاہیے۔"

دراب نے ہچکچاتے ہوئے کہا

"نہیں دراب۔۔اس وقت اگر اذلان کو کوئی وکیل بچا سکتا ہے تو وہ عنایہ ہے۔"

اس نے سر نفی میں ہلا کر کہا اور فون کان سے لگایا۔

"ہیلو السلام علیکم!"

بات کرتے وہ اٹھ کر تھوڑا فاصلے پر جا چکا تھا اور دراب اس کی پشت دیکھ رہا تھا۔

"چلو جلدی ہمیں عنایہ کے آفس جانا ہے۔۔"

کچھ دیر بعد وہ پلٹا اور دراب سے مخاطب ہوا۔ جانے سے پہلے وہ اذلان کو تسلی دینا چاہتا تھا مگر سمیر نے انہیں ملنے کی اجازت نہیں دی۔ اسے من ہی من لعن طعن کرتا وہ گاڑی لیکر عنایہ کے آفس کی طرف روانہ ہوا تھا۔

"سر یہ نمبر ایک فون بوتھ کا ہے جو فارم ہاؤس کے پاس ہی ہے۔ پیدل دس منٹ کے فاصلے پر ہے یہ فون بوتھ۔۔ مگر وہاں کوئی کیمرہ نہیں تھا اس لئے میں جان نہیں پایا کہ وہ کال کس نے کی تھی۔ اور واچ مین کے مطابق رات اس کی آنکھ لگ گئی تھی اس لئے وہ نہیں جانتا کہ گیٹ سے کوئی آیا تھا یا نہیں.."

نواز نے اسے اس نمبر کی ڈیٹیل بتائی تو سمیر نے سر اثبات میں ہلایا۔۔

"اوکے۔۔ اور ان کی رپورٹ آگئی ہے۔۔؟"

"جی سر سیمپل لیجا چکے ہیں۔۔کچھ ہی دیر میں رپورٹ بھی آجائے گی۔۔"

"اوکے ٹھیک ہے تم جا سکتے ہو۔۔"

سمیر کے کہنے پر وہ سیلوٹ مارتا کیبن سے نکل گیا۔سمیر پر سوچ نگاہیں سامنے دیوار پر ٹکائے سوچوں کے سمندر میں غوطہ زن تھا۔ان دونوں بھائیوں کے پاس وجہ تھی اکبر حمدانی کا قتل کرنے کی۔۔سارے ثبوت ان کے خلاف تھے۔اکبر حمدانی کا کوئی اور دشمن بھی نا تھا جس پر شک کیا جاسکتا۔یہ دونوں سمیر کے شک کے دائرے سے نکل کر یقین کے دائرے میں داخل ہو چکے تھے۔

"پلیز ہیو آ سیٹ۔۔"

ازھاد کو اپنے آفس میں دیکھ کر وہ چونکی تھی۔وجہ اس کی موجودگی نہیں اس کا حلیہ تھا۔اتنی سردی میں وہ ہالف سلیوٹی شرٹ میں بغیر کسی جیکٹ کے موجود تھا۔سردی کے باعث اس کی ناک بھی لال ہو رہی تھی۔چہرے پر از حد پریشانی چھائی ہوئی تھی۔

"کیا لیں گے آپ مسٹر شاہ؟"

ان دونوں کو کرسی پر براجمان دیکھ کر وہ پیشہ وارانہ مسکراہٹ سے بولی

"نو تھینک یو! کسی چیز کی ضرورت نہیں۔۔مجھے بس آپ کے تعاون کی ضرورت ہے۔اس وقت صرف آپ ہی ہیں جو مجھے اس مسلئے سے نکال سکتی ہیں۔۔"

اس کے پریشان لہجے پر عنایہ بھنویں سکیڑ کر اسے دیکھنے لگی اور کہنیاں ٹیبل پر جمائے وہ اس کی طرف متوجہ ہوئی

"دیکھیں مسٹر شاہ! پریشانیوں اور مسائل سے نکالنے والی ذات اللہ پاک کی ہے۔۔میں آپ کا ذریعہ ضرور بن سکتی ہوں۔۔آپ مجھے اپنا مسلہ بتائیں۔۔"

ان کے انکار کے باوجود وہ تین کپ کافی کے منگوا چکی تھی۔اس کے کہنے پر ازھادا سے تفصیل بتانے لگا۔

"ویل۔۔مجھے سب سے پہلے آپ کے بھائی سے ملنا ہوگا۔آپ پریشان مت ہوں۔اس سے ملنے کے بعد ہی میں آپ کو اپنا فیصلہ بتاؤں گی۔۔"

عنایہ کا ارادہ ایک دفعہ اذلان سے ملنے کا تھا۔وہ انسانوں کو جانچنے کا ہنر رکھتی تھی۔

"اوکے شکریہ! آپ ابھی چلیں گی یا۔۔؟"

اس نے دانستہ بات اُدھوری چھوڑی۔

"میں ابھی چلتی ہوں آپ کے ساتھ۔۔"

عنایہ نے ایک نظر باہر ڈھلتے اندھیرے پر ڈالی۔ کچھ ہی دیر میں مغرب ہونے والی تھی۔ عنایہ صبیحہ کو لیکر پولیس اسٹیشن کے لیے نکل پڑی تھی۔

"سر وہ اس لڑکے کا بھائی وکیل لایا ہے۔۔"

حوالدار کے بتانے پر سمیر نے ایک نظر اسے دیکھا۔ وہ اس وقت گھر جا رہا تھا۔ فلحال اس کا ارادہ اس وکیل کو ٹرخانے کا تھا مگر سامنے سے آف وائٹ ہائی نیک اور براؤن لانگ کوٹ کے ساتھ جینز میں ملبوس عنایہ کو وہ ٹرخا نہیں سکتا تھا۔ وہ وکیل کی صورت میں کسی کو بھی قبول کر سکتا تھا مگر عنایہ کو نہیں۔ حوالدار کو اشارہ کرکے وہ واپس اپنے کیبن میں جا پہنچا۔ تبھی دستک ہوئی اور اس کی اجازت پر وہ دروازہ دھکیلتی اندر داخل ہوئی۔

"السلام علیکم مسٹر سمیر۔ میں عنایہ ملک مسٹر اذلان کی وکیل۔ مجھے ان سے ملنا ہے"

داخل ہوتے ہی وہ بغیر مہلت دیئے اپنا مدعا بیان کر گئی۔

"شیور مس ملک! بٹ اب ملاقات کا ٹائم نہیں رہا۔ آپ صبح مل سکتی ہیں ان سے"

سمیر نے ایک نظر اس کے پیچھے کھڑے ازھاد کو دیکھ کر کہا

"قانون کب سے وقت کے مطابق چلنے لگا مسٹر خان؟"

وہ ہلکا سا مسکرا کر ناسمجھی سے بولی۔ سمیر اس کا چہرہ دیکھ کر رہ گیا۔

"سگنیچر۔۔۔"

اس نے مسکرا کر آنکھوں سے سامنے کھلی فائل کی طرف اشارہ کیا۔ سمیر نے لب بھینچ کر مطلوبہ جگہ پر دستخط کیئے اور حوالدار کو اشارہ کیا۔ عنایہ اس کا اشارہ ملتے ہی صبیحہ کے ہمراہ سیل کی طرف چل پڑی۔ حوالدار نے مطلوبہ سیل کے پاس پہنچتے ہی ہاتھ میں پکڑی چھڑی زور سے سلاخوں پر مارتے اندر موجود وجود کو متوجہ کرنا چاہا۔ وہ تینوں سر گھٹنوں میں دیئے مایوس بیٹھے تھے۔ سمیع اور فرحان کے والد بھی کچھ دیر پہلے وہاں موجود تھے مگر سمیر نے انہیں ملنے نہیں دیا تھا۔ انہیں وکیل لانے کا کہا گیا تھا۔

ان تینوں نے یکدم سر اٹھا کر دیکھا سمیع اور فرحان کو لگا شاید ان کے والد وکیل کے ہمراہ آئے ہیں مگر سامنے دو لڑکیوں کو دیکھ کر وہ حیرانگی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"تمہاری وکیل ہے یہ کچھ بات چیت کرنی ہے۔۔

جلدی کریئے گا میڈم اتنا وقت نہیں ہے۔۔"

حوالدار نے کرخت لہجے میں دونوں کو مخاطب کیا

"کیوں آپ نے ان دونوں کو اپنے کسی ذاتی کام کے لیے کہیں لیکر جانا ہے؟"

عنایہ نے ناسمجھی اور معصومیت سے پوچھا تو حوالدار گڑبڑا گیا۔ سمیع نے اس کی بات کا مطلب سمجھتے اپنی ہنسی دبائی۔

"ہیلو۔۔ایم عنایہ ملک! یور لائر۔"

عنایہ نے سامنے کھڑے تینوں لڑکوں کو دیکھ کر کہا۔ جبکہ اذلان اور سمیع صبیحہ کو دیکھ کر نظریں چرا رہے تھے جو انہیں سخت چتونوں سے گھور رہی تھی۔۔ کوئی شک باقی نہیں تھا۔ وہ بھی انہیں پہچان گئی تھی۔

"ہائے۔ میں اذلان، یہ فرحان اور یہ سمیع۔۔"

اذلان نے اپنا اور ان دونوں کا بھی تعارف کروایا تو عنایہ نے سر ہلایا۔

"آپ تینوں اس رات وہاں کیا کرنے گئے تھے۔۔؟اور یہ بات کون کون جانتا تھا کہ آپ وہاں جانے والے ہیں۔"

عنایہ نے ان سے سوال پوچھا اور صبیحہ کو ریکارڈ کرنے کو کہا، مگر اس کے تاثرات دیکھ کر وہ لمحہ بھر کو چونکی۔ وہ خونخوار نظروں سے اذلان کو دیکھ رہی تھی۔

"دراصل میرا پلین بنا تھا اچانک وہاں جانے کا، تو میں نے ان دونوں کا بھی کہا۔ ہم پہلے بھی کبھی کبھی چلے جاتے تھے وہاں۔"

سمیع نے گلا کھنکار کر جواب دیا

"اور آپ کا اچانک موڈ کیوں بنا جانے کا؟؟ آئی مین کوئی خاص وجہ؟؟"

عنایہ کہ بات کر وہ تینوں گڑبڑا گئے۔

www.novelsclubb.com

"وہ دراصل۔۔ہم۔۔میرا مطلب میں۔۔۔

سمیع تو بتانا۔۔"

ازلان نے بتانا چاہا مگر اٹکنے کے باوجود بھی بات پوری نہ کر سکا تو سمیع کو آگے کر دیا۔ عنایہ نے آئبرو اچکا کر ان کا یہ لاپرواہ رویہ دیکھا۔ لگ ہی نہیں رہا تھا کہ وہ قتل کے جرم میں اندر ہوئے ہیں اور انہیں اس بات کی کوئی ٹینشن ہے۔

"میں۔۔ میں کیا بتاؤں میم وکیلنی۔۔ آئی میں لائر صاحبہ۔۔ میں آپ کو نہیں بتا سکتا۔"

اس نے ایک دم دوٹوک لہجے میں کہا۔ عنایہ کی پہلے ہی طنزیہ انداز میں اوپر اٹھی آئبرو تیکھے پن سے مزید اوپر اٹھی۔ سمیع نے اس کی اٹھی ہوئی آئبرو کو دیکھ کر تھوک نگلا۔

"وہ دراصل میں جب سے جیل میں آیا ہوں میں تب سے آیت کریمہ کا وظیفہ کر رہا ہوں۔ اور میں نے عہد کیا ہے کہ میں اس کے دوران بولوں گا نہیں۔۔ آپ پلیز ازلان سے پوچھ لیں۔۔"

کہتے ساتھ ہی اس نے جیب سے رومال نکال کر سر پر رکھا اور ہونٹ ہلانے لگا۔ فرحان اور ازلان نے خونخوار نظروں سے اسے دیکھا اور دل میں موٹی گالی سے اسے نوازا۔

"مسٹر ازلان آپ بتائیں گے یا میں حوالدار کو بھیجوں۔۔"

عنایہ نے کوفت سے اسے کہا تو حواس باختگی سے بولا

"نہیں۔۔ نہیں۔۔ میں بتاتا ہوں۔۔ دراصل سمیع کو اس دن کچھ ملا تھا جو اس نے ہمیں دکھانا تھا اسی لئے اس نے ہمیں بلایا تھا وہاں۔"

اذلان نے شراب کا نام دانستہ نہیں لیا۔

"اور کیا آپ بتائیں گے کہ وہ "کچھ" کیا تھا۔"

عنایہ نے کچھ کر زور دیکر کہا

"ارے میڈم وہ کچھ آپ کے جاننے کی چیز نہیں ہے۔۔ آپ بس ہمیں یہاں سے نکالیں ڈیڈ نے آپ کو اسی لئے تو بھیجا ہے۔۔"

فرحان "مردا بولے کفن پھاڑے" کی کہاوت پر پورا اترا تھا۔ اذلان نے اس کی بات پر اسے سخت قسم کی گھوری سے نوازا اور پہلو میں چٹکی بھی کاٹی۔ جبکہ سمیع اس سب سے بے نیاز رومال سر پر باندھے اب ہاتھوں کو دعا کی صورت میں اوپر اٹھائے خشوع و خضوع سے دعا مانگ رہا تھا۔

"وہ میرے جاننے کی چیز نہیں تو بیٹا تم بھی باہر آزاد گھومنے کی چیز نہیں ہو۔۔ تمہارے ڈیڈ نے مجھے کسی کام کے لیے نہیں بھیجا اور اگر بھیجا ہوتا تو میں تمہیں یہاں سے نکالنے کی بجائے پھانسی کے پھندے پر پہنچاتی۔۔ایڈیٹ۔۔"

وہ ایک دم بھڑک کر بولی تو وہ دو قدم پیچھے ہٹا۔

"آخری بار پوچھ رہی ہوں مجھے اس دن کی تمام ایکٹویٹی بتاؤ ورنہ بھول جاؤ کہ تم لوگ یہاں سے نکلو گے۔۔ میں تم تینوں پر مزید دفعات لگوا کر شہر کی فضا کو پر سکون کروں گی۔۔"

اس کی بات پر وہ دونوں گڑبڑا گئے۔۔ جبکہ دعا مانگتے سمیع نے بھی پہلو بدلا۔

اب کی بار اذلان نے شرافت سے سارا معاملہ اس کے گوش گزار کیا۔

"تو تم تینوں وہاں اپنا شوق پورا کرنے گئے تھے۔۔رائٹ۔۔اور یہ مشعل کا اور تمہارا کیا سین ہے۔۔؟"

عنایہ نے براہِ راست اذلان کو مخاطب کیا۔

"کچھ بھی نہیں، وہ بس میری جونئیر ہے اور ایک دفعہ ہمارے پرینک کا حصہ بنا تھی غلط فہمی کی بناپر۔۔"

اذلان نے اس کا قصہ بھی اس کے گوش گزار کیا تو وہ ٹھہر کر اسے دیکھنے لگی۔۔

"ہمم۔آل رائٹ۔۔ارادہ تو میرا تم دونوں کو رہا کروانے کا تھا کیونکہ تم دونوں شک کے دائرے میں نہیں تھے، مگر تم دونوں اس قابل نہیں ہو۔۔اور میرے خیال سے تمہارے دوست کو بھی تم دونوں کی ضرورت ہے سو دوستی نبھائیں یہاں بیٹھ کر۔۔"

عنایہ نے ایک نظر ان دونوں پر ڈالی تو سمیع تقریباً بھاگتا ہوا وہاں آیا۔

"میڈم۔۔میڈم ایسا نہ کریں۔۔میرے چھوٹے چھوٹے ماں باپ ہیں جو میری راہ تک رہے ہیں۔۔اور ویسے بھی یہاں بہت مچھر ہیں۔۔مجھے یہاں نہیں رہنا۔۔مجھے پلیز یہاں سے لے جائیں۔۔"

www.novelsclubb.com

جیل کی سلاخیں تھام کر وہ تقریباً روتے ہوئے بولا تو عنایہ نے کوفت سے اس نوٹنکی کو دیکھا

"رہائی کے ساتھ ساتھ تمہیں دو بوتلیں بھی نا بھجوا دوں میں؟"

وہ طنزیہ لہجے میں بولی تو سمیع گڑبڑا کر پیچھے ہوا۔

کچھ ہی دیر میں فرحان اور سمیع کے والد عنایہ کی موجودگی میں ہی اپنے وکیل کی مدد سے سمیع اور فرحان کو رہا کروا کر لے گئے تھے۔ان دونوں نے ازلان کو ہمت دی، وہ محض مسکرا کر رہ گیا۔

وہ اس وقت جیل کے تاریک کمرے میں بیٹھا امید کے جگنو تلاش کر رہا تھا۔وہ نہیں جانتا تھا کہ اس کا مستقبل کیا ہوگا، کیا وہ کبھی یہاں سے نکل پائے گا یا ساری عمران تاریک دیواروں کے اس پار گزار دے گا۔ سمیع اور فرحان کی رہائی کے بعد وہ ذرا مایوس سا ہو گیا تھا۔دفعتاً حوالدار نے اسے کسی کی آمد کی خبر دی۔وہ حیران ہوا کیونکہ اس کے گھر والے اور وکیل ابھی کچھ دیر پہلے ہی اس سے مل کر گئے تھے تو اب کون۔۔؟

www.novelsclubb.com

معاً ہیل کی ٹک ٹک سے اس نے آنے والے کے بارے میں سوچا مگر اپنی توقع کے برعکس کسی اور کو کھڑا دیکھ کر اسے حیرانگی ہوئی۔

"کیسا لگ رہا ہے یہاں۔۔یقیناً بہت برا کیونکہ تمہیں کہاں عادت ہوگی اس طرح کے ماحول کی۔ چچ۔ چچ۔ چچ۔ مگر کوئی بات نہیں ہو جائے گی عادت آہستہ آہستہ، آفٹر آل اب تمہیں یہیں رہنا ہے ہمیشہ۔"

لہجہ ہمدردی اور طنز سے لبریز تھا۔

"اور تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ میں یہیں رہوں گا،،اور وہ بھی ہمیشہ۔۔؟"

اس نے بھی طنز کا جواب طنز میں ہی دیا۔

کیوں تمہیں لگتا ہے کہ جو سب تم نے کیا ہے،اس کے بعد بھی تم یہاں سے نکل پاؤ گے ؟یا تمہیں اپنے کرتوتوں پہ اتنا یقین ہے ؟"

وہ دانت پیس کر بولی۔اس کا بس چلتا تو خود اس کو تختہ دار پر لٹکا دیتی۔

www.novelsclubb.com

"کرتوتوں پہ تو نہیں لیکن تمہاری میڈم پہ پورا یقین ہے مجھے،وہ مجھے یہاں سے ضرور نکال لے گی"

وہ طنزیہ مسکراہٹ سے بولا۔اس کی مسکراہٹ مقابل کو آگ ہی تو لگا گئی تھی۔

"اور تمہیں لگتا ہے کہ میں ایسا ہونے دوں گی۔۔؟

تمہارا اصل روپ میں نے دیکھا ہے،اور بہت جلد میں وہ دنیا کے سامنے لاؤں گی، میم کی غلط فہمی بھی دور ہو جائے گی۔اور تم۔۔۔ تمہیں تمہارے کیفرِ کردار تک میں پہنچاؤں گی۔۔"

شعلہ باز نگاہوں سے اسے دیکھتی وہ انگلی اس کے چہرے کی طرف کرتی بولی۔اذلان نے جیل کی سلاخوں کے اس پار نظر آتی اس کی مخروتی انگلی کو دیکھا اور ہاتھ بڑھا کر پکڑ لیا۔وہ جھٹکا کھا کر اس کے قریب ہوئی۔اذلان اسے زچ کرنے کے لئے لبوں پر مسکراہٹ لئے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ صبیحہ نے شاکی نظروں سے اس کی حرکت ملاحظہ کی اور ارد گرد دیکھا۔کاریڈور میں فلحال کوئی بھی حوالدار نہیں تھا۔اس نے انگلی مروڑ کر اس کی گرفت سے نکالنا چاہی مگر مقابل کی گرفت میں اب انگلی کی بجائے ہاتھ تھا۔اس نے اپنے ناخن سے اس کے ہاتھ پہ زخم دیا مگر وہ ڈھیٹ بنا اس کو الجھتے ہوئے ہی دیکھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"آئندہ میری طرف انگلی کرنے سے پہلے سوچ لینا۔۔"

اسے ایک جھٹکے سے چھوڑتے اس نے صبیحہ کے لال ہوئے ہاتھ کی طرف اشارہ کیا۔اسے سخت سست سنائے بغیر وہ پاؤں پٹختی وہاں سے چلی گئی۔

"میم آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے کہ اذلان نے یہ قتل نہیں کیا۔۔"

آج وہ دونوں جائے وقوعہ پر موجود تھیں۔ موسم انتہائی سرد ہو رہا تھا اور فارم ہاؤس والے علاقے کی طرف شہر کی نسبت زیادہ دھند تھی۔ وہ بہت احتیاط سے ڈرائیونگ کرتے ہوئے پہنچی تھی کیونکہ حدِ نگاہ بہت کم تھی۔ پولیس اہلکار کی موجودگی میں وہ دونوں جائے وقوعہ کا جائزہ لے رہی تھیں جب صبیحہ نے کل سے دماغ میں مچلتا ہوا سوال پوچھا۔

"کیونکہ اس لڑکے کی آنکھیں بتا رہی ہیں کہ یہ قتل اس نے نہیں کیا۔ یونو ہر انسان کے اندر ایک فرشتہ ہوتا ہے، اور ہر انسان معصوم ہوتا ہے مگر اس کی معصومیت تب ختم ہوتی ہے جب اس کے اندر کا فرشتہ شیطان بن جاتا ہے۔ اور ایسا گناہ کبیرہ کرنے سے ہوتا ہے۔ جن میں قتل اور زنا سرفہرست ہیں۔ تم نے اکثر لوگوں کو کہتے سنا ہو گا کہ فلاں انسان کے چہرے سے وحشت ہو رہی تھی، یا اس کے چہرے پر حیوانگی کے اثرات تھے۔۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟؟ کیوں کہ ان کے اندر کا فرشتہ مر چکا ہوتا ہے۔ انسان کی آنکھیں اس کے باطن کی زبان ہوتی ہیں اور اس لڑکے کی آنکھیں بتا رہی ہیں کہ یہ قتل اس نے نہیں کیا۔"

وہ دوزانوں ہو کر بیٹھی اس دائرے کا جائزہ لے رہی تھی جہاں اکبر حمدانی کہ لاش موجود تھی۔

"مگر میم ہو سکتا ہے اس دفعہ آپ غلط ہوں۔لوگ تو پرت در پرت چھپے ہوتے ہیں، آپ کیسے انہیں پہچان جاتی ہیں؟"

صبیحہ کا لہجہ ناچاہتے ہوئے بھی تلخ ہو گیا

"اور تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ یہ قتل اذلان نے ہی کیا ہے؟"

عنایہ نے اس کے لہجے کو اگنور کیا اور ہاتھ جھاڑتی اٹھ کھڑی ہوئی

"کیونکہ یہ وہی لڑکا ہے جس نے اس دن روڈ پر سیفی کو زخمی کیا تھا اور مجھ پر پستول تانی تھی۔جو لڑکا خود کی غلطی ہونے پر بھی اتنا شدید رد عمل دیتا ہے وہ اس لڑکی کے تھپڑ کو کیسے بول جاتا۔۔"

www.novelsclubb.com

صبیحہ تلخ لہجے میں بولی

"ہمم۔۔میں مان لیتی ہوں کہ اس دن اذلان نے غلط کیا۔ لیکن یہ قتل اذلان نے نہیں کیا ہے یہ میں یقین سے کہہ سکتی ہوں۔ تمہارے مطابق وہ بہت شدید ردعمل دینے والا لڑکا ہے۔ کتنی دفعہ ملی ہو تم اس سے ؟؟"

عنایہ نے چلتے ہوئے گردن موڑ کر اس سے سوال کیا

"ایک دفعہ اس دن روڈ پر اور دوسری دفعہ کل جیل میں۔۔"

صبیحہ گڑبڑا کر بولی

"ہمم۔۔تو ایک دن میں ہی تم نے اس کے بارے میں یہ رائے قائم کرلی کہ وہ ایک وحشی انسان ہے۔۔۔

اچھا میں تمہیں ایک مثال دیتی ہوں ایک آفس میں ریسپشن کی کرسی پر ایک انسان موجود ہے اور آفس میں آنے والا ہر انسان اس سے پوچھتا ہے کہ ریسپشن کہاں ہے، حالانکہ سب جانتے ہیں کہ آفس کی اینٹرنیس پر جو ڈیسک ہوتا ہے وہ عموماً ریسپشن کا ہی ہوتا ہے، اور اس ڈیسک پر صاف الفاظ میں لکھا بھی ہوا ہے۔ اب وہ انسان پہلے دس لوگوں کو بہت پیار سے جواب دے گا، اگلے دس لوگوں کو تھوڑے کم پیار سے جواب دے گا اور

اس سے اگلے دس لوگوں کو وہ تھوڑی تلخی سے جواب دے گا کہ آپ دیکھ نہیں سکتے یہی ریسپشن ہے۔۔اب پہلے دس لوگوں کی اس کے بارے میں رائے یہ ہے کہ وہ انسان بہت خوش اخلاق ہے، اگلے دس کے مطابق وہ انسان بس ٹھیک ہے اور آخری دس کے مطابق وہ انسان حد سے زیادہ بد تمیز اور روڈ ہے، حالانکہ وہ ایسا نہیں ہے۔ کبھی بھی کسی کے ظاہر کو دیکھ کر اس کے باطن کا اندازہ نہیں لگاتے۔انسان کا رویہ وقت اور حالات کے مطابق ہوتا ہے۔یہ ساکن شے نہیں ہے۔

آئی ہوپ کہ اب تمہارے خیالات کلئیر ہو چکے ہوں گے اور تم اس کیس میں ایمانداری کے ساتھ میری معاونت کرو گی۔"

وہ نرم مسکراہٹ سے جتاتے ہوئے بولی

"جی میم آپ بے فکر رہیں۔۔"

www.novelsclubb.com

صبیحہ نے نرم مسکراہٹ سے آنکھیں جھکا کر کہا۔آج پہلی دفعہ اس کا دل عنایہ کی باتوں پر ایمان لانے کو نہیں کر رہا تھا۔اس کے دل میں جیسے یہ بات بیٹھ گئی تھی کہ اذلان قاتل ہے۔ مگر اس نے عنایہ سے بحث نہیں کی۔

"اب ہم اصلی قاتل تک کیسے پہنچیں گے؟"

وہ بات بدلنے کو بولی

"حقیقت کبھی بھی اپنی اصل شکل میں ہمارے سامنے نہیں ہوتی۔ یہ فریب کی تہوں میں چھپی ہوتی ہے۔ ہمیں اسے کھوجنا پڑتا ہے۔۔

اس قتل کی حقیقت کو بھی ہم کھوج لیں گے انشاللہ۔۔

میں تمہیں پولیس اسٹیشن ڈراپ کر دیتی ہوں، تم ایسا کرو پولیس اسٹیشن سے پوسٹ مارٹم رپورٹ اور ان تینوں لڑکوں کی میڈیکل رپورٹ کلیکٹ کرواور آفس پہنچو۔۔"

عنایہ نے چشمہ سر سے سرکا کر آنکھوں پہ سجایا اور گاڑی کا گیٹ کھولتی گاڑی میں بیٹھ گئی۔

"اوکے میم۔۔"

www.novelsclubb.com

صبیحہ نے سر ہلا کر کہا اور دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی۔

"علیزے مجھے پلیز گھر جانے دو۔۔ میں کچھ دیر اور یہاں رہی تو پاگل ہو جاؤں گی۔۔"

اکبر حمدانی کو پوسٹمارٹم کے بعد دفنا دیا گیا تھا۔ابھی کچھ دیر پہلے ہی سمیر کے گھر سے ان کا جنازہ اٹھایا گیا تھا۔ مشعل کو اپنا گھر شدت سے یاد آرہا تھا۔اسے تین دن ہو گئے تھے یہاں رہتے ہوئے۔

"مگر مشعل بھائی کو پتہ چلا تو وہ بہت غصہ ہوں گے۔ تم ان کے ساتھ چلی جانا پلیز۔۔"

علیزے اسے کسی صورت اکیلے بھیجنے کی متمنی نہیں تھی۔

"میں کچھ ہی دیر میں آجاؤں گی علیزے۔۔ مگر اس وقت مجھے اپنا گھر بہت یاد آرہا ہے۔۔ تم مجھے نہیں سمجھ سکو گی۔۔ مجھے کچھ دیر کے لئے اس ماحول سے آزادی چاہئے۔ مجھے ہر چیز سے وحشت ہو رہی ہے۔۔ پلیز مجھے جانے دو۔۔"

علیزے کو اس کی حالت پر ترس آنے لگا۔ تبھی اسے جانے دیا۔ سمینہ بیگم اور اظہر صاحب کسی قریبی عزیز کی طرف گئے تھے اور سمیر پولیس اسٹیشن تھا۔اس کے نکلتے ہی علیزے نے سمیر کو مطلع کر دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

گیٹ کھولتے ہی اس کے آنسوں میں روانی آنے لگی تھی۔یہ وہ جگہ تھی جہاں اس نے اپنا بچپن اور جوانی اپنے ماں باپ کے ساتھ گزاری تھی۔آنکھوں کے پردوں پہ ادھر ادھر بھاگتی مشعل اور اس کے پیچھے ہانپتے اکبر حمدانی کا تصور ابھر رہا تھا۔سامنے لاؤنج میں اکبر حمدانی مشعل کی چٹیا بنا رہے تھے۔وہ وقت یاد کرتے مشعل کے لب مسکرائے مگر منظر دھندلانے لگا۔اس نے اپنی آنکھیں صاف کیں اور دوبارہ وہاں دیکھا تو سب غائب تھا۔وہ دھیمی چال چلتی لاؤنج میں آگئی تو گویا یادوں کا ایک ریلہ تھا جو اس کی آنکھوں کے پردوں پر چھا رہا تھا۔اپنا باپ اسے ہر طرف نظر آرہا تھا۔کبھی کچن میں کھانا پکاتا، کبھی لاؤنج میں ٹی وی دیکھتا، کبھی اس کے بال بناتا۔وہ وہیں صوفے پر ڈھیر ہوگئی۔کئی پل وہ وہیں بیٹھی آنسو بہاتی رہی تبھی اسے ایسا محسوس ہوا جیسے باہر کوئی موجود ہے۔اس نے آنکھیں اٹھا کر دیکھا تو خوف کی ایک لہر اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سرائیت کر گئی۔کالے لباس میں ملبوس چہرے کو سیاہ ماسک سے ڈھانپے وہ لمبا چوڑا وجود اندر آرہا تھا، مگر مشعل کو دیکھ کر ٹھٹکا اور لمحہ ضائع کئے بغیر اس تک پہنچا۔اس وجود نے جلدی سے اس کا منہ دبوچا

"لیپ ٹاپ کہاں ہے تیرے باپ کا؟؟بول جلدی۔۔"

www.novelsclubb.com

وہ بھاری سی آواز میں بولا تو مشعل اس کی گرفت میں پھڑ پھڑا کر رہ گئی۔اس سے پہلے وہ اس کی گرفت سے نکل کر چیختی اس نے کلوروفارم میں بھگو یا رومال اس کی ناک پر رکھ دیا۔وہ لمحوں میں ہوش سے بیگانہ ہوتی ایک طرف کو گر گئی۔اس وجود نے ایک نظر اس پر ڈال کر جلدی سے کمرے کا رخ کیا اور مطلوبہ چیز ملتے ہی باہر آکر گاڑی میں بیٹھا۔

"جی مسٹر شاہ! آپ کا کام ہو گیا ہے۔۔"

وہ فون کان سے لگائے شاید کسی کو طلع کر رہا تھا۔

"ارے نہیں نہیں۔۔پہلے کبھی کیا ہے کچا کام۔جو اس دفعہ کروں گا۔۔بے فکر رہیں۔۔"

اس نے قہقہ لگا کر کہا اور گاڑی زن سے بھگا لے گیا۔

---

www.novelsclubb.com

"مشعل آنکھیں کھولو!"

سمیر نے پانی کے چھینٹے اس کے منہ پر مارے اور ساتھ ہی اس کا کندھا جھنجھوڑا۔پانی کی چھینٹوں اور مسلسل کندھا جھنجھوڑنے پر مشعل نے مندھی مندھی سی آنکھیں کھولیں مگر سر بہت بھاری تھا۔دماغ کے پردے پر بہت زور دینے سے بھی کچھ نہ ابھرا تو تھک کر پھر

آنکھیں موندے لیں۔ سمیر نے اس کی حالت دیکھ کر لب بھینچے۔ علیزے کے بتانے پر وہ سب کچھ چھوڑے مشعل کی طرف بھاگا تھا۔اور یہاں اس کی یہ حالت دیکھ کر وہ سہی معنوں میں پریشان ہوا تھا۔

معاً باہر کوئی گاڑی آکر رکی۔اسے یاد آیا کہ وہ دروازہ کھلا چھوڑ آیا تھا تو جلد ہی پستول نکال کر الرٹ ہوا مگر عنایہ کو آتے دیکھ وہ چونکا تھا اس کا اس وقت یہاں کیا کام۔

"آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟"

سمیر نے گن ہولڈر میں گن رکھتے سوال کیا۔

عنایہ جو کھلا دروازہ دیکھ کر محتاط ہوتی اندر آرہی تھی اچانک سمیر کی آواز پر حیرانگی سے اس کی طرف دیکھنے لگی۔

"اور یہی سوال اگر میں آپ سے پوچھوں تو؟" ابرو اچکا کر وہ سمیر کو بوکھلا گئی مگر جیسے ہی اس کی نظریں سامنے صوفے پر بیہوش پڑی مشعل پر گئیں تو وہ بے یقین نظروں سے سمیر کی طرف دیکھنے لگی۔اس کی نظروں میں ایسا کچھ تو تھا کہ سمیر بوکھلا گیا

"کیا کیا ہے تم نے اس کے ساتھ؟" عنایہ نے مشعل کے پاس آکر اس کی نبض ٹٹولی اور سخت لہجے میں سمیر سے استفسار کیا

"لک مس اپنی حد میں رہو۔۔میرے آنے سے پہلے ہی یہ بیہوش پڑی تھی۔"

سمیر نے اسے دوٹوک لہجے میں بتایا۔

"یہ تمہارے گھر میں موجود تھی نا۔۔یہاں کیسے ائی۔۔؟"

عنایہ نے اسے سخت چتونوں سے گھورتے ہوئے کہا۔سمیر کو فلحال وہ تھانیدارنی ہی لگی تھی۔

"پہلے اسے ہوش میں لاؤ وہ خود تمہیں بتادے گی کہ اسے ہوا کیا ہے۔۔"

سمیر نے بے ہوش پڑی مشعل کی طرف اشارہ کیا تو وہ اس کی طرف متوجہ ہوئی۔سمیر نے اس کی پشت پر مٹھی بند کرکے مکا بنایا اور تبھی وہ پلٹی وہ شرمندہ ہو کر ہاتھ منہ پر پھیر گیا۔وہ جو اسے ڈاکٹر کو بلانے کا کہنے لگی تھی اس کی حرکت پر اسے گھورتی پھر مشعل کی طرف متوجہ ہوئی۔مگر وہ ہوش میں نہیں آرہی تھی۔

"اسے ہاسپٹل لیکر جانا ہوگا۔یہ ہوش میں نہیں آرہی۔۔"

اس نے پریشانی سے کہا تو سمیر کا ماتھا ٹھنکا۔اسے لگا تھا کہ شاید اپنے گھر آکر وہ روئی ہو گی اپنے بابا کو یاد کر کے اور سٹریس کی وجہ سے ہی بے ہوش کوئی ہو گی مگر اس کی مسلسل بے ہوشی کسی اور ہی چیز کا عندیہ دے رہی تھی۔اس نے بغیر ایک لمحہ ضائع کئے اسے اٹھایا اور گاڑی میں ڈالا۔عنایہ نے ایک تیز نگاہ اس کی دھول اڑاتی گاڑی پر ڈالی جس نے اسے ایک دفعہ بھی بیٹھنے کا نہیں کہا تھا۔اپنی گاڑی کا دروازہ کھول کر اس نے جلدی سے گاڑی سٹارٹ کی اور کچھ ہی پلوں میں وہ سمیر کے بالکل برابر پہنچ چکی تھی۔ڈاکٹر نے اس کا معائنہ کرنے کے بعد بتایا تھا کہ اسے کلوروفارم کی کافی زیادہ مقدار دی گئی ہے جس کی وجہ سے وہ کچھ گھنٹے بے ہوش ہی رہے گی۔سمیر کے قدموں تلے سے زمین اب سہی معنوں میں نکلی تھی۔قاتل مشعل تک پہنچ چکا تھا۔مگر وہ اسے مارنا نہیں چاہتا تھا اس کا مقصد صرف بے ہوشی تھی۔تو پھر وہ وہاں آیا کس مقصد سے تھا؟؟اس نے فون نکال کر نواز کو کال ملائی اور اسے فوراً اکبر حمدانی کے گھر کی سیکیورٹی کے لئے معمور کیا۔عنایہ بھی سوچ رہی تھی کہ آخر کون ہو سکتا ہے وہ۔ان دونوں کو ہی مشعل کے ہوش میں آنے کا بے صبری سے انتظار تھا۔

www.novelsclubb.com

"مجھے مسٹر اکبر کا لیپ ٹاپ اور فون چاہیے تھا، فون تو چونکہ آپ کو ملا نہیں اس لئے میں لیپ ٹاپ کے لیے ان کے گھر گئی تھی، میں وہاں سے پلٹنے لگی تھی کیونکہ مجھے یاد آگیا تھا مشعل آپ کی طرف ہے تبھی میں نے گھر کا کھلا دروازہ دیکھا اور میں اندر آگئی۔اور پھر یہ سب۔۔۔"

عنایہ نے اپنے آنے کی وضاحت دی تو سمیر نے سر ہلایا۔چند گھنٹے گزرنے کے بعد اسے ہوش آچکا تھا وہ دونوں ایک ساتھ اس کے کمرے میں داخل ہوئے تھے۔

"مشعل تم ٹھیک ہو؟"

سمیر نے بے چینی سے پوچھا تو وہ بھیگی آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھنے لگی۔اس کی آنکھوں میں خوف ہلکورے لے رہا تھا۔

"سر۔و۔۔وہ آدمی۔۔وہ۔۔"

وہ بے ربط جملے بولنے لگی۔

"مجھے بتاؤ وہاں کیا ہوا تھا؟؟"

www.novelsclubb.com

سمیر نے آگے بڑھ کر اسے سہارا دیتے ہوئے کہا۔ عنایہ دور کھڑی ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

"میں لاؤنج میں بیٹھی ہوئی تھی جب وہ وہاں آیا تھا۔ اس کے منہ پر ماسک تھا اور وہ مجھ سے بابا کے لیپ ٹاپ کا پوچھ رہا تھا۔ میں چیخنے لگی مگر اس سے پہلے ہی اس نے میرے منہ پر کوئی کپڑا رکھا اور میں بے ہوش ہو گئی۔"

اس نے روتے ہوئے بتایا تو سمیر اور عنایہ دونوں چونکے ہوئے۔ لیپ ٹاپ۔۔۔ یعنی قاتل جانتا تھا کہ لیپ ٹاپ میں کوئی سراغ ہے۔۔ یہ چیز کیسے مس کر دی سمیر نے اسے سب سے پہلے مسٹر اکبر کی چیزیں تحویل میں لینی چاہیے تھیں۔

"مسٹر سمیر آپ نے ان کے گھر پر کوئی سیکیورٹی نہیں رکھی تھی؟"

عنایہ کے پوچھنے پر وہ گڑبڑا گیا۔ اسے تو یہ کیس سمپل اور سیدھا لگ رہا تھا۔ ازھاد اور اذلان نے اپنا بدلہ لینے کے لیے مسٹر اکبر کا قتل کیا تھا۔ کسی دوسری طرف تو اس کا ذہن گیا ہی نہیں۔

"مجھے نہیں پتہ تھا کہ وہاں کوئی سراغ ہوگا۔ یہ کیس سیدھا اور سمپل ہے۔۔ان دونوں بھائیوں نے۔۔۔"

اس کی بات پوری نہیں ہوئی تھی جب عنایہ بول اٹھی۔

"کیا سیدھا اور سمپل ہے۔۔ آپ نے اذلان کے ہاتھ میں پستول دیکھ لی۔۔ کیا ہوا اگر اسے چلاتے نہیں دیکھا لیکن پستول اس کے ہاتھ میں تھی تو قتل تو اس نے ہی کیا ہے نا۔۔ واؤ۔۔ اگر اس نے قتل کیا ہوتا تو کیا وہ خود مخبری کرتا؟؟ کچھ ہوش کے ناخن لیں مسٹر۔۔ مجھے آپ سے اس بچگانہ سوچ کی امید نہیں تھی۔ اگر آپ نے کچھ عقل کا مظاہرہ کیا ہوتا تو آج وہ لیپ ٹاپ ہمارے پاس ہوتا۔۔"

وہ بولنے پر آئی تو بولتی چلی گئی۔ سمیر نظریں چرانے لگا۔

"مشعل تم جانتی ہو کہ اس لیپ ٹاپ پر کونسا اکاؤنٹ لاگ ان تھا اور اس کا کیا پاسورڈ تھا؟؟"

اس نے سمیر سے نظریں ہٹا کر مشعل کی طرف رخ کیا۔

"نہیں مجھے پاسورڈ نہیں پتہ اور ای میل بھی نہیں۔"

مشعل نے شرمندہ سی آواز میں سر جھکا کر کہا تو عنایہ نے آنکھیں میچ کو خود کو پر سکون کیا۔

"اوکے اپنا خیال رکھنا پھر ملیں گے۔۔"

ایک زبردستی مسکراہٹ چہرے پر سجا کر وہاں سے رخصت ہو گئی۔ سمیر نے آنکھیں اٹھا کر اس کی پشت کو دیکھا۔ سنہرے بالوں کی پونی اس کی پشت پر جھول رہی تھی۔ وہ واپس مشعل کی طرف متوجہ ہوا۔ اسے کچھ ہی دیر میں ڈسچارج کر دیا جانا تھا۔

دسمبر کی ایک ٹھٹھرتی دھند میں لپٹی صبح نمودار ہوئی تو کئی لوگ امید کے نئے چراغ لئے اپنی اندھیر زندگی کو روشن کرنے نکلے تھے۔ جب ہر طرف گھٹن ہو، کوئی راہ۔۔ کوئی حل سجائی نہ دیتا ہو۔۔ تسلی کے لئے کوئی ساتھی نہ ہو۔۔ تب ایک امید ہی ہوتی ہے جو سانسوں کی مالا کو جوڑے رکھتی ہے۔۔ ورنہ انسان کسی ٹوٹی ہوئی مالا کے موتیوں کی طرح بکھر جائے۔۔ ایسا بکھرے کہ کوئی سمیٹ نہ سکے۔ بادلوں کی اوٹ سے سورج اپنی پوری طاقت لگا کر دنیا کو روشن کرنے کا خواہشمند تھا۔ مگر رب تعالیٰ ابھی اسے دھند میں ہی لپٹی رہنے دینا چاہتا تھا۔ اور بھلا اس کی مرضی سے بھی کبھی کچھ ہوا ہے؟؟ بعض اوقات زندگی

میں موجود اندھیرا بھی بڑے فائدے کی شے ہوتا ہے۔۔ کیونکہ وہ رب تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔۔اور ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرنے والا ہمیں تکلیف دے سکتا ہے کیا؟؟

جس طرح رب العالمین نے مرض بنانے سے پہلے اس کی شفا بنائی اور ہمیں ہنٹ دے دیا کہ کوئی ایسا مرض نہیں جس کی شفا نہ ہو۔۔اسی طرح وہ پاک ذات انسان کو دکھ دینے سے پہلے اس کا حل پیدا کر دیتی ہے۔۔ لیکن اس حل کو انسان نے خود ڈھونڈنا ہوتا ہے۔۔اور یہی اس کی آزمائش ہوتی ہے۔۔

اسی آزمائش کا شکار ایک بے بس اور لاچار وجود،، جس نے اپنی چوبیس سالہ زندگی آسائشوں میں کاٹی تھی۔۔ زمین تو کیا وہ کبھی لکڑی کی چارپائی پر بھی نہیں سویا تھا۔۔اب دو دن سے اس ٹھٹھرتے فرش پر بغیر کسی نرم و گرم بستر کے سو رہا تھا۔

سونا کیا تھا مگر نیند تو تختہ دار پر بھی آجاتی ہے۔۔اس کی بند آنکھوں میں بھی بے چینی تھی۔ کیا ہو گا اس کا مستقبل؟؟ کیا وہ کبھی اس دنیا میں سر اٹھا کر جی سکے گا؟؟ کیا اسے انصاف ملے گا؟؟ کاش کوئی ایسا آلہ ہوتا کہ انسان کو دیکھ کر ہی پتہ چل جاتا کہ آیا وہ سچ بول رہا ہے یا جھوٹ۔۔ جس سے انسان کا ظاہر اور باطن پتہ چل جاتا۔۔ لیکن کیا زندگی پھر اتنی آسان ہو جاتی؟؟

آج اس کے کیس کی پہلی سماعت تھی۔اس کا بھائی روز یہیں ہوتا تھا۔۔پریشان حال سا۔۔مگر چاچو اس دن کے علاوہ نہیں آئے تھے۔اور یہ بات اسے تکلیف دے رہی تھی۔کسی بھی رشتے کا نعم البدل نہیں ہوتا۔۔اس نے جاوید شاہ کو چچا نہیں باپ سمجھا تھا اور باپ اور بھائی میں بڑا فرق ہوتا ہے۔۔جاوید شاہ کی بے اعتنائی اسے زہریلے ناگ کی طرح ڈس رہی تھی۔اس جیل،اس ذلت،اس ماحول سے زیادہ تکلیف دہ تھی جاوید شاہ کی ناراضگی۔۔

وہ انہیں سوچوں میں غلطاں تھا جب حوالدار نے اسے کورٹ جانے کی اطلاع دی۔۔ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہناتے حوالدار اسے سیل سے باہر لایا تھا۔اور بہت زیادہ سکیورٹی میں اسے پولیس موبائل میں منتقل کر کے کورٹ لیجایا جا رہا تھا۔درد کی شدت سے سرخ آنکھوں سے اپنے ہاتھوں میں موجود ہتھکڑیوں کو دیکھ رہا تھا۔۔کاش وہ چیخ چیخ کر رو سکتا۔۔کاش اس کے رونے پر دنیا نہ ہنستی۔۔اسے لگا کہ وہ کبھی خود کو ہی نہیں دیکھ سکے گا۔کاش موت کا اختیار انسان کے ہاتھ میں ہوتا۔۔کاش!

سفید ہائی نیک جو اس کی صراحی دار گردن کے ساتھ چپکی بہت جچ رہی تھی کے ساتھ میرون ٹو پیس پہنے، بالوں کی حسبِ معمول پونی ٹیل بنائے۔ پلکوں کو مسکارے سے سجائے وہ اپنی کانچ سی آنکھیں لیپ ٹاپ کی اسکرین پر جمائے انہماک سے کچھ دیکھ رہی تھی۔ ہاتھوں کو ایک دوسرے میں پیوست کئے وہ ٹھوڑی ان پر ٹکائے ہوئے تھی۔ ناخنوں پر لگی میرون نیل پالش اور انگلی میں پہنا روبی اس کے ہاتھوں کو جاذب نظر بنا رہا تھا۔ تبھی کوئی اس کے آفس میں داخل ہوا تو اس کا تسلسل ٹوٹا۔

"السلام علیکم میم!"

سیاہ ٹو پیس میں ملبوس صبیحہ نے اندر آتے سلام کیا جس کا جواب عنایہ نے سر ہلا کر دیا۔

"میم ابھی ہم نکلے گیں کچھ دیر میں۔۔ میں نے ساری ڈیٹیلز اس فائل میں سیٹ کر دیں ہیں۔۔"

www.novelsclubb.com

صبیحہ نے نیلے رنگ کی فائل عنایہ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا

"ہمم اوکے۔۔ چلو نکلتے ہیں پھر ہم۔۔"

اس کیس کی بہت ساری تفصیلات صبیحہ کے پاس تھیں۔وجہ یہ تھی کہ عنایہ کے پاس وقت بہت کم تھا۔ازھاد نے پورا زور لگا کر عدالت سے تاریخ جلد از جلد لی تھی۔اس کے پاس ثبوت بہت کم تھے لیکن اسے یقین تھا کہ اذلان بے گناہ ہے۔یہ پہلا کیس تھا جس میں وہ نروس تھی کیونکہ اس نے مکمل تفصیلات بذاتِ خود نہیں پڑھی تھیں۔اسے صبیحہ سے پتہ چلا تھا۔

"مشعل کا کیس کس کے پاس ہے۔۔؟"

گاڑی ڈرائیو کرتے عنایہ نے ذرا سا رخ موڑ کر صبیحہ سے پوچھا

"ایڈوکیٹ ہارون کے پاس۔"

صبیحہ نے لب دبا کر شرارت سے کہا

"آہ۔۔مائی بیڈ۔۔"

www.novelsclubb.com

عنایہ نے بے ساختہ کندھے ڈھیلے چھوڑ کر سیٹ کی پشت سے سر ٹکایا جبکہ صبیحہ ہنسنے لگی۔

وکیل عقل سے پیدل ہوتے ہیں۔" یہ جملہ اس نے بہت سے لوگوں سے سنا تھا مگر شاید کسی نے یہ بات ایڈوکیٹ ہارون جیسے وکیلوں کو دیکھ کر ہی کہی تھی۔ وہ ایک عمر رسیدہ وکیل تھے مگر سنجیدگی انہیں چھو کر نہیں گزری تھی یا شاید بڑھتی عمر نے ان کے دماغ پر بہت گہرا اثر چھوڑا تھا۔ عنایہ کی ان سے ایک دو بار سرسری سی ملاقات ہوئی تھی اور اس سرسری سی ملاقات میں ہی ایڈوکیٹ ہارون عنایہ جیسی سنجیدہ لڑکی کو اپنی عقل و فہم سے اس برے طریقے سے متاثر کر چکے تھے کہ وہ انہیں کبھی اپنی زندگی میں دیکھنا نہیں چاہتی تھی۔ اپنی پرفارمینس کی وجہ سے وہ آل ریڈی نروس تھی کچھ کمی ایڈوکیٹ ہارون نے پوری کر دی۔ بے دلی سے گاڑی چلاتے وہ عدالت تک پہنچی تھی۔

سفید ٹی شرٹ کے اوپر سیاہ لیدر جیکٹ پہنے وہ اضطراب کی حالت میں وہاں کھڑا تھا۔ کبھی بیٹھ جاتا تو بے چینی سے پاؤں جھلانے لگتا پھر بھی تسلی نہ ملتی تو اٹھ کر ادھر سے ادھر پریڈ شروع کر دیتا۔۔ تبھی اسے دور سے وہ آتی دکھائی دی۔ وہ بے صبری سے اس کی طرف لپکا۔

"السلام علیکم! کیسی ہیں آپ؟؟"

تقریباً بھاگتے ہوئے وہ اس تک پہنچا تھا۔ وہ الصبح ہی یہاں موجود تھا۔

"وعلیکم السلام مسٹر شاہ میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔ آپ کیسے ہیں۔۔؟"

اس کی بے چینی بھانپتے وہ نرم لہجے میں بولی

"میں ٹھیک ہوں۔۔ آپ کی تیاری کیسی ہے۔۔ میرا مطلب اذلان بچ جائے گا نا۔۔؟"

لہجے کی ٹوٹ پھوٹ اس کے اندرونی انتشار کی گواہی دے رہی تھی۔ عنایہ کو بیک وقت اس پر ترس بھی آیا اور اس کے بھائی پر رشک بھی۔

"مسٹر شاہ آپ پریشان مت ہوں۔۔ انشاللہ اذلان کو کچھ نہیں ہوگا۔۔"

اس نے آنکھوں میں نرمی سموئے اسے تسلی دی تو اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ تبھی وہاں بھگدڑ مچ گئی۔ پولیس موبائلز کے کورٹ کے احاطے میں رکتے ہی وہاں کھڑے کیمرہ مین بھاگم بھاگ ان تک پہنچے تھے۔ ان کے سوال اذلان کو شرمندگی کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈبوتے چلے جا رہے تھے۔ تبھی اس نے نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا تو ازہاد آنکھوں میں دکھ، ہمدردی اور محبت سموئے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں کی تھکن اور لالی دیکھ کر ایک پل کے لئے اذلان کا دل جھوم اٹھا۔ ہاں اس کا بھائی اس سے بہت محبت

www.novelsclubb.com

کرتا تھا۔۔دنیا جو مرضی سمجھے وہ ہمیشہ اس کے ساتھ کھڑا رہے گے۔اس کے سامنے سے پولیس افسران اذلان کو ہتھکڑی سے کھینچتے کمرہ عدالت میں لے گئے تھے۔اور وہ نم آنکھوں سے اپنے بیٹوں جیسے بھائی کو دیکھ رہا تھا۔

"مسٹر شاہ۔۔کنڑول یور سیلف۔۔یو ہیو ٹو بی سٹرانگ۔۔اذلان کو کچھ نہیں ہو گا۔۔"

عنایہ نے اس کے آنسو دیکھ کر نرم سے لہجے میں کہا تو اس نے دائیں آستین سے چہرہ صاف کیا۔

کچھ ہی دیر میں وہ سب لوگ عدالت میں موجود تھے۔فرحان اور سمیع بھی وہیں تھے۔مشعل بھی سیاہ چادر میں لپٹی پژمردگی کی مثال بنی بیٹھی تھی۔اذلان نے ایک نظر سب کو دیکھا۔۔وہاں سب تھے بس جاوید شاہ نہیں تھے۔اسے لگا اس کا دل کسی نے کند چھری سے کاٹ ڈالا ہو۔۔اتنی بے اعتباری۔۔وہ تمام تسلیاں جو وہ خود کو دیتا آیا تھا سبھی بھول گیا۔یاد تھا تو صرف یہ کہ اس کے باپ کو اس پر اعتبار نہ تھا۔

"کاروائی شروع کی جائے۔۔"

جج کے حکم دینے پر ایڈووکیٹ ہارون اپنا گاؤن سنبھالتے اٹھ کھڑے ہوئے۔

یور آنر کیس ہے مسٹر اکبر حمدانی کے قتل کا۔ مسٹر اکبر حمدانی جو کہ رائل سٹار ٹیکسٹائلز" میں اکاؤنٹنٹ کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔انہیں تقریباًسات سال ہو چکے تھے اس کمپنی میں اپنی خدمات پیش کرتے ہوئے۔ان سات سالوں میں ان کا ریکارڈ شیشے کی طرح صاف ہے۔۔ لیکن پچھلے مہینے فائن سٹار ٹیکسٹائلز کے اونر مسٹر ازھاد شاہ کے اکاؤنٹ سے تقریباًدو کروڑ کا گھپلہ ہوا جس کا الزام انہوں نے مقتول پر لگایا۔ جبکہ دوسری طرف ان کے چھوٹے بھائی جو کہ اس وقت کٹہرے میں کھڑے ہیں، مجرم اذلان شاہ وہ مقتول اکبر حمدانی کی بیٹی مشعل حمدانی کی ہی یونیورسٹی میں پڑھتے ہیں۔۔ مس مشعل حمدانی بی بی اے جبکہ مجرم اذلان شاہ ایم بی اے کے طالب علم ہیں۔۔ مجرم خود بھی بہت دفعہ مقتول کی بیٹی مس مشعل حمدانی کو ہراس کر چکے ہیں۔ جس کے بدلے مس مشعل نے بھری یونیورسٹی میں مجرم اذلان شاہ کے چہرے پر تھپڑ جڑ دیا تھا۔اس واقعے کے چشم دید گواہان بھی موجود ہیں۔ مجرم اذلان شاہ نے اپنی اس انسلٹ کا بدلہ لینے کے لیے مس مشعل کے والد کو اغواہ کیا اور ان دونوں بھائیوں نے ہی اپنے نقصان کا بدلہ لینے کے لئے مسٹر اکبر حمدانی کا ناحق خون بہایا۔ لہذا میری عدالت سے گزارش ہے کہ ایسے خطرناک

www.novelsclubb.com

مجرموں کو سخت سے سخت سزا دی جائے تاکہ یہ لوگ باقیوں کے لئے عبرت کا سامان بن سکیں۔"

ایڈووکیٹ ہارون نے سر جھکا کر اپنی بات کا اختتام کیا تو عنایہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کہانیاں سننے کے کافی شوقین معلوم ہوتے ہیں آپ مسٹر ہارون۔ مگر یہ عدالت ہے اور یہاں کاروائی ثبوتوں کی بنا پر ہوتی ہے۔ میرے مؤکل کو مجرم ثابت کرنے کے لئے ثبوت اور گواہان دونوں کی ہی ضرورت پڑے گی آپ کو۔ سو پلیز آپ کوئی ایسا ثبوت پیش کریں جس سے یہ ثابت ہو جائے کہ یہ قتل اذلان شاہ نے کیا ہے۔"

ٹھہر ٹھہر کر کہتی وہ ہارون رشید کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ لے آئی تھی۔ عنایہ خود بھی جانتی تھی کہ اب تک جتنے بھی ثبوت تھے وہ سب اذلان کے خلاف تھے۔ مگر پھر بھی وہ لڑے بغیر ہار نہیں ماننا چاہتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"یور آنر جیسے کہ مس عنایہ ملک نے کہا کہ ان کے موکل کو مجرم ثابت کرنے کے لیے مجھے ثبوت پیش کرنے ہوں گے۔ تو سب سے پہلے ان پر ہراسمنٹ کا جرم سچ ثابت کرنے کے لیے میں اس مجمے میں موجود کچھ لوگوں کو بلانے کی اجازت چاہتا ہوں۔"

ہارون رشید کے سوالیہ انداز پر جج نے اجازت دی تو اذلان کے کچھ کلاس فیلوز نے باری باری کٹہرے میں آ کر اس بات کی تصدیق کی کہ اس دن مشعل نے اذلان کے تھپڑ مارا تھا۔

"یور آنر ان تین لوگوں کی گواہی سے آپ کو پتہ چل گیا کہ مجرم اذلان شاہ نے مس مشعل کو ہراس کیا تھا۔ اب میں مجرم کے بھائی مسٹر ازھاد شاہ کی ہراسمنٹ ثابت کرنے کے لیے مس مشعل کو کٹہرے میں بلانے کی اجازت چاہتا ہوں۔"

اس کی بات پر عنایہ کی بھنویں ناسمجھی کے انداز میں سکڑیں۔۔

ازھاد شاہ نے کب ہراس کیا تھا مشعل کو۔۔ یہ بات تو اس کے علم میں ہی نہیں تھی۔۔ اپنا نام سن کر مشعل نے ایک نظر پاس بیٹھے سمیر کو دیکھا جس نے آنکھوں کے زریعے اس کی ہمت بڑھائی وہ مرے مرے قدموں سے کٹہرے کی طرف گئی۔

"سو مس مشعل مسٹر ازھاد شاہ نے آپ کے بابا پر فراڈ کا الزام لگایا اور آپ کو گھر آ کر ہراس بھی کیا۔۔ کیا یہ درست ہے؟؟"

www.novelsclubb.com

ہارون کے پوچھنے پر مشعل نے ایک نظر وہاں بیٹھے اس خوبرو شخص پر ڈالی۔ جو دیکھنے میں بڑا شاندار تھا۔ مگر اس کی اصلیت آئینے جیسی تھی۔ اتنی شفاف کہ اس میں اپنا عکس نظر آتا لیکن اس کو چھونے پر اپنے ہاتھ ہی زخمی ہوتے تھے۔ آنکھوں میں در آئی نمی کو اس نے پیچھے دھکیلا اور وکیل کی طرف متوجہ ہوئی۔

جی سر انہوں نے بغیر کسی ثبوت کے میرے بابا پر فراڈ کا الزام لگایا اور ہمارے گھر آ کر " دھمکی بھی دی تھی بابا کو۔ اور جس دن میں ان کے گھر فائل دینے گئی تھی اس دن اذلان "نے مجھے باقاعدہ دھمکی دی تھی کہ وہ میرے ساتھ بہت برا کرے گا

وہ لمحے۔۔ وہ الفاظ یاد کر کے مشعل کی آنکھیں سرخ سی ہو گئیں۔ اور ازھاد نے آنکھیں میچ کر شدت سے چاہا کہ کاش وہ لمحات وہ بدل پاتا۔ اور عنایہ ششدر سی اس کا بیان رہی تھی۔ ان دونوں معاملات کے بارے میں وہ نہیں جانتی تھی۔ اس کا دماغ تیزی سے تانے بانے بن رہا تھا۔

یور آنر اس سے ثابت ہوا کہ ان دونوں بھائیوں کی ہی مس مشعل اور ان کے بابا سے " دشمنی تھی۔ اور اسی دشمنی کی پاداش میں انہوں نے مسٹر اکبر حمدانی کا قتل کیا۔ جائے

واردات اور کوئی نہیں مسٹر ازھاد کا ذاتی فارم ہاؤس ہی ہے۔اور آلہ قتل یعنی کہ پسٹل بھی
"مسٹر ازھاد کا ذاتی پسٹل ہے۔۔

ایڈوکیٹ ہارون کی بات پوری ہوتے ہی عنایہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

بہت خوب مسٹر ہارون۔۔آپ کی کارکردگی واقعی بہت شاندار ہے۔۔ مگر پلیز اس"
بات کو کلئیر کر دیں کہ ایک عقل و شعور والا اور اتنا شاطر قاتل کسی کو قتل کرنے کے لیے
اپنا ذاتی پسٹل اور اپنی ذاتی جگہ کا انتخاب کیوں کرے گا؟؟اور رہی بات مسٹر اکبر حمدانی کے
"اغواہ کی تو پلیز یہ ثابت کر دیں کہ ان کا اغواہ اذلان نے کروایا ہے۔۔

عنایہ کی بات پر ایڈوکیٹ ہارون پھر سے جج کی طرف مڑا

یور آنر اس بات کو ثابت کرنے کے لیے میں ایس پی سمیر خان کو کٹہرے میں بلانے کی"
"اجازت چاہتا ہوں۔ www.novelsclubb.com

"اجازت ہے۔۔"

جج کے اجازت دینے پر سمیر اپنی کیپ اتار کر بغل میں دبائے کٹہرے میں آن کھڑا ہوا۔

سو مسٹر سمیر کیا آپ اس دن ہوئے واقع کو دوبارہ سنا سکتے ہیں تاکہ ہمیں پتہ چل سکے"

"اس دن ہوا کیا تھا۔

ہارون رشید کے کہنے پر سمیر نے مشعل کی فون کال سے لیکر فارم ہاؤس پہنچنے تک کہ ساری تفصیل بتائی تو عنایہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"مسٹر سمیر کیا آپ ان اغواکاروں کو پکڑنے میں کامیاب ہوئے یا نہیں۔۔؟"

عنایہ کے پوچھنے پر سمیر نے نفی میں سر ہلایا تو وہ پھر جج کی طرف مڑی۔

یور آنر کوئی بھی انسان کوئی غیر قانونی کام کرتے ہوئے پوری کوشش کرے گا کہ اس" کی شناخت چھپ جائے۔کوئی بھی کسی کو قتل کرتے ہوئے اپنی اصلی جگہ اور اپنا ذاتی ہتھیار استعمال نہیں کرگا۔اور اگر وہ کر بھی لے تو اپنی مخبری وہ خود کیوں کرے گا؟؟

بقول مسٹر سمیر کے ان کو ایک کال موصول ہوئی جس میں انہیں اس فارم ہاؤس کا پتہ دیا گیا اور کہا گیا کہ وہاں قتل ہوا ہے۔اور اگر یہ قتل واوی اذلان نے کیا تھا تو وہ اپنی مخبری کیوں کرواتا؟؟

اور دوسری بات کوئی بھی نشے میں دھت انسان اتنی چلاکی اور پرفیکٹ نشانے کے ساتھ پستول کیسے چلا سکتا ہے؟؟"

عنایہ کے سوال پر ایڈووکیٹ ہارون کا ہلکا سا قہقہہ گونجا

جی جی بالکل مس عنایہ! لیکن مسٹر اذلان نشے میں دھت نہیں بلکہ پورے ہوش و حواس میں تھے اس رات۔۔"

اس نے اذلان کی میڈیکل رپورٹ اس کے سامنے لہرائی تو عنایہ کی آنکھوں کا حجم بڑھا۔

اوہ خدا وہ اس بات سے بھی لاعلم تھی۔۔

یور آنر یہی نہیں۔۔ قتل کی رات مسٹر ازھاد کو بھی ان کے گھر سے نکلتے دیکھا گیا تھا۔بقول مسٹر ازھاد کے یہ پستول ان کی ہے اور قتل والے دن یہ ان کے ہمراہ تھی۔اذلان کے فارم ہاؤس جانے کے بعد ازھاد شاہ گھر آئے اور تبھی ان کی پسٹل گھر آئی مگر رات کے تین بجے یہ پھر اپنے گھر سے نکلے اور تبھی انہوں نے یہ پستول مجرم اذلان تک پہنچائی۔۔اس واقعے کے چشم دید گواہ بھی ایس پی سمیر خان ہیں۔۔ کیا آپ تفصیلات بتا سکتے ہیں۔۔؟"

ششدر کھڑی عنایہ کو ایک نظر دیکھ کر وہ پھر سمیر کی طرف مڑا جس کی نظریں عنایہ کی بھینچی ہوئی بھنوؤں پر جمی ہوئی تھیں۔

"جی اس رات مجھے اطلاع ملی تھی مسٹر اکبر کے اغوا کی اور میں اسی وقت گھر سے نکلا تھا تبھی میری گاڑی مسٹر ازھاد کی گاڑی سے ٹکرائی تھی یہ بہت ریش ڈرائیونگ کر رہے تھے اور عجلت میں بھی تھے۔"

سمیر کے بیان نے جیسے اس کیس پر مہر سی لگا دی تھی۔

"آپ کی سبھی باتیں بجا ہیں مسٹر سمیر! لیکن مجھے یہ بتائیں کہ وہ کون تھا جو اس دن مس مشعل کے گھر پر تھا اور جس نے مس مشعل کو بے ہوش کیا تھا۔"

عنایہ کے سوال پر سمیر لاجواب ہو گیا۔

"یور آنر دو دن پہلے میں مس مشعل کے گھر گئی تھی کچھ تفصیلات لینے جب میں نے وہاں مس مشعل کو بے ہوش حالت میں دیکھا اور مسٹر سمیر ان کے ساتھ تھے۔ ہم انہیں ہاسپٹل لیکر گئے اور ان کے ہوش میں آنے پر انہوں نے کہا کہ کوئی نقاب پوش ان کے گھر آیا تھا اور ان اس مسٹر اکبر حمدانی کے لیپ ٹاپ کی بازپرس کر رہا تھا۔ اس سے صاف ظاہر

ہوتا ہے کہ اس لیپ ٹاپ میں ایسا کچھ تھا جس سے ہمیں قاتل کا پتہ چل سکتا تھا مگر مسٹر "سمیر کے خود ساختہ مفروضوں کی وجہ سے وہ کلو بھی ہمارے ہاتھ سے نکل گیا۔

عنایہ نے ششتر باز نگاہوں سے سمیر کی طرف دیکھا تو سمیر نظریں چرا گیا۔

"یور آنر یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ نقاب پوش مسٹر ازھاد شاہ ہوں۔"

ایڈوکیٹ ہارون کے کہنے پر عنایہ مسکراہٹ لئے اس کی طرف پلٹی۔ وہی ازلی مغرور مسکراہٹ۔۔

"پرودس پلیز۔۔"

معصومیت سے کہتی وہ ہارون رشید کو لاجواب کر گئی تھی۔

یور آنر یہ کیس جتنا سیدھا اور صاف نظر آ رہا ہے یہ اتنا سیدھا نہیں ہے۔ ابھی میرے" پاس میرے مؤکل کی بے گناہی ثابت کرنے کے لیے جتنے بھی ثبوت ہیں وہ مبہم ہیں۔۔ لہٰذا میرا عدالت سے گزارش ہے کہ مجھے کچھ دنوں کی مہلت دی جائے۔۔ شکریہ۔۔". عنایہ کے کہنے پر جج نے جیوری ممبران سے کچھ ڈسکس کیا اور پھر عنایہ کو پندرہ دن کی مہلت دیتے ہوئے عدالت کو برخاست کیا۔

www.novelsclubb.com

جج کے جاتے ہی عنایہ اپنا سامان لئے سپاٹ تاثرات کے ساتھ وہاں سے نکلتی چلی گئی۔ازھاد پریشان تاثرات لئے اس کے پیچھے پیچھے ہی آرہا تھا۔

"مس عنایہ میری بات سنیں پلیز۔۔"

وہ تیز تیز قدم اٹھاتی پارکنگ کی طرف جا رہی تھی جب ازھاد کی بے چین آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔وہ لب بھینچ کر واپس مڑی۔

"مسٹر ازھاد آپ کو این او سی لیٹر مل جائے گا۔میں آپ کے کیس کو مزید ہینڈل نہیں کر سکتی۔۔"

درشت لہجے میں کہتی وہ ازھاد کو چند پل کے لئے گنگ چھوڑ گئی۔

"لیکن کیوں؟؟آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ آپ اذلان کو بچا لیں گی۔۔اور اب آپ۔۔۔کیوں کر رہی ہیں آپ ایسا۔۔؟"

وہ بے یقین سے لہجے میں بولا

www.novelsclubb.com

میں نے وعدے کے ساتھ آپ سے یہ بھی کہا تھا کہ آپ مجھ سے مکمل تعاون کریں" گے۔۔ کیا آپ مجھے بتانا پسند کریں گے کہ آپ نے مجھ سے یہ بات کیوں چھپائی کہ اذلان نے ڈرنک نہیں کی تھی۔۔؟ آپ اس رات گھر سے نکلے تھے میں اس بات سے بھی بے خبر ہوں۔۔اور تو اور آپ نے مشعل کو ہراس کیا میں اس بات سے بھی بے خبر رہی۔۔

"ایم سوری میں آپ کے ساتھ مزید نہیں چل سکتی۔۔

قطعیت سے کہتی وہ رخ موڑ گئی، اس کے تعاون میں چلتی صبیحہ بھی اس کے ہمقدم ہوئی۔ تبھی ازھاد کی آواز پر اس کے قدم ساکت ہوئے۔

لیکن مس عنایہ میں نے آپ کی اسسٹنٹ کو ساری انفارمیشن اور اذلان کی میڈیکل" "رپورٹ۔۔ سب کچھ دیا تھا۔۔

ازھاد کی الجھی سی آواز پر وہ ساکت آنکھوں سے صبیحہ کی طرف دیکھے گئی۔ اور ساکت تو وہ بھی ہو گئی تھی۔ اذلان کی جیل میں کہی گئی بات کو جھوٹ ثابت کرنے کے لیے وہ اس حد تک چلی گئی کہ عنایہ کو بہت سی باتوں سے لاعلم رکھا تھا۔ اسے اندازہ نہیں تھا کہ اس کی حقیقت اتنی جلدی سامنے آجائے گی۔ عنایہ کی حقارت بھری نظریں وہ بخوبی محسوس کر رہی تھی مگر اس میں ہمت نہیں تھی نظریں اٹھانے کی۔

www.novelsclubb.com

اور ہمت تو عنایہ میں بھی نہیں رہی تھی ازھاد کے سامنے نظری اٹھانے کی۔وہ کس قدر اعتماد سے اسے قصوروار ٹھہرا رہی تھی۔

ایک پل کو وہ پتھر کے مجسمے میں بدلی۔۔اتنا بڑا دھوکا۔۔اور اگلے ہی پل وہ اس پتھر کے مجسمے کو توڑ کر ازھاد کی طرف پلٹی۔جب اپنے ہی دھوکہ دینے لگیں تو انسان یونہی ساکت و جامد ہو جاتا ہے۔اس نے کتنا اعتبار کیا تھا صبیحہ پر۔۔

ویل۔۔ایم سوری مسٹر ازھاد میری اسسٹنٹ کی طبیعت کافی خراب تھی اور ہیرنگ میں" دن بھی بہت کم تھے اس لئے شاید وہ مجھے بتانا بھول گئی۔۔میں جانتی ہوں یہ قابلِ قبول عمل نہیں ہے مگر پھر بھی ائم سوری۔۔سوری فار مائی ورڈز۔۔آپ بالکل بے فکر ہو "جائیں۔۔اگلی سماعت میں آپ کا بھائی جیل سے باہر ہو گا انشاللہ۔۔

اس نے ایک پل کو آنکھیں بند کیں اور ایک گہری سانس خارج کرتے ازھاد سے مخاطب ہوئی۔صبیحہ کی جھکی آنکھوں سے آنسو بہہ کر سیاہ سڑک پر گرا۔۔وہ اس کا مان رکھ گئی تھی۔۔اور اس نے کیا کیا۔۔پچھتاوا اب اسے زہریلے ناگ کی طرح ڈس رہا تھا۔۔

"اِٹس اوکے مس عنایہ! آپ پر بھروسہ تھا تو میں آپ کے پاس آیا تھا۔"

وہ ایک خیر مقدم سی مسکراہٹ چہرے پر سجا کر بولا اور وہاں سے چل دیا۔

اس کے جاتے ہی عنایہ کے تاثرات پہلے سے زیادہ سپاٹ ہو گئے۔ صبیحہ کے ہاتھ سے فائلز تقریباً چھینتے ہوئے اس نے گاڑی میں رکھیں اور بغیر اسے مخاطب کئے وہ زن سے گاڑی بھگا لے گئی۔

میم ایم سوری۔۔ پلیز ایک دفعہ معاف کر دیں مجھے۔۔ آئی ڈونٹ نو مجھے کیا ہو گیا" تھا۔۔ مجھے بس اس انسان سے نفرت محسوس ہو رہی تھی اور اس کی نفرت میں میں اس حد "تک چلی گئی۔۔

عنایہ کے آفس پہنچتے ہی صبیحہ وہاں آن حاظر ہوئی تھی۔ عنایہ فلحال اس سے ہمکلام نہیں ہونا چاہتی تھی۔ اس کا غصہ ایسا ہی ہوتا تھا۔ اسے چڑ تھی ان لوگوں سے جو غلطی کرنے کے بعد معافی کے لئے سر پر سوار ہو جاتے تھے۔ اسی طرح اسے اس وقت صبیحہ بھی سخت بری لگ رہی تھی۔

جسٹ شٹ اپ صبیحہ زیدی۔۔شٹ اپ۔۔اس دن فارم ہاؤس پر بھی تم نے یہی بکواس" کی تھی اور مجھے اسی وقت سمجھ جانا چاہیے تھا کہ تمہارے دل میں کھوٹ ہے۔۔تم میرے ساتھ مخلص نہیں ہو۔۔مگر میں نے تمہیں سمجھایا۔۔کہ شاید تمہارے اس ذہن میں کچھ گھس جائے مگر نہیں میں غلط تھی۔۔تمہاری انا کی دیواریں اتنی بلند ہیں کہ میری باتیں ان "دیواروں کے پار گئی ہی نہیں۔۔

ٹیبل پر دونوں ہاتھ مارتی وہ دبے دبے لہجے میں غرائی

فلحال میں اپنے الفاظ تم پر ضائع نہیں کر سکتی۔سو گیٹ لاسٹ۔۔"

میری نظروں سے دور چلی جاؤ فلحال میں نہیں چاہتی کہ میں تمہیں کوئی ایسی بات کہہ دوں جس سے بات پہلے جیسی نہ رہے۔۔

مگر جاتے جاتے میری ایک بات کان کھول کر سن لینا۔۔

First impression is not always the last impression."

وہ غصے کی شدت سے سرخ آنکھیں اس کے چہرے پر گاڑ کر بولی تو صبیحہ نے وہاں جانے میں ہی عافیت جانی۔اس کے جاتے ہی عنایہ نے تھک کر سر سیٹ کی پشت سے لگا دیا۔۔ فلحال اسے کام پر دھیان دینا تھا۔صبیحہ کے ساتھ وہ تلخ بھی اسی لئے ہوئی تھی تاکہ وہ سمجھ جائے۔۔وہ جانتی تھی کہ وہ اب پچھتا رہی ہے۔۔ مگر وہ اسے اتنی جلدی معاف کرنے کی روادار نہیں تھی۔

"سر آپ سے کوئی لڑکی ملنے آئی ہے۔"

وہ جو ابھی ابھی گھر لوٹا تھا ملازم کی بات سن کر حیران ہوا۔

"کون لڑکی، نام نہیں پوچھا تم نے۔؟"

اس نے سر صوفے کی پشت پر ٹکراتے پوچھا۔اس وقت وہ شدید تھکا ہوا تھا۔جسمانی سے زیادہ ذہنی تھکاوٹ اس پر سوار تھی۔کچھ اذلان کا دکھ اور کچھ چاچو کا رویہ اسے مزید دکھ سے دوبار کر رہا تھا۔جاوید شاہ نے اس دن سے اس سے کلام نہیں کیا تھا۔

"سر پوچھا تھا، مشعل نام بتایا ہے انہوں نے اپنا"

"اچھا بھیجو۔۔"

مشعل کا نام سن کر وہ چونکا تھا۔ سر فورا سیدھا کیا۔اس کی آمد کے مقصد کے بارے میں وہ ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ وہ دھیمی چال چلتی لاونج میں داخل ہوئی۔ پہلے کی نسبت وہ کافی کمزور لگ رہی تھی۔ رونے کے باعث سوجی آنکھیں، سوجا چہرہ اسے اس حال میں دیکھ کر وہ بے سکون ہوا تھا۔

"آؤ بیٹھو"

وہ نرم لہجے میں صوفے کی طرف اشارہ کرتا بولا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ یہاں کیوں آئی ہے۔

"بیٹھنے نہیں آئی میں یہاں، میری زندگی برباد کر کے تم دونوں بھائی بھی سکون سے نہیں رہ سکتے، تم دونوں کا سکون بھی غارت کردوں گی میں سمجھے تم"

www.novelsclubb.com

اس کی بات سن کر اچانک وہ چیختے ہوئے بولی

"کیا ہو گیا ہے مشعل، آؤ بیٹھ کے بات کرتے ہیں"

اسے اس حالت میں دیکھ کر اس کا دل کٹا تھا جبھی آگے بڑھ کر اسے شانوں سے تھامتا ہوا بولا۔ نجانے کیوں اسے مشعل پر ترس آرہا تھا۔ وہ بھی تو اس کی طرح بھری دنیا میں اکیلی ہو گئی تھی۔ اذلان تو پھر بھی زندہ سلامت تھا مگر اس کا کون تھا؟؟

"خبردار، خبردار اگر تم نے مجھے ہاتھ لگایا تو، ہاتھ کاٹ دوں گی میں تمہارے"

اچانک اپنی چادر میں چھپا چاقو نکال کر وہ اس پہ حملہ آور ہوئی، اگر وہ بروقت پیچھے نہ ہوتا تو یقیناً وہ چاقو اسے لگ چکا ہوتا۔ کل کی سماعت کے بعد وہ مسلسل رو رہی تھی۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا مگر اسے اس وقت انصاف چاہیے تھا اپنے باپ کے خون کا انصاف۔ تبھی بنا کچھ سوچے وہ آج اس کے گھر کھڑی تھی۔

مشعل۔۔ کیس چل رہا ہے عدالت میں۔۔ عدالت اور پولیس کو ان کا کام کرنے "

"دو۔ ادھر آؤ یہاں بیٹھو

www.novelsclubb.com

باتوں کے ساتھ ہی وہ اس کے ہاتھ سے چاقو لینے کی کوشش کرنے لگا۔

کسی عدالت، کسی وکیل، کسی انسان پر اب مجھے کوئی یقین نہیں ہے۔ یہ دنیا بکاؤ ہے۔ خرید" لیا ہو گا تم نے بھی کسی کو چند پیسوں کے عوض، میرے جینے کی تمام شمعیں تم دونوں "بھائیوں نے گل کی ہیں، اپنا بدلہ میں خود لوں گی تم دونوں سے

چیختے ہوئے بولنے کے ساتھ ہی اس نے قدم اس کی طرف بڑھائے۔ ملگجے سے حلیے میں وہ واقعی قابلِ ترس لگ رہی تھی۔

اگر تمہیں لگتا ہے کہ میں تمہارا گناہگار ہوں تو یہ چاقو چھوڑو اور یہ پسٹل پکڑو، اور اس کی" "چھ کی چھ گولیاں اتار دو میرے سینے میں

وہ پلٹا اور اپنے آفس بیگ سے پسٹل نکال کر اس کے ہاتھوں سے زبردستی چاقو چھین کر اسے پسٹل تھماتے ہوئے بولا

"مگر میں قسم کھا کر کہتا ہوں میں تمہارا گناہگار نہیں ہوں"

اس کے انکھوں میں دیکھتے ہوئے اس نے، مشعل کے ہاتھوں میں موجود پسٹل کا دباؤ اپنے سینے پہ بڑھایا۔

www.novelsclubb.com

مشعل نے ایک نظر اپنے ہاتھوں میں موجود اس پسٹل کو دیکھا اور ایک نظر اس شخص کو دیکھا جس کے بال اتنی سی جھڑپ میں ماتھے پر بکھر گئے تھے۔ آنکھوں میں عجیب سے تاثرات لئے وہ اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کی تیز تیز چلتی سانسیں مشعل کو اپنے ہاتھوں پر اپنے چہرے پر محسوس ہو رہی تھیں۔ اس نے آنکھیں بند کیں تو آنکھوں کے پردے پر باپ کا عکس لہرایا۔ اس نے بنا سوچے سمجھے ٹریگر دبا دیا۔ تبھی کسی نے اسے کھینچ کر ازھاد سے الگ کیا۔ گولی کی آواز نے لاونج کے سناٹے کو ختم کیا تھا۔

"پاگل ہو گئی ہو مشعل۔۔۔ یہ کیا کر رہی ہو؟؟ یہاں کیوں اور کیسے آئی تم۔۔؟"

سمیر کو جیسے ہی پتہ چلا کہ وہ گھر سے نکلی ہے تو سب سے پہلے وہ اس کے گھر گیا تھا مگر وہاں سیکیورٹی تھی اور کسی نے اسے وہاں نہیں دیکھا تھا۔ تبھی کسی خیال کے تحت وہ ازھاد کے گھر کی طرف گاڑی موڑی تھی۔ گارڈز نے اس کی وردی دیکھ کر اسے نہیں روکا تھا مگر سامنے کا منظر دیکھ کر وہ بے تابی سے آگے بڑھا مگر تب تک وہ گولی چلا چکی تھی۔ نشانہ چوکنے پر گولی ازھاد کے دائیں کندھے کے بالکل اوپر سے چھو کر گزری تھی۔ اس کی لائٹ گرے کلر کی شرٹ کے اس جگہ سے چیتھڑے اڑ گئے تھے یہی حال اس کی جلدی کا ہوا

www.novelsclubb.com

تھا۔اس کی پشت پر موجود دیوار پر خون کی چھینٹیں نمودار ہوئی تھیں۔اس نے لب بھینچ کر تکلیف کو برداشت کیا۔

"مجھے ہاں ہو گئی ہوں میں پاگل۔۔کوئی نہیں سمجھ رہا مجھے۔۔مجھے میرا باپ چاہیے۔۔مجھے نہیں رہنا آتا ان کے بغیر۔۔مجھ سے۔۔مجھ سے نہیں رہا جا رہا ان کے بغیر سمجھے تم۔۔۔اس شخص نے مارا ہے میرے باپ کو۔۔اور یہ زندہ گھوم رہا ہے۔۔میں کیسے برداشت کروں۔۔تم دونوں میری تکلیف برداشت نہیں کر سکتے۔۔تم دونوں کے رشتے موجود ہیں۔۔میرا کون ہے؟؟بتاؤ مجھے۔۔کون ہے میرا؟؟کس کے کندھے پر سر رکھ کر اپنا دکھ بتاؤں اسے۔۔پیروں تلے زمین نہیں ہے سر پر آسمان نہیں ہے اور میں پاگل بھی نہ بنوں۔۔"

وہ بلک بلک کر روتی ازھاد کو تکلیف دے رہی تھی۔اس نے آنکھیں بند کر کے کندھے اور دل میں بیک وقت اٹھتی تکلیف کی لہروں کو برداشت کرنے کی کوشش کی۔

"مشعل تم۔۔۔"

سمیر اسے سمجھانے کے لئے آگے بڑھا مگر ازھاد کی حالت کا خیال کرتا اس کی طرف پلٹا۔

"مسٹر ازھاد آپ پلیز میرے ساتھ چلیں۔۔آپ کو فرسٹ ایڈ کی ضرورت ہے۔۔"

وہ شرمندہ سے لہجے میں بولا تبھی ازھاد کے ملازمین بھی وہاں آن حاظر ہوئے وہ شاید نہیں یقیناً گولی کی آواز سن کر آئے تھے۔

"نہیں میں ٹھیک ہوں۔۔آپ پلیز اسے سنبھالیں۔۔"

اپنے ملازم کو اشارہ کرتا وہ سہولت سے اسے جواب دے گیا۔ تبھی سمیر نے پلٹ کر نرمی سے مشعل کا بازو تھاما اور وہاں سے چل دیا۔ازھاد نے آنکھوں کے نم کونوں سے مشعل کے گرد لپٹا سمیر کا بازو دیکھا اور سر جھٹک کر ملازم کی طرف متوجہ ہوا جو فرسٹ ایڈ باکس لے کر آیا تھا۔

"میری طرف دیکھو مشعل۔۔کیا تھا یہ سب؟؟؟"

www.novelsclubb.com

سمیر اسے وہاں سے لیکر اپنے گھر آیا تھا وہ سارے رستے سسکتی آئی تھی۔

تمہارا دکھ واقعی بہت بڑا ہے مشعل۔۔لیکن پلیز تھوڑے سے صبر کا مظاہرہ کرو۔۔ تم" مجھے علیزے سے زیادہ عزیز ہو۔۔مجھے اپنا بھائی سمجھ کر اپنی تمام پریشانیاں شئیر

کر دو۔۔میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تمہارے تمام مسائل ممکنہ حد تک حل کروں گا۔۔تم قدم قدم پر مجھے اپنے ساتھ پاؤ گی۔۔"

سمیر جانتا تھا کہ اسے سہارے کی ضرورت ہے۔۔وہ اس دن سے رو رہی تھی لیکن زبان سے ایک لفظ بھی ادا نہ کیا تھا۔اور اس کی زبان کا کھلنا نہایت ضروری تھا تاکہ وہ اپنے اندر کا غبار نکال سکے۔

سمیر کے کہنے پر وہ اس کے شانے سے سر ٹکا کر رو دی۔۔

"سمیر بھائی۔۔مجھے بابا چاہئیں۔۔مجھے ان کے بغیر رہنا نہیں آتا۔۔وہ کل رات۔۔کل رات وہ آئے تھے میرے خواب میں۔۔وہ۔۔"

مشعل اپنی بات مکمل نہ کر سکی اور پھر سسک پڑی۔۔سمیر نے اس کے گرد بازو کا حصار بنایا۔

www.novelsclubb.com

"پریشان مت ہو۔۔انشااللہ تمہارے بابا کو انصاف ملے گا۔یہ گھر تمہارا ہے۔۔مما بابا تمہارے ہیں۔۔بھائی تمہارا ہے۔اور اسے اگر تم چاہو تو بہن بنا سکتی ہو ورنہ کام والی سمجھ سکتی ہو۔۔"

اس نے پاس کھڑی علیزے کی طرف اشارہ کیا تو اس نے سمیر کے کندھے پر دھمو کا جڑا جبکہ مشعل ہنس دی۔

"لیکن تم پرامس کرو کہ اب نہ تم مجھے بتائے بغیر کہیں جاؤ گی اور نہ ہی رؤ گی۔۔"

سمیر نے ہاتھ آگے کرتے اس سے یقین دہانی چاہی تو مشعل نے چہرہ صاف کرتے سر اثبات میں ہلایا اور ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

"گڈ گرل۔۔"

سمیر نے اس کی گال تھپتھپائی

"تم فریش ہو جاؤ میں تمہارے لئے کچھ کھانے کو لیکر آتی ہوں۔۔"

علیزے نے اکسائٹڈ سی ہو کر کہا

www.novelsclubb.com

اے بہن۔۔اس بیچاری کو اپنے کھانوں سے دور ہی رکھنا۔۔یہ آل ریڈی مینٹلی اپ "سیٹ ہے میں نہیں چاہتا وہ فیزیکلی بھی اپ سیٹ ہو جائے۔۔

سمیر نے ہاتھ جوڑتے ہوئے علیزے سے کہا تو اس نے منہ بنایا جبکہ مشعل کھلکھلا دی۔

"تمہارے دانت کس خوشی میں نکل رہے ہیں میڈم۔۔اپنے کیک بھول گئی ہو؟؟"

علیزے نے سخت چتونوں سے گھورتے ہوئے پوچھا تو وہ گڑبڑا گئی

"کیک سے یاد آیا میں ابھی مشعل کی فیورٹ براؤنیز لیکر آتا ہوں۔۔"

سمیر کو فوراً اپنی اور اس کی پہلی ملاقات یاد آئی

"اوکے اور میں چائے بناتی ہوں۔۔تم جاؤ منہ دھو کر آؤ۔"

علیزے نے لائحہ عمل تیار کیا تو سمیر اٹھ کر باہر چل دیا۔۔جبکہ مشعل واشروم کی جانب۔۔واشروم کے شیشے میں کھڑی وہ اپنا عکس دیکھ رہی تھی۔اس کو نجانے کیا ہو گیا تھا کہ اس نے بنا سوچے سمجھے ازھاد پر گولی چلادی۔اس کا بہتا خون اور چیتھڑے اڑی جلد یاد کر کے اس نے جھرجھری لی اور منہ پر پانی کی چھینٹیں ماریں۔مگر آنکھوں کے پردوں پر اس کا بل بل بہتا خون ہی آرہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"سمیع ازلان سے ملنے گئے تھے تم؟؟میں نے تم سے کہا تھا کہ میں بھی جانا چاہتی ہوں۔۔مجھے کیوں نہیں لیکر گئے تم؟؟

وہ ابھی ابھی اذلان سے مل کر آئے تھے۔ تبھی سارہ اس کے سر پر آن وارد ہوئی۔ فرحان نے ایک نظر سارہ کو دیکھا اور ایک نظر سمیع کے بے چین چہرے کو دیکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"اوکے یار ٹھیک ہے میں چلتا ہوں۔۔"

اس نے مصافحہ کیا اور وہاں سے چل دیا۔

"سمیع میں تم سے مخاطب ہوں۔۔"

فرحان کے جاتے ہی اس نے سمیع کا کندھا جھنجھوڑ ڈالا

"کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ تم وہاں جاؤ۔ وہ جگہ تمہارے جانے کی نہیں ہے۔۔ اور رہی اذلان سے ملنے کی بات تو اس نے تم سے ملنے سے منع کر دیا ہے۔۔ وہ تمہارا رویہ ابھی تک نہیں بھولا۔۔"

سمیع نے ایک نظر اسے دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا تو وہ پھپھک کر رو دی۔۔ یہی پچھتاوا تھا جو اسے بے چین کئے ہوئے تھے۔

"سمیع اس سے کہو وہ مجھے معاف کر دے۔۔ وہ تو میرا سب سے اچھا دوست ہے۔۔ مجھ سے اس کی ناراضگی برداشت نہیں ہو رہی۔۔"

سمیع نے اسے کبھی روتے نہیں دیکھا تھا آج پہلی دفعہ دیکھا تو دل کیا کہ بس اس کی سرخ آنکھیں اور ناک کو ہی دیکھتا رہے۔۔اور وہ یک ٹک اس کو دیکھ بھی رہا تھا۔

"کیا دیکھ رہے ہو؟؟"

اس کی محویت کو دیکھتے سارہ نے سوال کیا

"یہی کہ مس ٹوٹل تم روتے ہوئے بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔"

گال ہتھیلی پر ٹکائے وہ بولا وہ سارہ نے اس کے جھانپڑ رسید کیا

شٹ اپ۔۔مجھے سچ سچ بتاؤ وہ واقعی ناراض ہے یا تم بکواس کر رہے ہو۔۔ویسے مجھے اتنا" یقین ہے کہ وہ ایسا نہیں کہہ سکتا۔۔یہ لوتی تمہارے لگائی ہوئی ہے۔۔"

اس نے ایک سیکنڈ میں آنسو صاف کئے اور مشکوک نظروں سے اسے دیکھا

www.novelsclubb.com

"لوتی سے کیا مراد ہے تمہاری؟؟میں پھپھو ہوں؟؟"

وہ مصنوعی رعب سے بولا

"بکواس بند کرو اور مجھے سچ بتاؤ۔۔"

اس نے آنکھیں نکالیں

تمیز نہیں ہے ہونے والے شوہر سے بات کرنے کی۔۔ویسے شوہر سے یاد آیا اپنے "

"سسرال آئی ہو تم۔۔بتاؤ کیا خدمت کروں تمہاری۔۔

وہ شرارت سے آنکھیں نچا کر بولا تو سارہ جھینپ گئی

"مجھے اذلان کا بتاؤ بکواس نہیں کرو۔۔"

اپنی جھینپ مٹانے کو وہ ذرا رعب سے بولی

"ہاں میری ماں نہیں ہے وہ ناراض تم سے۔۔بس کہ کچھ اور بھی سننا ہے۔۔"

اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا تو سارہ نے شکر کا سانس لیا اور اٹھ کھڑی ہوئی

"کدھر جا رہی ہو۔۔مجھے بتایا ہی نہیں کہ سسرال آئی ہو کیا کھاؤ گی۔۔"

www.novelsclubb.com

سمیع نے اس کے دوپٹے کا کنارہ پکڑ کر کہا تو سارہ شرارت سے پلٹی۔۔

جب آفیشل سسرال بنے گا تب کھاؤں گی وہ بھی تمہارے ہاتھوں سے سوا بھی سے "

"پریکٹس شروع کردو۔۔

اپنی بات کہتی وہ بنا اس کا جواب سنے باہر کو بھاگی تھی جبکہ وہ گنگ بیٹھا اس کے الفاظ دہرا رہا تھا۔۔

اوہ۔۔۔یعنی وہ ہاں کر گئی تھی۔۔ایک فلک شگاف قہقہہ خالی لاونج میں گونجا تھا۔

"یس کم ان۔۔"

دروازے پر ہونے والی دستک پر اس نے اندر آنے کی اجازت دی۔ابھی اس کی ریسیپشنسٹ نے اسے بتایا تھا کہ ایس پی سمیر خان اس سے ملنا چاہتے ہیں۔

"پلیز ہیو آ سیٹ۔۔"

اٹھ کر کھڑا ہوتے وہ مہمان نوازی نبھا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تھینک یو مسٹر ازھاد۔۔آپ کی طبیعت کیسی ہے اب؟؟"

کرسی سنبھالتے ہی اس نے پوچھا

"الحمدللہ ٹھیک ہوں۔۔آپ کیا لیں گے؟؟"

ازھاد نے رسیور ہاتھ میں پکڑتے سمیر سے پوچھا اور اس کے کہنے پر کافی کے دو کپ منگوائے

مسٹر ازھاد دراصل میں آپ سے مشعل کی طرف سے معافی مانگنے آیا ہوں۔۔ وہ اس وقت بہت مشکل فیز سے گزر رہی ہے۔۔اپنے فادر کی ڈیتھ کو وہ بالکل بھی قبول نہیں کر پارہی بس اسی وجہ سے وہ اتنا اوورری ایکٹ کر گئی۔۔"

سمیر کی بات ختم ہی کوئی تھی کہ ملازم نے دستک دے کر اجازت مانگی۔ازھاد کے اجازت دیتے ہی وہ اندر آیا اور کافی سرو کرتے ہی چلا گیا۔اس کے جاتے ہی سمیر نے گفتگو کا سلسلہ پھر وہیں سے جوڑا۔

"آپ پلیز اسے سمجھنے کی کوشش کریں اور اسے معاف کر دیں۔۔"

سمیر کو یہی ڈر تھا کہ وہ کہیں کیس نہ کر دے۔۔اس نے ایک نظر ڈارک براؤن ٹوپیس میں ملبوس سنجیدہ سی صورت لئے ازھاد پر ڈالی اور کافی کا کپ منہ کو لگایا۔

ویل ایس پی سمیر! مجھے نہیں لگتا کہ آپ کو مشعل کا وکیل بن کر مجھ سے معافی مانگنے آنا چاہیے۔۔"

وہ مشعل پر زور دیتے دونوں ہاتھ ٹیبل پر رکھ کر اس کی طرف جھک آیا۔۔

یہ میرا اور مشعل کا آپسی معاملہ ہے سو آئی تھنک آپ کو اس میں انٹرفیئر کرنے کی"

"ضرورت نہیں۔۔

اس کی آنکھوں میں دیکھتے وہ ذرا مسکرا کر بولا۔۔

سمیر اس کے الفاظ، لہجے اور ایٹیٹوڈ پر ٹھٹکا۔۔اور پر اسرار سا مسکرایا

مسٹر ازھاد یہ آپ کا اور مشعل کا آپسی نہیں بلکہ میرا ذاتی معاملہ ہے۔۔آفٹر آل "
مشعل میرے گھر پر ہے اور میری زمہ داری ہے جسے اب اور مستقبل میں میں نے ہی

"نبھانا ہے۔۔

مسکراتے لہجے میں کہتا وہ ازھاد کو سلگا گیا۔ازھاد کے الفاظ اس کے جذبات کی عکاسی کر رہے تھے اسی وجہ سے سمیر اسے چڑا رہا تھا۔

"خیر چلتا ہوں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔۔"

اٹھتے ہی اس نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا جسے ازھاد نے تھام لیا

سہی کہا آپ نے ایس پی صاحب۔۔مجھے بہت اچھا لگا آپ نے مشعل کو بہن سمجھ کر"
"اس کی زمہ داری اٹھائی اور مستقبل میں بھی اٹھانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔۔

ازھاد نے مسکرا کر کہتے اب کی بار مقابل کو سلگایا اور وہ واقعی سلگ اٹھا تھا۔ سمیر بنا جواب دیئے اپنا کوٹ جھاڑتا اس کے آفس سے نکل گیا۔

جبکہ ازھاد کے تاثرات پھر سے سنجیدہ ہو گئے۔۔جو جذبات اس کا دل مشعل کے لئے بُن رہا تھا مشعل انہیں کبھی قبول نہ کرتی۔۔کرتی بھی کیوں ازھاد اگر اپنے سابقہ رویے کو یاد کرتے پچھتایا۔۔کیا پتہ تھا کہ اس طرح کی صورتحال بھی بن سکتی ہے۔۔اس نے تھک کر سر کرسی کی پشت پر ٹکا دیا۔ سر میں بھی کندھے کی طرح ٹیسیں اٹھنے لگی تھیں۔۔

میرون کھدر کے سوٹ میں ملبوس وہ کمرے میں کاغزات اور لیپ ٹاپ میں منہمک تھی۔ سنہرے بالوں کی چٹیا پشت پر بکھری ہوئی تھی۔ میک اپ سے پاک چہرہ اور کانچ سی آنکھوں میں اضطراب تھا۔ اگلی سماعت میں پندرہ دن تھے اور اس کے پاس فلحال ایسا کوئی ثبوت نہیں تھا جس کو وہ عدالت میں پیش کر سکتی۔۔ عجیب سا کیس تھا۔

ایک لڑکی جس کے باپ سے بڑے بھائی کے دشمنی تھی۔۔اور جس کی بیٹی سے چھوٹے بھائی کی دشمنی تھی۔۔دونوں بھائی اس لڑکی کو ہراس کر چکے تھے اور اسی لڑکی کے باپ کی لاش ان دونوں بھائیوں کے فارم ہاؤس سے ملی۔مرڈر ویپن بڑے بھائی کا تھا جبکہ جائے واردات سے چھوٹا بھائی پکڑا گیا تھا۔کیس واقعی اتنا سیدھا نہیں تھا جتنا نظر آ رہا تھا۔پہیلیاں سلجھانا اس کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔مگر اس پہیلی کو سلجھانے کے لیے سب سے پہلے اسے اپنا آپ شانت کرنا تھا۔اس نے بے دلی سے لیپ ٹاپ بند کیا اور آٹھ کھڑی ہوئی۔۔فلحال اسے اپنا حواس قائم کرنے تھے جو صبیحہ کی حرکت کی وجہ سے ادھر ادھر ہو گئے تھے۔۔ابھی وہ سامان سمیٹ ہی رہی تھی جب ملازمہ کی چیخ سنائی دی۔۔وہ کاغذ چھوڑتی باہر کو بھاگی۔۔آواز سٹور روم سے آ رہی تھی۔۔وہ جیسے ہی اندر داخل ہوئی تو شہناز بیگم نیچے گری کراہ رہی تھیں جبکہ ملازمہ انہیں اٹھانے کی کوشش کر رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کیا ہوا امی؟؟کیا ہوا ہے امی کو؟؟"

اس نے بیک وقت شہناز بیگم اور ملازمہ سے پوچھا اور ساتھ ہی شہناز بیگم کو سہارا دیتے کھڑا کیا۔

"میڈم بیگم صاحبہ یہاں صفائی کر رہی تھیں اور سٹول سے گر گئیں۔۔"

ملازمہ نے ڈرتے ہوئے بتایا۔۔اپنی میڈم کے غصے اور ماں سے محبت سے وہ واقف تھی۔

"تو تم کہاں تھی؟؟امی کیوں کر رہی تھیں صفائی یہاں کی؟؟"

اس نے ملازمہ سے پوچھا اور ساتھ ہی شہناز بیگم کو بیڈ پر لٹایا

ارے اسے مت کہو کچھ۔۔میں خود ہی بور ہو رہی تھی تو سوچا سٹور روم کی صفائی کر "

"لوں۔۔مگر یہ چوٹ شاید قسمت میں لکھی تھی۔۔

وہ کراہتے ہوئے اپنا پاؤں دیکھتے ہوئے بولیں۔۔

اب میرا منہ مت دیکھو جا کر ڈاکٹر کو کال کرو۔۔اور آپ بھی حد کرتی ہیں امی۔۔کیا "

"ضرورت تھی یہ سب کرنے کی۔۔اب دیکھنے دیں مجھے۔۔

ملازمہ فوراً کال کرنے دوڑی جبکہ وہ اب گھٹنوں کے بل جھکی ان کے پاؤں کا معائنہ کر رہی تھی۔۔

www.novelsclubb.com

فکر مت کریں زیادہ پریشانی کی بات نہیں ہے۔۔موچ نہیں آئی بس ایسے ہی دباؤ پڑ گیا "

"ہے۔۔

اس نے اپنی ماں کو تسلی دی۔۔کچھ ہی دیر میں ڈاکٹر چلی آئی۔۔واقعی موچ نہیں آئی تھی بس پاؤں پر وزن پڑا تھا۔۔اس نے مساج کرنے کو کہا تھا اور کچھ ٹیبلیٹس دی تھیں۔۔ڈاکٹر کے جانے کے بعد اس نے شہناز بیگم کے مساج کی اور انہیں دوا دینے کے بعد انہیں آرام کرنے کا کہتی وہ سٹور روم کی طرف آئی جہاں پرانی کتابیں اور بے بہا کاغذات تھے۔۔وقت گزاری کے لئے اس نے صفائی کرنے کا سوچا تبھی ناہید ڈرتی ڈرتی اس کے پیچھے آئی۔

"آجاؤ یار۔۔ڈر کیوں رہی ہو؟؟اب یہ سب میں اکیلے تھوڑی کروں گی۔۔"

وہ جانتی تھی کہ ناہید اس سے کچھ دیر پہلے کے رویے کی وجہ سے ڈر رہی ہے۔تبھی نارمل سے لہجے میں بولی۔اس کا غصہ ہی ایسا تھا کہ اچھے خاصے ڈر جاتے تھے یہ تو پھر بیچاری ملازمہ تھی۔اور یہ بات عنایہ کو آج تک سمجھ نہیں آئی تھی کہ لوگ اس سے خوفزدہ کیوں رہتے ہیں۔حالانکہ وہ بالکل بھی ڈراؤنی نہیں تھی۔۔

جی جی میڈم۔۔آپ بے شک نہ کریں مجھے بتاتی جائیں کہ کہاں رکھنا ہے انہیں میں کر دوں گی۔۔"

اپنی میڈم کا موڈ ٹھیک دیکھ کر وہ فوراً چہکتی ہوئی آگے کو آئی تو عنایہ نے مسکراہٹ دبائی۔۔

تم فلحال ان کاغذات کو کسی تھیلے میں ڈالتی جاؤ اور میں یہ میگزینز اور بکس کا کچھ کرتی"

"ہوں۔۔

اس نے سلیو موڑتے ہوئے کہا مصروف سے لہجے میں کہا تو ناہید جھٹ سے آگے بڑھی۔۔

"میڈم ان میں کوئی ضروری کاغذ تو نہیں۔؟"

اس نے پوچھا تو عنایہ نے ایک پل کو پورے کمرے میں بکھرے کاغذات کو دیکھا اور سر جھٹکا ان میں کیا ضروری ہو سکتا تھا بھلا۔۔

"نہیں نہیں۔۔ تم انہیں تھیلے میں ڈالتی جاؤ بس۔۔"

www.novelsclubb.com

اس نے مصروف سے انداز میں کہا اور واپس کتابوں کی طرف متوجہ ہوئی۔۔ وہ کتابیں بہت پرانی تھیں۔۔ کچھ اس کے کورس کی تھیں۔۔ اور کچھ مظفر ملک کی تھیں۔۔ اس نے کتابیں سمیٹ کر کمرے میں نسب پرانی سی الماری کو دیکھا۔۔ اس کے اوپر ایک کارٹون پڑا

تھا جسے اتارتے ہوئے شہناز بیگم گری تھیں۔۔ناہید کو کرسی پکڑنے کا کہتی وہ اوپر چڑھی اور اسے نیچے اتارا۔۔اس میں بھی کاغذات تھے۔۔اس نے اس کارٹون کو الٹا۔۔کاغذات کے ساتھ اس میں فائلز بھی تھیں۔۔کارٹون خالی کرتے ہی اس نے اس میں کتابیں ڈالنا شروع کیا۔۔ تبھی ناہید کی جھجھکی سی آواز آئی۔

"میڈم یہ فائلز میں لے لوں۔۔میرا بھائی کالج جاتا ہے تو اسے اکثر ضرورت پڑی رہتی ہے۔۔اس کے سر اسائنمنٹ لیکر فائل واپس ہی نہیں کرتے۔۔"

اس نے منہ بسور کر کہا تو عنایہ مسکرا دی۔

"ہاں ہاں۔۔رکھ لو جو تمہیں چاہیے اس میں پوچھنے والی کیا بات ہے۔۔"

اس نے مسکرا کر دوستانہ لہجے میں کہا تو ناہید نے جلدی سے وہ کاغذ نکال کر تھیلے میں رکھے اور فائل ایک طرف کی۔۔عنایہ نے ایک مسکراتی نظر اس پر ڈالی اور اپنے کام کی طرف متوجہ ہوئی لیکن تبھی وہ ٹھٹکی اور واپس ناہید کی طرف دیکھا۔۔وجہ اس کے ہاتھ میں وہ کاغذ اور ان پر لکھا وہ نام تھا۔۔

"ناہید۔ناہید یہ کاغذ نکالو۔۔جلدی کرو۔۔"

وہ چیخ کر بولی تو ناہید ڈر کر پیچھے ہوئی۔۔

"کیا ہوا میڈم۔۔؟"

اس نے ڈرتے ہوئے پوچھا مگر عنایہ اگنور کرتی ابھی ابھی تھیلے میں ڈالے گئے کاغذ نکالنے لگی۔۔ہاں اسے شک نہیں پڑا تھا۔۔وہ وہی نام تھا۔۔اوہ خدایا۔۔کیا یہ سچ تھا۔۔ایک پل کو اس کا سر چکرا سا گیا۔وہ مظفر ملک کے ہاتھ کی تیار کی گئی رپورٹ تھی۔۔اور جس انسان کے خلاف تیار کی گئی تھی مظفر ملک نہیں جانتے تھے کہ مستقبل میں ان کی بیٹی کا بھی اس آدمی سے واسطہ پڑنے والا ہے۔۔

"کیا ہوا میڈم؟؟سب ٹھیک ہے ؟؟"

ناہید نے جھجکتے ہوئے پوچھا تو وہ حواسوں میں واپس آئی۔چہرے پر الگ ہی چمک تھی۔

ہاں سب ٹھیک ہے۔۔فلحال تم یہاں سے کوئی بھی کاغذ نہ ہلانا۔بلکہ جاؤ اور کچن "

"دیکھو۔۔یہ سب میرے کام کے کاغذ ہیں۔۔

عنایہ نے کھوئے سے لہجے میں کہا تو ناہید منہ بسورتی بڑبڑاتی چلی گئی۔۔جبکہ عنایہ نم آنکھوں سے باپ کے لکھے گئے الفاظ عقیدت سے چھو رہی تھی۔۔اس کے باپ نے اسے

www.novelsclubb.com

وہ کڑی دے دی تھی جس کے بارے میں اس نے سوچا بھی نہیں تھا۔۔ کیا خدا ایسے بھی مدد کرتا ہے؟؟ ہاں شاید۔۔ اسے لئے تو اسے علیم کہتے ہیں۔۔ وہ سب جانتا ہے۔۔ ماضی، حال، مستقبل۔۔ سب کچھ اس کے تابع ہے۔۔ ہم انسان تو اس دنیا میں پتلے ہیں جن کی ڈوریں خدا کے ہاتھ میں ہیں۔۔ وہ جانتا ہے کہ کب،، کس طرح،، کس رخ،،، کس پتلے کو گھمانا ہے۔۔ اور کیا کوئی اس سے بہتر علم والا ہو سکتا ہے؟؟

اس فائل کا ایک ایک لفظ پڑھتے ہوئے اس کا خون کھول رہا تھا۔۔ حیرتوں کے نئے در اس پر واضح ہو رہے تھے۔۔ تو کیا وہ اتنا عرصہ بے خبر رہی تھی۔۔؟ فائل کا مطالعہ مکمل کرتی وہ اسے کسی قیمتی متاع کی طرح اٹھاتی ایک نئے عزم سے وہاں سے نکلی تھی۔۔ اسے وہاں جانا تھا جہاں سے یہ سب شروع ہوا تھا۔۔

www.novelsclubb.com

"کیسے ہو برخوردار۔۔؟"

پنتالیس پچاس سالہ اس شخص نے اپنے سامنے بیٹھے سیاہ ٹوپیس میں موجود لڑکے کو دیکھ کر خوشی سے پوچھا

"بالکل ٹھیک ڈیڈ اور بہت خوش بھی۔۔"

اس لڑکے کی سیاہ آنکھوں سے خوشی چھلک رہی تھی۔۔

"تو وہ خوشی مجھے بھی بتائیں ذرا۔۔ ہم بھی اپنے بیٹے کی خوشی میں خوش ہو جائیں۔۔"

اس شخص نے پھر قہقہہ لگا کر کہا تو وہ لڑکا ہنس دیا۔۔

بتاؤں گا ڈیڈ ضرور بتاؤں گا لیکن ابھی نہیں۔۔ دیواروں کے بھی کان ہوتے "

"ہیں۔۔ سمجھا کریں۔۔

وہ شرارت سے کہتا لاونج کی دیواروں کی طرف اشارہ کر کے بولا تو وہ ادھیڑ عمر شخص سمجھ کر مسکرا دیا۔۔

بہت جلد یہ دیواریں تمہارے تابع ہو جائیں گی میری جان۔۔ پھر تم جیسے چاہے "

"رہنا۔۔

وہ شخص محبت سے چور لہجے میں بولا تو نوجوان سرشار سا ہو گیا۔۔ وہ دونوں دیر تک ایک دوسرے سے راز و نیاز کرتے رہے۔۔ اور اس لاونج کی دیواروں نے ایک ایک راز خود

میں دفن کیا تھا۔۔کاش دیواروں کے پاس قوتِ سماعت کے ساتھ قوتِ گویائی بھی ہوتی۔۔

اس نے ایک نظر شیشے سے پار اترتی اندھیری شام کو دیکھا اور گاڑی کی سپیڈ بڑھائی۔۔وہ آج اس قصے کی تہہ تک گئی تھی اور جو حقائق اسے پتہ چلے تھے اس سے مجرم کا پتہ چل گیا تھا۔۔اگلی سماعت میں پورے 12 دن تھے اور وہ بے چینی سے اب اس سماعت کا انتظار کر رہی تھی۔۔سارا دن وہاں صرف ہو چکا تھا۔۔وہ اس وقت جی ٹی روڈ پر تھی۔ارد گرد پھیلا سناٹا اور ٹھنڈی شام ماحول کو پر اسرار سا بنا رہے تھے۔۔روڈ سنسان تھا تبھی اس نے سپیڈ تیز کر دی۔۔مگر تبھی اسے سامنے سے ایک ٹرک آتا دکھائی دیا۔۔ٹرک پوری سپیڈ سے اس کی طرف آرہا تھا۔۔اس نے جلدی سے اسٹیرنگ گھما کر کچی سڑک پر اترنا چاہا مگر تب تک وہ ٹرک اسے ٹکر مار چکا تھا۔اس کی گاڑی اچھلتی ہوئی کئی فٹ دور جا گری۔۔ٹرک اپنا کام کرتے ہی واپس جا چکا تھا۔۔گاڑی ٹھاہ کی آواز کے ساتھ کئی جھٹکے کھا کر الٹی ہو چکی تھی۔سامنے والا اور پیسنجر سیٹ والا شیشہ چکنا چور ہو چکے تھے۔۔کئی ٹکڑے اس کے جسم

www.novelsclubb.com

میں پیوست ہوئے تھے۔چند ثانیے کے لیے اسے واقعی ہی سمجھ نہیں آئی کہ ہوا کیا ہے۔۔اس کا دایاں بازو گاڑی الٹنے کی وجہ سے اس کے نیچے دب گیا تھا۔

عنایہ نے بند ہوتی آنکھوں سے دھیرے دھیرے خود سے دور جاتے ٹرک کی لائٹ دیکھی۔۔وہ گاڑی میں الٹی لٹک رہی تھی۔۔اس کے بازو اور سر پر شدید چوٹ آئی تھی۔۔سر سے خون بہتا ہوا نیچے گر رہا تھا۔۔ تبھی اسے دور سے ایک گاڑی آتی دکھائی دی۔۔وہ خود میں ہمت پیدا کرنے لگی تا کہ مدد مانگ سکے۔مگر وہ گاڑی عین اس کے قریب آکر رکی۔گاڑی کی ہیڈ لائٹس کی تیز روشنی سیدھی عنایہ کی آنکھوں میں پڑی۔۔تو اس نے تڑپ کر آنکھیں بند کیں۔۔ تبھی بھاری قدموں کی آواز اسے اپنی سمت آتی محسوس ہوئی۔۔اور کوئی وجود اس کے اور روشنی کے درمیان آبیٹھا۔اس نے آنکھیں کھول دیں۔۔ مگر اس شخص کو دیکھ نہ سکی۔۔

www.novelsclubb.com

"کیسا فیل ہو رہا ہے میڈم ایڈوکیٹ ؟؟ تمہیں کیا لگا کہ تم ایک پل میں میری سالوں کی محنت پر پانی پھیر دو گی۔۔ چچ چچ چچ"

وہ جو کوئی بھی تھا جوان تھا اور بھاری آواز میں بول رہا تھا۔۔ ستم یہ کہ عنایہ جانتی تھی کہ وہ کون ہے۔۔

خیر آپ نے اس دنیا میں اپنا وکیل ہونے کا کوٹہ پورا کر دیا ہے۔۔اپنی زندگی کے آخری "کیس کو بھی آپ نے بہت محنت اور ایمانداری سے نبھایا۔۔

"آئی رئیلی اپریشیٹ دس۔۔

وہ تالی مار کر بولا تو عنایہ نے ضبط سے آنکھیں میچ لیں۔ تبھی اس شخص کا فون بجا۔۔

"ہیلو۔۔"

اس کے پاس بیٹھنے کی وجہ سے عنایہ کو دوسری طرف کی بات صاف سن رہی تھی۔۔

"جلدی نکلو وہاں سے ایس پی اسی روڈ پر دورے پر ہے۔۔"

دوسری طرف عجلت سے کہا گیا تو وہ اٹھ کھڑا ہوا۔۔

"اس سالے کو بھی چین نہیں ہے۔۔ کرتا ہوں اس کا بھی کچھ۔۔"

www.novelsclubb.com

خود کلامی کرتے اس نے فون جیب میں رکھا اور پھر اس کی طرف متوجہ ہوا۔۔ عنایہ کے سر سے نکلتا خون گاڑی الٹی ہونے کی وجہ سے گاڑی کی چھت میں جذب ہو رہا تھا۔۔

خیر مس ایڈوکیٹ آخری ملاقات کافی اچھی رہی ہماری۔۔اپنے پاپا کو میرا اسلام کہیے "گا۔۔"

وہ مسکرا کر کہتا پلٹ گیا۔۔عنایہ کا ہاتھ جو آہستہ آہستہ حرکت کر رہا تھا اب تیز ہو گیا۔۔اس نے ایک سرعت میں شیشہ نیچے کیا اور رینگتی ہوئی باہر نکل آئی۔۔ہاتھ میں پستول تھا جو اس نے ڈیش بورڈ سے نکالا تھا۔۔باہر نکلتے ہی تکلیف کی کئی لہریں سر سے پاؤں تک سرائیت کر گئیں۔وہ کچھ پل سڑک پر ہی لیٹی رہی۔جانے والا اب گاڑی میں بیٹھ رہا تھا۔۔وہ لڑکھڑاتے ہوئے گاڑی کا سہارہ لیتے اٹھی تب تک وہ گاڑی میں بیٹھ کر گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا۔۔عنایہ نے ہمت کرتے اس کے ٹائر کا نشانہ لیا جو اس کے ہاتھ کپکپانے کی وجہ سے خطا ہو گیا۔۔فضا کے سناٹے میں گولی کی آواز دور تک سنائی دی۔۔تبھی اس شخص نے گاڑی موڑتے شیشے سے بازو باہر نکالا اور عنایہ کا نشانہ لیتے فائر کیا۔نشانہ پیٹ کا لیا گیا تھا جبکہ اس کے لڑکھڑانے پر گولی اس کا کندھا چھو کر گزر گئی۔۔تبھی سمیر کی جیپ ہارن بجاتی وہاں آئی تو وہ بھاگ نکلا۔۔سمیر نے ایک نظر گاڑی کی نمبر پلیٹ پر ڈالی اور سامنے سفید کپڑوں میں زخمی لڑکی کی طرف متوجہ ہوا۔۔اس کے پاس جانے پر پتہ چلا کہ وہ عنایہ ہے تو وہ تڑپ کر اس کے قریب گیا۔وہ اس وقت گھر جا رہا تھا تبھی اس نے فائر کی

www.novelsclubb.com

آواز سنی اور سپیڈ تیز کرتا یہاں تک پہنچا تھا۔ سر سے نکلتا خون۔۔ زخمی چہرہ اور زخمی کندھا لیے وہ کافی کمزور لگ رہی تھی۔۔ جبکہ سمیر پر تو حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے۔۔ وہ گولی یقیناً اس گاڑی والے نے چلائی تھی جبکہ وہ گاڑی ازھاد کی تھی۔۔ سمیر کو اس کا نمبر ازبر تھا۔

"عنایہ یہ ازھاد تھا۔۔ تم یہاں کیا کر رہی ہو؟؟ اور یہ سب کیا ہوا؟؟ اس نے تم پر گولی کیوں چلائی؟؟"

اسے بازو سے تھامتے وہ سوال کرنے لگا تو عنایہ نے بمشکل بند ہوتی آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔ کانچ سی آنکھوں میں تکلیف کی سرخی سمیر کا دل ہلا گئی۔۔ جبھی وہ تمیز بھلائے تم پر آیا تھا۔

"وہ ازھاد نہیں تھا۔۔"

www.novelsclubb.com

وہ مری سی آواز میں بولی۔۔ بازو جو پہلے ہی سیٹ کے نیچے آیا تھا اب مزید درد کر رہا تھا۔۔

اس نے سختی سے اپنا بازو تھام رکھا تھا۔ چہرے پر تکلیف کے آثار تھے۔

تمہیں ابھی بھی لگ رہا ہے کہ وہ مجرم نہیں ہے۔۔گاڑی تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھی" ہے۔۔وہ تمہارے اسی معصوم موکل کی ہی گاڑی تھی۔۔اب میرا منہ کیا دیکھ رہی ہو بیٹھو "میری گاڑی میں۔۔خون نکل رہا ہے تمہارا۔۔

دائیں بازو سے نکلتا خون عنایہ کے سفید سوٹ کو رنگتا جا رہا تھا۔درد کی شدت سے اس نے لب سختی سے بھینچ رکھے تھے۔پیشانی پر بے شمار سلوٹیں تھیں۔ بھنویں بھینچی ہوئی تھیں۔

نجانے سمیر کو اس کی تکلیف کیوں محسوس ہو رہی تھی۔اپنے پیشے میں اس نے گولی لگنے سے زیادہ گمبھیر کیسسز دیکھے تھے مگر یہاں تو گولی صرف چھو کر گزری تھی۔وہ نجانے کیوں اتنا پینک ہو رہا تھا کہ تمیز ہی بھول گیا۔

"جسٹ شٹ اپ۔۔۔منہ بند رکھو اپنا جاہل انسان۔۔"

درد کی شدت سے سرخ پڑتے چہرے سے وہ اس پر چیخی اور لڑکھڑاتی ہوئی اپنی گاڑی کی طرف گئی۔اس کا ارادہ موبائل ڈھونڈ کر کسی کو کال کرنے کا تھا۔اس بدتمیز انسان کے ساتھ تو وہ بالکل نہیں جانا چاہتی تھی جو بات کرنے کی تمیز ہی بھول بیٹھا تھا۔

کہاں جارہی ہو؟؟دیکھو تمہارا بہت خون بہہ رہا ہے پلیز گاڑی میں بیٹھو تمہیں فرسٹ ایڈ"
"کی اشد ضرورت ہے۔۔

سمیر سمجھ گیا تھا کہ وہ غصے سے قابو ہونے والی نہیں تھی۔ تبھی مفاہمتی لہجہ اپنایا۔ مگر وہ نظر انداز کرتی اپنی الٹی ہوئی گاڑی پر جھکی اپنا فون تلاش کررہی تھی،ایک ہاتھ سے زخم کو دبا رکھا تھا۔ سمیر نے لب بھینچ کر اسے دیکھا اور ایک نظر گہری رات اور سنسان سڑک پر ڈالی۔ کچھ دیر کی تگ ودو کے بعد وہ اپنا فون تلاشنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ مگر وہ اتنے میں ہی ہانپ گئی تھی۔ خون تیزی سے بہہ رہا تھا اور اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔۔ سر اور بازو کے ساتھ ساتھ ہوتے جسم میں تکلیف کی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔

"عنایہ دیکھو تم ٹھیک نہیں ہو۔۔ پلیز گاڑی میں بیٹھو۔۔"

اب کی بار اس نے بھی ہار مان لی اور چپ چاپ اس کے ساتھ چل دی۔ قدم لڑکھڑا رہے تھے اور آنکھوں کے آگے مسلسل اندھیرا چھا رہا تھا۔ مگر وہ اس وقت ایک غیر مرد کے رحم وکرم پر خود کو نہیں چھوڑ سکتی تھی۔ سمیر نے اس کے لئے دروازہ کھولا اور اس کے بیٹھتے ہی اپنی طرف آکر گاڑی زن سے سٹارٹ کرلی۔ عنایہ نے تھک کر سیٹ کی پشت سے سر ٹکادیا۔

"ہے عنایہ!! آنکھیں بند مت کرو۔۔ ہم کچھ دیر میں پہنچ جائیں گے ہاسپٹل۔۔"

اسے آنکھیں موندے دیکھ وہ گھبرا کر اس کا شانہ ہلا کر بولا

"گولی چھو کر گزری ہے مجھے۔۔ مر نہیں گئی ہوں میں۔۔"

اس کے ہاتھ کا بے چین سا لمس اپنے شانے پر محسوس کر کے وہ ناگواری سے بولی۔ سمیر بے ساختہ شرمندہ سا ہو گیا۔ کیا ضرورت تھی اتنی بے چینی دکھانے کی۔۔

لیکن ایک بات تھی جس نے سمیر کو چونکایا تھا۔۔ عنایہ اتنا خون نکلنے کے بعد بھی بے ہوش نہیں ہوئی تھی۔۔ نہ اس نے درد کا اظہار ہونے دیا تھا۔۔ وہ مزید اس لڑکی کا اسیر ہوا۔۔ اسٹیچز لگاتے ہوئے بھی اس نے لب بھینچ رکھے تھے مگر نہ آنکھوں سے آنسو نکلے اور نہ ہی منہ سے آہ۔۔ اس کی وِل پاور بہت سٹرانگ تھی۔۔ پٹی کروانے کے بعد ڈاکٹر نے عنایہ کو دیکھتے ہوئے چھٹی دے دی تھی کیونکہ وہاں ایڈمٹ کرنا بے سود تھا۔ سمیر ہی اسے ڈراپ کرنے جا رہا تھا جبکہ پولیس اسٹیشن فون کر کے اس نے عنایہ کی گاڑی ریکور کرنے کا کہا تھا۔

"آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے کہ وہ ازھاد نہیں تھا۔۔ اگر وہ ازھاد نہیں تھا تو کون تھا۔۔؟"

اب کی بار وہ اپنے اصل لہجے میں تمیز سے بولا تو عنایہ نے فون سے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔

"وہ ازھاد نہیں تھا۔۔وہ جو کوئی بھی تھا میں اسے بہت جلد ایکسپوز کرنے والی ہوں۔۔"

اس نے نظریں دوبارہ سکرین پر مرکوز کرتے کہا۔۔

"آپ کو کیسے پتہ کہ وہ ازھاد نہیں تھا؟؟"

اس نے پھر پوچھا

جبکہ عنایہ نے اسے سکون سے نظرانداز کیا اور فون کان کو لگایا۔۔پہلی بیل پر ہی فون اٹھا لیا گیا تھا۔۔

"ہیلو صبیحہ کہاں ہو تم۔۔؟"

www.novelsclubb.com

اس نے کھڑکی سے باہر پھیلی رات کو دیکھ کر سوال کیا۔۔صبیحہ خود ہی اس کے گھر آئی تھی معافی مانگنے۔۔عنایہ نے اسے معاف تو نہیں کیا البتہ اسے گھر رکنے کا ضرور کہا تھا۔۔

"میم میں آپ کے گھر ہی ہوں۔۔"

صبیحہ نے جھجکتے ہوئے کہا

اوکے۔۔امی کہاں ہیں؟؟ جاگ رہی ہیں؟؟ اگر وہ جاگ رہی ہیں تو انہیں کچھ دیر کے" "لیے مصروف رکھو اور گیٹ پر آؤ۔۔

وہ نہیں چاہتی تھی کہ شہناز بیگم اسے اس حالت میں دیکھیں۔۔اس کا سفید سوٹ تقریباً سارا ہی سرخ ہو چکا تھا۔۔

"نہیں میم آنٹی سو رہی ہیں۔۔اور میں لاونج میں ہی ہوں۔آگئی ہوں گیٹ پر۔۔"

اس کے بتانے پر عنایہ نے ایک لمبی سانس اندر کھینچی۔

"اوکے۔۔جب میں کہوں تو گیٹ کھول دینا۔۔مگر آواز مت کرنا۔۔"

اس نے کہا اور فون بند کر دیا۔۔

www.novelsclubb.com

سمیر نے اس کے بتانے پر اسے اس کے گھر کے سامنے اتارا۔عنایہ نے اترتے ہی دروازہ زور سے بند کیا۔۔ تبھی وہ بول پڑا۔۔

"میڈم آرام سے یہ میری نہیں سرکاری گاڑی ہے۔۔"

وہ ذرا طنز سے بولا۔ ابھی کچھ دیر پہلے کی نظر اندازی کا بدلہ بھی تو لینا تھا۔ عنایہ چونک کر پلٹی کیونکہ اس نے نے اتنی زور سے بھی بند نہیں کیا تھا۔۔ وہ پلٹی اور دروازہ کھول کر پوری طاقت سے بند کیا۔۔ گلی کے سناٹے میں ٹھاہ کی آواز گونج گئی۔۔ سمیر نے لب دبائے۔۔ یہ لڑکی واقعی ٹیڑھی تھی۔۔ وہ اس کے گیٹ میں جانے تک اس کی پشت کو دیکھتا رہا۔

"م۔۔ میم یہ کیا ہوا آپ کو؟؟"

صبیحہ نے جیسے ہی اسے دیکھا تو وہ خوفزدہ سی اس کی طرف آئی۔۔ عنایہ کا سفید سوٹ تقریباً سارا ہی سرخ ہو چکا تھا۔ سر پر اور دائیں بازو پر پٹی بندھی تھی۔ چہرے پر بھی زخم کے نشان تھے۔

www.novelsclubb.com

کچھ نہیں ایک چھوٹا سا ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔۔ تم امی کو مت بتانا۔۔ میں چینج کرتی ہوں تم "تب تک مجھے ایک گلاس دودھ گرم کر دو پلیز۔۔

اس کا ارادہ نیم گرم پانی سے شاور لیکر لمبی تان کر سونے کا تھا۔

"میں کر دیتی ہوں میم۔۔ لیکن آپ ٹھیک ہیں نا۔۔؟"

وہ پھر خوفزدہ سی بولی

"ہاں میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔ ڈونٹ وری۔۔"

اسے تسلی دے کر وہ کمرے کی جانب بڑھی جبکہ صبیحہ کو وہ بالکل ٹھیک نہیں لگی۔۔ اس کی چال میں واضح لڑکھڑاہٹ تھی۔۔

"میم میں آپ کو کپڑے نکال دیتی ہوں آپ پلیز چینج کر لیں۔۔ اور ریسٹ کریں۔۔"

صبیحہ نے اس کے کپڑے نکال کر دیتے کہا اور کچن کی طرف چلی گئی۔۔ دودھ گرم کیا اور اس کے لیے دودھ لیکر آئی تب تک عنایہ بھی شاور لے چکی تھی۔ میڈیسن لیتے ہی اس نے خود کو بستر پر گرایا اور ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئی۔۔ اسے فلحال ایک گہری نیند کی اشد ضرورت تھی۔ صبیحہ نے کمرے کی لائٹ آف کی اور آہستہ سے دروازہ بند کرتے ہوئے اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔

"!! یااللہ! عنایہ کیا ہوا ہے تمہیں یہ؟؟ اوہ میرے خدایا"

صبح ناشتے کی ٹیبل پر عنایہ کو دیکھتے ہی شہناز بیگم مچل اٹھیں۔اس کا منہ تقریباً سوجھا ہوا تھا۔چہرے پر کئی خراشیں تھیں اور سر پر پٹی بندھی تھی۔بازو کی پٹی اس کے کھلے کرتے میں چھپ گئی تھی۔وہ اس وقت لائٹ پنک فلورل کرتے اور اور سمپل لائٹ پنک شلوار میں ملبوس تھی۔قمیض پر ہلکے جامنی رنگ کے پھول تھے۔

کچھ نہیں ہوا امی۔۔چھوٹا سا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا۔۔آپ فکر مت کریں میں نے دوائی بھی" "کھالی تھی رات اور بینڈیج بھی کروالی تھی۔

وہ مسکرا کر انہیں تسلی دینے والے انداز میں بولی۔مگر وہ ماں تھیں تڑپ کر اس کے پاس آئیں اور دائیں بازو پکڑا۔۔تبھی وہ تڑپ اٹھی۔بازو کی جلد پر کافی گہرا زخم تھا۔جواب درد کر رہا تھا۔اس کا ارادہ تھا کہ وہ ناشتے کے بعد ہاسپٹل جائے گی۔

"بازو پر بھی چوٹ لگی ہے کیا؟؟"

www.novelsclubb.com

سوال کرتے ہی انہوں نے اس کی آستین موڑنی شروع کی تو وہاں بھی پٹی دیکھ کر گھبرا کر رونے لگیں۔۔صبیحہ سر پر کھڑی لب کچل رہی تھی۔

"امی پریشان مت ہوں۔۔ایکسیڈنٹ ہوا ہے چھوٹا سا بس۔۔"

وہ انہیں بازو کے ہلکے میں لیکر لاپرواہی سے بولی

"یہ ایکسیڈنٹ نہیں ہے۔۔کسی نے حملہ کیا ہے نا تم پر۔۔؟"

وہ سر اٹھا کر سوال کرنے لگیں تو عنایہ چپ چاپ انہیں دیکھے گئی۔۔اس کی چپ کو محسوس کرتے وہ پھر رونے لگیں۔۔

میں نے تمہارے باپ کو کھو دیا عنایہ ! میں تمہیں نہیں کھونا چاہتی۔۔میں نے تمہیں کہا "تھا کہ اس پیشے میں نہ آؤ۔یہاں صرف دشمنی ہے۔۔مگر تم نہیں مانی۔۔

سر ہاتھوں میں گرائے وہ شدت سے رو رہی تھیں۔۔

"پاپا کا قتل ہوا تھا نا امی۔۔؟"

اس کے ایک دم پوچھنے پر وہ رونا بھول گئیں۔۔یہ راز تو وہ خود سے چھپاتی آئی تھیں۔۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں کس نے بتایا۔۔؟"

ان کی سرسراتی سی آواز لاؤنج میں گونجی

"اللہ نے۔۔"

اس نے پر سکون سا جواب دیا۔۔

آپ کو پتہ ہے امی۔۔ اللہ سب سے بڑا منصف ہے۔۔ آپ کہہ رہی ہیں کہ میں وکیل نہ بنتی۔۔ میں اگر وکیل نہ بنتی تو آج اپنے باپ کے قاتلوں کو کیسے ڈھونڈتی؟؟ میرے باپ کا خون اتنا ارزاں تو نہیں کہ کوئی اسے ناحق بہائے اور سکون سے آزاد گھومے۔۔ اللہ نے ادھار نہیں رکھا۔۔ اس نے مجھے راہ دکھائی ہے۔۔ آپ بس مجھے دعا دیں۔۔"

اس نے ضبط سے کہا۔۔ آنکھیں آنسوؤں کو روکنے کے چکر میں سرخ ہو گئی تھیں۔۔

"اللہ پاک تمہیں کامیاب کرے میری بچی۔۔"

وہ نم آنکھوں سے مسکرا کر اس کے ماتھے کا بوسہ لینے لگیں۔۔ صبیحہ پریشان سی کھڑی صورتحال کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

ناشتے سے فارغ ہوتے ہی وہ ڈرائیور کے ہمراہ پہلے ہاسپٹل گئی تھی۔۔ ڈاکٹر نے اس کے پلاسٹر لگایا تھا۔ وہاں سے سیدھا اپنے آفس گئی تھی۔۔ جبکہ صبیحہ گھر پر ہی تھی۔

ازھاد متفکر سا پولیس اسٹیشن کی طرف جا رہا تھا۔ ابھی کچھ دیر پہلے ہی اسے سمیر کی کال موصول ہوئی تھی اور اس نے ایمرجنسی میں ازھاد کو پولیس اسٹیشن بلایا تھا۔ اس کا دل

زوروں سے دھڑک رہا تھا۔ نجانے کیا بات تھی۔ اذلان کی فکر اسے رہ رہ کر ستا رہی تھی۔ گاڑی پارکنگ میں کھڑی کرتے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا سمیر کے آفس پہنچا تھا۔

السلام علیکم!" ناک کرتے وہ اندر داخل ہوا اور سلام لیا"

وعلیکم السلام مسٹر ازھاد۔ پلیز ہیو آ سیٹ۔۔" ہاتھ میں پکڑی فائل کو سامنے ٹیبل پر رکھتے سمیر سیدھا ہو کر بیٹھا اور اسے بیٹھنے کی اجازت دی۔

کیا ہوا مسٹر خان؟ از ایوری تھنگ آل رائٹ۔۔؟" اس نے بے چینی سے پوچھا"

جی جی سب ٹھیک ہے۔۔ مجھے بس آپ سے کچھ سوالات کرنے تھے۔" سمیر نے ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم پھنسا کر کہا

مجھ سے۔۔؟ جی پوچھیں۔۔" ازھاد نے حیرانگی سے کہا"

"کل رات آپ کہاں تھے۔۔؟"

میں اپنے گھر پر تھا۔۔ کیوں کیا ہوا۔۔؟" اس نے الجھ کر پوچھا"

آپ جانتے ہیں کل رات مس عنایہ پر مرڈر اٹیمپٹ ہوا ہے۔۔ اور جانتے ہیں کس نے کیا ہے۔۔؟" سمیر نے آبرو اچکا کر اسے دیکھا وہ مزید الجھ گیا۔

www.novelsclubb.com

قاتل جس گاڑی میں سوار تھا وہ آپ کی گاڑی تھی مسٹر ازھاد۔۔سو اب آپ بتانا پسند کریں گے کہ آپ جھوٹ کیوں بول رہے ہیں۔۔؟"

اس کی بات پر ازھاد مزید الجھ گیا کل رات تو وہ اتنی گہری نیند سویا تھا کہ وہ خود حیران رہ گیا۔اسے لگا اتنے دنوں کی بے خوابی کا نتیجہ ہے۔

"دیکھیں مسٹر سمیر! میں کل رات اپنے گھر پر تھا اور سو رہا تھا۔۔میں نہیں جانتا کہ آپ کیا بات کر رہے ہیں۔۔اور مس عنایہ؟ کیا وہ ٹھیک ہیں۔۔؟"اس نے بے چینی سے پوچھا تو سمیر سلگا۔

"وہ جیسی بھی ہیں، مگر آپ کو جواب دینا ہو گا کہ آپ وہاں کیا کر رہے تھے۔۔"وہ دانت پیس کر بولا

"دیکھیں مسٹر سمیر! میں آپ سے کہہ چکا ہوں کہ میں کل رات اپنے گھر پر تھا، میں نہیں جانتا کہ آپ نے کس کی دیکھا تھا میری گاڑی میں۔۔اور میری گاڑی کو بھی دیکھا تھا یا نہیں۔۔"وہ ذرا طنز سے بولا

واٹ ڈو یو مین بائے دس؟؟میں نے خود آپ کی گاڑی دیکھی تھی وہاں۔۔"ازھاد کے"
طنز پر وہ جبڑے بھینچ کر بولا

دین پر وواٹ پلیز۔۔"کرسی کہ پشت سے ٹیک لگاتے وہ سکون سے گویا ہوا"

آپ ایسا کریں کوئی ثبوت ڈھونڈیں تب تک میں مس عنایہ کی خبر لے آؤں۔۔"کوٹ"
جھاڑتا وہ اٹھ کھڑا ہوا۔اس کے نکلتے ہی سمیر اس کے پیچھے لپکا تھا۔ازھاد نے بیک ویو مرر
سے اسے اپنے پیچھے آتے دیکھ لب دبایا۔کل وہ مشعل کے حوالے سے اسے جلا رہا تھا آج
اس نے وہی جذبات سمیر کی آنکھوں میں دیکھے تھا اور اب بدلہ لینے کا وقت ہوا چاہتا تھا۔
اس نے ایک بیکری پر رک کر ایک چاکلیٹ کیک پیک کروایا اور عنایہ کے آفس کی طرف
گاڑی موڑی۔

www.novelsclubb.com

یس کم ان۔۔"عنایہ نے مصروف سے انداز میں اجازت دی۔صبح والا لائٹ پنک"
فلورل کرتا پہنے۔دائیں بازو پر پلاسٹر لگائے وہ مصروف سی بائیں ہاتھ سے فائل کے صفحے
پلٹ رہی تھی۔چہرہ آج میک اپ سے پاک تھا۔

السلام علیکم !"ازھاد نے باآواز بلند سلام لیا تو وہ چونک گئی۔ سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا" گرے پینٹ اور وائٹ شرٹ میں ملبوس تھا۔ آنکھیں نجانے کیوں چمک رہی تھیں۔

وعلیکم السلام۔۔ بیٹھیں پلیز۔"اس نے فائل ایک طرف رکھتے ہوئے اسے کہا۔ تبھی" اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا بیگ اس کی طرف بڑھایا

یہ کیا۔۔؟"ابھی اس کی بات مکمل نہیں ہوئی تھی جب سمیر وہاں آن حاضر ہوا۔"

ایکچوئلی لاسٹ ٹائم میں آپ کے لئے پھول لیکر آیا تھا،اور آپ نے کہا تھا کہ آپ کو" پھول نہیں پسند۔۔بس اسی لئے میں اس دفعہ کیک لیکر آیا ہوں۔۔یہ آپ کو یقیناً پسند آئے گا۔۔"ازھاد نے ایک نظر سمیر کو دیکھا اور گلا کھنکار کر بڑی الفت سے گویا ہوا۔ عنایہ نے آنکھیں سکیڑ کر اس کی بتیسی دیکھی۔

مسٹر سمیر ! خیریت آپ بنا انفارم کئے اندر آ گئے۔۔؟"اس نے ازھاد کو اگنور کرتے" ہوئے سمیر سے پوچھا

وہ۔۔دراصل میں۔۔میں آپ کی سیفٹی کے لئے آیا تھا۔کل رات بھی آپ پر اٹیک ہوا" تھا۔اور اب بھی مسٹر ازھاد آپ کے پاس آ رہے تھے سو۔۔"وہ بائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے بائیں ابرو کھجاتے ہوئے بولا

سیریسلی۔۔؟مسٹر سمیر میں آپ کو رات ہی بتا چکی تھی کہ کل رات مجھ پر مسٹر شاہ نے" اٹیک نہیں کیا تھا۔۔"وہ زچ ہو کر گویا ہوئی

تو بتائیں پھر کہ اس کی کار وہاں کیا کر رہی تھی۔۔"وہ ایک دم بھڑک کر بولا تو عنایہ نے" ناگواری سے اس کی طرف دیکھا۔جبکہ ازھاد لب دبا گیا،ایک دفعہ وہ بھی ایسے ہی بولا تھا اور پھر عنایہ نے جو کہا تھا۔۔اف۔۔وہ سمیر کی بے عزتی کا منتظر تھا۔

مسٹر سمیر!نہ میں اونچی آواز میں بولتی ہوں اور نہ مجھے اونچی آواز پسند ہے۔۔آپ" میرے ہی آفس میں کھڑے ہو کر مجھ پر ہی چلا رہے ہیں۔۔امیزنگ۔۔"وہ طنز سے گویا ہوئی

تو مجھے بتائیں کہ کل رات وہاں کون تھا۔۔"وہ بھی اس پہیلی سے تنگ آ چکا تھا۔۔"

www.novelsclubb.com

وہ جو کوئی بھی تھا یہ میرا اور مس عنایہ کا پرسنل میٹر ہے۔۔"ازھاد نے اسے اس کے ہی" الفاظ لٹائے۔

وہ اصل مجرم تھا۔۔"وہ سکون سے گویا ہوئی تو ازھاد چونک کر اس کی طرف پلٹا"

کون ہے وہ؟؟ ٹیل می ہری اپ۔۔میں اس کا وہ حشر کروں گا کہ اس کی نسلیں ازھاد شاہ" کا نام یاد رکھیں گی۔۔"وہ ایک دم سرخ آنکھوں سے غرا کر بولا تو عنایہ نے کوفت سے ان دو جذبات کے بادشاہوں کو دیکھا

مسٹر شاہ اگر آپ نے خود ہی ان کا حشر کرنا تھا جو قانون کا سہارہ کیوں لیا ماشاءاللہ سے" آپ خود بھی تو بہت بڑے رستم خان ہیں۔۔"وہ ابرو آچکا کر طنز سے گویا ہوئی تو ازھاد نے صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے منہ بند کر لیا۔

وہ جو کوئی بھی ہے مسٹر سمیر! میں انشاللہ اس ہیرنگ میں اسے ایکسپوز کرنے والی" ہوں۔۔"اس نے ایک طرح سے سمیر کو تسلی دی تا کہ وہ چلا جائے مگر وہ ہنوز بیٹھا رہا۔وہ تینوں اب ایک دوسرے کا منہ دیکھ رہے تھے۔ تبھی سمیر اٹھ کھڑا ہوا۔

اوکے ٹھیک ہے مس عنایہ۔اپنا خیال رکھیئے گا۔۔میں چلتا ہوں۔۔"وہ خیال رکھنا پر زور دیتا ایک نظر ازھاد کو دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا

مسٹر خان !آپ مجھے ایک فیور دیں گے پلیز۔۔یہ کیک مشعل تک پہنچا دیجئے گا اس کو چاکلیٹ کیک بہت پسند ہے۔۔"اس نے ہونٹ کا کونہ دانتوں تلے دبا کر کہا تو سمیر تیورا کر مڑا

مشعل کو کیک کھانا ہو گا تو وہ مجھ سے کہہ سکتی ہے۔۔آپ کو اس کے کیک کی اور اس کی پسند نہ پسند کا خیال رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔"اس نے دانت پیس کر کہا

اوکے اوکے۔۔"اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔سمیر اس کی آنکھوں میں ناچتی شرارت دیکھ کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

یہ لیں مس ایڈوکیٹ آپ کا کیک۔۔"وہ پھر شرارت سے اس کی طرف مڑا۔۔جب سے اسے پتہ چلا تھا کہ مجرم مل چکا ہے وہ پر سکون ہو چکا تھا۔

آپ پہلے ڈیسائیڈ کر لیں کہ یہ کیک ہے کس کا۔۔؟"اس کے کہنے پر وہ قہقہہ لگا اٹھا۔"

آپ کا ہی ہے۔۔میں بس تنگ کر رہا تھا نہیں۔۔آپ بتائیں کیسی ہیں آپ؟"وہ سیدھا ہو کر بیٹھتا اس سے پوچھنے لگا

کافی جلدی خیال آگیا آپ کو میری طبیعت کا۔۔"اس نے کافی کا آرڈر دیتے ہوئے نارمل سے لہجے میں کہا

"مس ایڈووکیٹ! میں جانتا ہوں آپ بہت سٹرانگ ہیں۔۔یہ چھوٹے موٹے حملے آپ کے لئے معنی نہیں رکھتے۔۔آپ ان سے ڈرنے اور گھبرانے والی نہیں ہیں۔۔ٹرسٹ می آئی ہیو نیور سین سچ آسٹرانگ اینڈ پاور فل گرل ان مائی رئیل لائف۔۔"وہ آنکھوں میں نرم سے تاثرات لئے بولا

امپریس کرنے کی کوشش؟؟"عنایہ نے بھنویں سوالیہ انداز میں اچکا کر پوچھا وہ ہنس پڑا"

"نہیں بس اپنے پوائینٹس بڑھا رہا ہوں۔۔تاکہ کل کو میری طرف سے آپ کا ووٹ لازمی ہو۔۔"وہ معنی خیزی سے بولا تو عنایہ سمجھتی مسکراہٹ دبا گئی۔

بعد کی بعد میں دیکھی جائے گی۔۔ فلحال مجھے آپ سے کچھ سیر ئیس باتیں ڈسکس کرنا" ہیں۔۔" وہ ایک دم سنجیدہ ہوتی اس کی طرف ایک فائل بڑھا گئی۔۔ازھاد نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا

اس کو پڑھ لیں ایک نظر۔۔ آپ کے سارے خدشات دور ہو جائیں گے۔۔"اس نے" اندر آتے ملازم سے کافی میز پر رکھنے کو کہا اور اسے سر کے اشارے سے فائل پڑھنے کو کہا۔ وہ جیسے جیسے ورق گردانی کرتا گیا اس کا وجود مٹی ہوتا گیا۔۔ اتنا بڑا دھوکا۔۔ اتنا شدید۔۔ کیا زندگی گزاری تھی اس نے۔۔ کیا زندگی گزار رہا تھا وہ۔۔ کیا تھا وہ۔۔ ایک پپٹ۔۔ اپنوں کے ہاتھوں سے چلنے والا۔۔ لوگ کہتے ہیں دل کا حال آنکھوں سے پتہ چل جاتا ہے۔۔ جھوٹ کہتے ہیں یا شاید اس کے پاس وہ آنکھیں ہی نہیں تھیں۔۔ اسے لگا وہ ایک آئینہ زار میں رہتا آیا ہے۔۔ اور اس شیشوں کے گھر کا مالک اسے ہر وہ چیز دکھاتا آیا جو وہ دکھانا چاہتا تھا۔ فریب کے شیشوں سے وہ اس کی اندھیر زندگی کو چمکتا ہوا دکھا رہا تھا۔ اور اس گھر کا مالک اس کا اپنا خون تھا۔۔ کیسی بے بسی سی بے بسی تھی۔۔ کیسی اذیت تھی جو اس نے اس فائل کا ایک ایک صفحہ پڑھتے ہوئے محسوس کی تھی۔

www.novelsclubb.com

بی سٹرانگ مسٹر شاہ۔۔"عنایہ نے اس کی سیاہ آنکھوں میں نمودار ہوتی نمی کو دیکھ کر" کہا۔۔وہ ایک دم سے فائل چھوڑ کر اس کے آفس سے نکلتا چلا گیا۔

آج کیس کی سماعت کا دن تھا۔ازھاد بوجھل دل سے گاڑی ڈرائیو کرتا کورٹ تک پہنچا تھا۔ پچھلے بارہ دن سے وہ اپنا وہ گناہ یاد کر رہا تھا جس کی پاداش میں اسے یہ سزا ملی تھی۔اس کا دل ایک دم ہر چیز سے اچاٹ ہو گیا تھا۔اس فائل کے صفحات پر لکھا ایک ایک لفظ سچ تھا مگر اسکا دل کہہ رہا تھا کہ کاش وہ جھوٹ ہو۔۔ بعض اوقات ہم حقیقت کا سامنا کرتے ہوئے کبوتر بننا پسند کرتے ہیں،آنکھیں بند کر لینے سے اتنی تکلیف نہیں ہوتی جتنی حقیقت کو سامنے دیکھ کر ہوتی ہے۔۔ مگر کیا واقعی ایسا ہوتا ہے؟؟

آنکھوں کے سوجھے پپوٹے اس کی شب خوابی اور اندرونی اضطراب کا عندیہ دے رہے تھے۔جسمانی تکلیف درد دیتی ہے مگر اندرونی تکلیف توڑ دیتی ہے،کھوکھلا کر دیتی ہے۔۔اور اسوقت ازھاد کو اپنا آپ کھوکھلا ہی محسوس ہی رہا تھا۔اسے اپنے آپ سے نفرت ہو رہی تھی۔کیا سمجھتا تھا وہ خود کو۔۔کتنا غرور تھا اسے خود پہ۔۔ مگر حقیقت کیا تھی اس کی۔۔ایک کٹھ پُتلی تھا وہ۔۔

پارکنگ میں گاڑی کھڑے کر کے وہ عدالت کی طرف آیا۔قدموں میں سستی تھی۔آنکھیں میچ کر جیسے اس نے عدالت میں آج ہونے والے انکشافات کے لئے خود میں ہمت پیدا کی تھی۔

کمرہ عدالت کے باہر لگے لکڑی کے بینچ پر بیٹھ کر وہ ادھر ادھر گھومتے لوگوں کو دیکھ رہا تھا۔ساکت نگاہوں سے۔۔انسان ساری عمر مخلص لوگوں کی تلاش میں سر گرداں رہتا ہے۔اور جب اسے کچھ لوگ میسر آتے ہیں تو وہ آنکھیں بند کر کے یقین کر لیتا ہے ان پر۔۔اپنا سب کچھ لٹا ڈالتا ہے۔۔اور کندھے سے کندھا ملا کر چلنے والے جب منہ کے بل گراتے ہیں تو گرنے سے زیادہ یہ بات تکلیف دیتی ہے کہ گرایا کس نے ہے۔انسان ساری عمر اٹھنے میں ہی لگا دیتا ہے۔۔اپنے گھٹنوں پر دونوں بازو رکھے،دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم ایک دوسرے میں پیوست کئے وہ سوچوں کے لامتناہی سفر پر نکلا ہوا تھا جب اسے عنایہ کی آواز سنائی دی۔

السلام علیکم !"وہ حسبِ معمول اپنے سیاہ گاؤن میں سنہری بالوں کو ڈھیلی سے پونی میں" قید کئے، گھنی مژگان کو مسکارے کے بوجھ تلے دبائے اس کے سامنے کھڑی تھی۔لبوں پر ہلکی پنک لپ اسٹک لگائے۔جبکہ پیر سیاہ ہاٹ شوز میں مقید تھے۔

"وعلیکم السلام! کیسی ہیں آپ؟؟" وہ اٹھ کھڑا ہوا اور گالوں کے سارے پٹھے کھینچ کر مسکرایا۔ زبردستی سا۔

"میں ٹھیک ہوں الحمدللہ۔۔ لیکن آپ مجھے ٹھیک نہیں لگ رہے۔۔" وہ گہری نظروں سے اسے دیکھتی بولی۔ وہ زخمی سا مسکرا دیا

"آپ کو کیا لگتا ہے جو میں جان چکا ہوں اور جو آج جاننے والا ہوں اس کے بعد میں ٹھیک رہ سکتا ہوں؟؟" وہ الٹا اسی سے سوال کر رہا تھا۔

"مسٹر ازھاد یقین کریں لوگ اس سے بھی بڑے بڑے دھوکوں اور اس سے بھی برے ماحول میں سروائیو کر جاتے ہیں۔۔ جانتے ہیں کیوں؟؟" وہ آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھنے لگا۔

"کیونکہ انہیں پتہ ہوتا ہے کہ کسی کے دھوکا دینے سے، کسی چیز کے لاحاصل ہونے سے زندگی رک نہیں جاتی۔۔ یہ چلتی رہتی ہے۔۔ تو بجائے اس کو اذیتوں میں گزارنے کے۔۔ لاپروائی میں گزاریں۔۔ چل ہو کر۔۔ کسی کو کبھی بھی خود پر ترس کھانے کا موقع نہ دیں۔۔" وہ ٹھہر ٹھہر کر مضبوط لہجے میں بولی۔۔ ازھاد سمجھتا سر ہلا گیا۔

آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔۔ مگر زخم بھرنے میں وقت لگتا ہے۔۔اور اتنا وقت تو حق ہے" میرا۔۔"وہ ہلکی سی مسکراہٹ سے جیسے اجازت مانگ رہا تھا۔

ٹیک یور ٹائم۔۔ لیکن آپ اس طرح اداس بیٹھے بالکل اچھے نہیں لگ رہے۔۔"وہ" شرارت سے کہتی اسے ہنسنے پر مجبور کر گئی۔۔

اوہ مائی گاڈ۔۔ میں آپ کو اچھا لگتا ہوں؟؟"وہ شرارت سے اونچی آواز میں گویا ہوا عنایہ" نے حیرت سے اسے دیکھا مگر اپنے عقب پر کسی کو محسوس کر کے پلٹی تو سمیر کو کھڑا دیکھ کر اس کی شرارت سمجھ گئی۔

السلام علیکم!"سمیر نے ازھاد کا جملہ بالکل صاف سنا تھا۔۔"

وعلیکم السلام! آیئے آیئے مسٹر خان۔۔ مس عنایہ ابھی مجھے کچھ بتانے والی تھیں۔۔"وہ" خوش اخلاقی سے اسے دعوت دیتا بولا۔سمیر نے دانت پیسے۔اس سے پہلے وہ اسے کوئی جواب دیتا فون کی بیل پر فون کان سے لگاتا دو قدم دور ہو گیا۔

ویسے بندہ اچھا ہے۔۔"ازھاد نے شرارت سے اس کی پشت دیکھ کر عنایہ سے کہا۔وہ" کھل کر مسکرائی۔۔شرارتی سی مسکراہٹ۔۔

مشعل کے لئے کیسا رہے گا؟؟"اس نے لب دبا کر پوچھا تو ازھادا سے گھورنے لگا۔ مگر" پھر کندھے آچکا کر بولا

بھائی کے طور پر ٹھیک ہے۔۔"اس کے جواب پر عنایہ پھر ہنس دی۔۔"

کچھ ہی دیر میں وہ لوگ کمرہ عدالت میں موجود تھے۔جج کے کہنے پر عنایہ نے کاروائی شروع کی۔

یور آنر آج کی کاروائی شروع کرنے سے پہلے میں آپ کو پچھلی سماعت کا مختصر سا حوالہ" دیتی ہوں۔۔کیس مسٹر اکبر حمدانی کے قتل کا تھا۔جس کا الزام میرے مؤکل اذلان شاہ پر لگایا گیا، کیونکہ وہ موقع واردات پر آلہ قتل کے ساتھ پائے گئے تھے اور اس بات کی گواہی ایس پی سمیر خان بھی دے چکے تھے۔دوسری طرف ملزم کے بھائی ازھاد شاہ کے آفس میں مقتول بطور اکاؤنٹنٹ جاب کر رہے تھے۔وہاں ہوئے پیسوں کے کچھ گھپلے کا الزام بھی مقتول پر لگایا گیا تھا جس کی وجہ سے مسٹر ازھاد نے ان کو کافی ڈرایا دھمکایا بھی تھا۔یہ ساری باتیں پچھلی سماعت میں کلیئر ہو چکی ہیں۔۔مگر میرے دو سوال تھے۔۔

www.novelsclubb.com

پہلا: اگر مسٹر ازھاد اور اذلان نے اکبر حمدانی کو قتل ہی کرنا تھا تو بجائے کسی کرایے کے قاتل کو ہائر کرنے کہ انہوں نے یہ کام خود کیوں کیا؟؟ اور اگر خود بھی کیا تو اپنا پرسنل پسٹل اور اپنا فارم ہاؤس ہی کیوں چنا؟؟ کوئی بھی عقل و شعور والا انسان چوری کرنے سے پہلے بھی پراپر پلاننگ کرتا ہے تو وہ قتل کی پلاننگ کیوں نہیں کرے گا؟؟

دوسرا سوال یہ کہ قتل کے کچھ دن بعد ہی مس مشعل جو کہ مقتول کی بیٹی ہیں انہیں کسی نامعلوم شخص نے بے ہوش کیا۔۔ اور ان کے گھر سے مقتول کا لیپ ٹاپ لیکر چلا گیا۔۔ جبکہ اس شخص کا سراغ اب تک نہیں لگ سکا۔۔" جج کی طرف دیکھتی وہ ہاتھ باہم پھنسائے گردن اکڑائے بول رہی تھی۔

پچھلی سماعت میں ہم نے سب سے گواہی لی۔۔ لیکن ہم ایک اہم اور مین انسان کو بھول گئے۔۔ مسٹر ازھاد شاہ کے چچا مسٹر جاوید شاہ۔۔ مین ان سے کچھ سوال کرنے کی اجازت چاہتی ہوں؟؟" وہ جھک کر بولی تو جج نے اجازت دے دی۔ جاوید شاہ قدم قدم چلتے کٹہرے میں آن کھڑے ہوئے۔ ان کے بالکل سامنے دوسری طرف اذلان کھڑا تھا۔ جاوید شاہ اسے دیکھ کر نظریں پھیر گئے۔۔

www.novelsclubb.com

سو مسٹر جاوید! جس رات مسٹر اکبر کا قتل ہوا اذلان کیا کہہ کر گھر سے نکلا تھا اور اسی"

"رات غالباً مسٹر ازھاد بھی گھر سے نکلے تھے۔۔وہ کیوں نکلے تھے؟؟

وہ ان کے سامنے کھڑی آنکھوں میں دیکھتی سوال کر رہی تھی۔

اس رات اذلان کا اچانک ہی پلان بنا تھا فارم ہاؤس جانے کا۔۔اس نے کہا تھا کہ وہ کچھ "

دیر میں لوٹ آئے گا جبکہ یہ نہیں آیا۔۔میرے بار بار فون کرنے پر بھی نہیں۔۔اور اسی

وجہ سے میری طبیعت خاصی خراب ہو گئی تھی تو ازھاد میری دوائی لینے فارمیسی گیا تھا۔۔"

وہ مضبوط لہجے میں بولے

اوکے۔۔"وہ سر اثبات میں ہلا کر پھر جج کی طرف مڑی"

یور آنر ایک ضروری بات تو میں بتانا ہی بھول گئی۔۔ابھی کچھ دن پہلے اسی کیس کی سلسلے "

میں، میں لاہور سے باہر گئی تھی اور واپسی پر مجھ پر قاتلانہ حملہ ہوا تھا۔۔پہلے ایک ٹرک

سے میری گاڑی کو ٹکر ماری گئی اور پھر مجھ پر گولی چلائی گئی۔۔"وہ ذرا بھر کو رکی کر سانس

لینے لگی۔

مگر شاید میری قسمت اچھی تھی اور اس شخص کی خراب جو میں بچ گئی۔۔"وہ پلٹی اور" ایک فائل پکڑ کر جج کے ماتحت کو پکڑائی

"یہ رہی میری میڈیکل رپورٹ اور میری گاڑی کی تصاویر۔۔"

اب سوال یہ ہے کہ آخر وہ شخص کون تھا؟؟اس گاڑی کا نمبر مجھے ازبر ہے اور وہ گاڑی" مسٹر ازھاد کی تھی۔۔"وہ بولی تو وہاں موجود سبھی لوگ چونک گئے۔۔اذلان نے جھٹکے سے سر اٹھا کر ازھاد کی طرف دیکھا۔

لیکن ایک بات ہے جو مجھے حیرت میں ڈال رہی ہے۔۔اور وہ یہ کہ مسٹر ازھاد اس رات" مسٹر سمیر کے گھر تھے۔۔تو آخر وہ کون تھا جو ان کی گاڑی میں تھا۔۔"اس کی بات ابھی ختم نہیں ہوئی تھی جب جاوید شاہ بول پڑے

نہیں ازھاد وہاں تو نہیں تھا، یہ کہیں اور گیا تھا، مجھے بتا کر گیا تھا کہ میں کچھ دیر میں آجاؤں" گا۔۔اپنا پسٹل بھی لیکر گیا تھا یہ۔۔"وہ عجلت بھرے انداز میں بولے۔عنایہ الجھن زدہ تاثرات چہرے پر سجائے ان کی طرف پلٹی۔۔

کیا بات کر رہے ہیں آپ؟؟اس رات میں بھی مسٹر سمیر کے گھر پر تھی۔۔ مشعل کی" طبیعت خراب ہو گئی تھی اسی وجہ سے ہم سب وہیں تھے۔۔آپ چاہیں تو مسٹر سمیر یہاں آکر بھی گواہی دے سکتے ہیں۔۔ان فیکٹ میرے پاس تصویریں بھی ہیں۔۔"وہ ہنوز الجھن زدہ تھی۔

آپ جھوٹ بول رہی ہیں۔۔یہ اس رات کہیں نہیں گیا تھا،،اس کو تو میں نے خود نیند کی" گولیاں دے کر سلایا تھا۔۔"وہ پھر عجلت بھرے انداز میں بولے مگر بول کر پچھتائے۔اذلان نے ایک دفعہ پھر جھٹکے سے ان کی طرف دیکھا۔۔ازھا نے درد سے آنکھیں میچیں۔۔جبکہ حیرت زدہ سا سمیر بھی سب سمجھتا حیرت سے کبھی ازھاد کو اور کبھی جاوید شاہ کو دیکھ رہا تھا۔۔

تھینک یو فار یور انفارمیشن۔۔"وہ چہرے پر مسکراہٹ سجا کر سر جھکا کر ان کا شکریہ ادا" کرتی جج کی طرف پلٹی۔۔

یور آنر اس بات کو میں بعد میں کھولوں گی۔۔سب سے پہلے آپ یہ فائلز دیکھیں۔۔"" اس نے نیلے رنگ کی ایک فائل ماتحت کی طرف بڑھائی جس پر بڑے بڑے الفاظ میں "جاوید شاہ "لکھا تھا۔۔

www.novelsclubb.com

یہ فائل انکم ٹیکس آفیسر مسٹر مظفر ملک کے ہاتھ کی بنی ہوئی ہے۔۔ جس پر تاریخ بھی" درج ہے۔۔ یہ کیس آج سے اٹھارہ برس پہلے کا ہے۔۔ مظفر ملک نے یہ رپورٹ عثمان شاہ کی فیکٹری رائل سٹار پر تیار کی تھی۔ یہ رپورٹ دوہزار پانچ میں تیار کی گئی ہے جس کے مطابق رائل سٹار کمپنی نے پچھلے پانچ سال سے انکم ٹیکس ادا نہیں کیا تھا۔اور جب انکوائری کی گئی تو پتہ چلا کہ اس کمپنی کے مالک عثمان شاہ نے وہ تمام ٹیکس اپنے بھائی جاوید شاہ کو ادا کرنے کا کہا تھا۔ جبکہ کمپنی کے اکاؤنٹس جاوید شاہ ہی سنبھالتے تھے۔۔انہوں نے پانچ سال سے ٹیکس ادا نہیں کیا اور جب پوچھ تاچھ کی گئی تو بہت آرام سے مظفر ملک کو ایکسیڈنٹ کے زریعے ہمیشہ کے لیے چپ کروادیا۔۔"وہ مضبوط لہجے میں آج سالوں بعد اپنے باپ کا کیس لڑ رہی تھی۔

اس فائل میں ایک سی ڈی بھی ہے جس میں مظفر ملک کی ویڈیو ہے، میں اس ویڈیو کو" عدالت میں چلوانے کی اجازت چاہتی ہوں۔۔"وہ جیسے جیسے بولتی جارہی تھی وہاں موجود دو نفوس کو سانپ سونگھتا جا رہا تھا۔۔

میں مظفر ملک ہوں۔۔ میں آج کل رائل سٹار کمپنی پر ایک رپورٹ تیار کر رہا" ہوں۔۔ جس کے مطابق اس کمپنی کے آنر نے پچھلے پانچ سال سے ٹیکس ادا نہیں کیا جبکہ

ان کا کہنا ہے کہ ان کے بھائی جن کے زمہ اکاؤنٹس ہیں وہ ہر سال باقاعدگی سے ادا کرتے رہے ہیں۔۔ لیکن جب ان کے بھائی سے بازپرس کی گئی تو معلوم ہوا کہ پچھلے پانچ سال سے وہ گھپلا کرتے آرہے ہیں۔ میں وہ تمام ثبوت عثمان شاہ کو دے چکا ہوں۔۔ یہ ویڈیو بنانے کا مقصد یہ ہے کہ مجھے اور عثمان شاہ کو جان کا خطرہ ہے۔۔ وہ شخص ہمیں باقاعدہ دھمکی دے چکا ہے۔۔ میں نہیں جانتا میرے پاس کتنا وقت ہے۔۔ مگر میں یہ تمام ثبوت محفوظ کر دینا چاہتا ہوں۔۔" پانچ منٹ کی وہ فوٹیج عدالت میں موجود ہر شخص کو جھٹکوں کی زد میں لے گئی تھی۔ اذلان بے یقین نظروں سے کبھی بھائی کے درد بھرے چہرے کو دیکھ رہا تھا اور کبھی اس شخص کو جس کو اس نے باپ کہا تھا۔

"یور آنر 18 سال پہلے ہونے والا مظفر ملک کا ایکسیڈنٹ اور عثمان شاہ کا بمعہ فیملی ایکسیڈنٹ۔۔ سب کچھ پری پلینڈ تھا اور اس سب کا ماسٹر مائنڈ یہ شخص ہے۔۔" وہ درد کی شدت سے سرخ ہوتی آنکھیں لئے جاوید شاہ کی طرف پلٹی۔۔ اسے یہ سی ڈی بھی اس سٹور روم سے ہی ملی تھی۔۔ بعض دفعہ لاپرواہی سے پھینکی گئی چیزیں بھی زندگی کی نوید سنا جاتی ہیں۔

www.novelsclubb.com

اور ایک آخری بات یور آنر! مسٹر ازھاد کی فیکٹری میں بہت عرصے سے پیسے غائب" ہوتے چلے آرہے تھے۔۔ان کی پتو کی والی سائٹ پر بھی گھپلہ ہوا۔۔اور جب میں وہاں پوچھ تاچھ کرنے گئی تو مجھے معلوم ہوا کہ مسٹر ازھاد کے پی اے مسٹر دراب نے، جن کے ذمے مسٹر ازھاد نے وہاں کے اکاؤنٹس کئے تھے۔۔وہ وہاں پیسہ ٹرانسفر کر ہی نہیں رہے تھے۔۔گویا وہ بھی باپ کے نقشِ قدم پر چلے تھے۔۔"اس کے انکشاف پر جو لوگ ابھی حیرت سے نکلے تھے پھر حیرت کے سمندر میں غوطہ زن ہو گئے۔۔درسب نے وہاں بیٹھے بیٹھے گردن موڑ کر اپنے ساتھ بیٹھے ازھاد کو دیکھا۔۔وہ بے تاثر نگاہوں سے سامنے دیکھ رہا تھا۔دراب سر سے لیکر پاؤں تک پسینے میں نہا گیا۔

جی بالکل یور آنر۔۔ مسٹر دراب مسٹر جاوید شاہ کے بیٹے ہیں۔۔"وہ ایک نظر حیران" پریشان ازلان کو دیکھ کر واپس جاوید شاہ کی طرف پلٹی جس کا چہرہ زرد ہو رہا تھا۔۔

www.novelsclubb.com

آگے کی کہانی آپ بتانا پسند کریں گے یا میں بتاؤں؟؟"وہ تیکھے تیوروں سے اسے دیکھ کر" بولی

یہ جھو۔۔"وہ منمنا کر بولنے لگا مگر عنایہ نے درشتگی سے اس کی بات کاٹ دی۔۔"

ڈونٹ یو ڈیئر۔۔ڈونٹ۔۔" وہ انگلی اس کے چہرے کے سامنے کرتی غرائی"

ہاں کیا میں نے قتل تمہارے باپ کو۔۔ان دونوں کے اس خبیث باپ کو۔۔اور مجھے" موقع ملتا تو میں انہیں بھی مار ڈالتا۔۔سالے باپ کی طرح ساری جائیداد پر سانپ بن کر بیٹھے ہیں۔۔" وہ جاوید شاہ وہ نہیں تھا جو ان دونوں بھائیوں کے لاڈ اٹھاتا نہیں دکھتا تھا۔۔ازھاد دانتوں پر دانت جمائے اس جانور کو دیکھ رہا تھا۔۔ کنپٹی کی رگیں ضبط سے پھول چکی تھیں۔۔

ماننا پڑے گا تمہیں۔۔بہت محنت کی تم نے مگر تم ایک بات پتہ کرنا بھول گئی۔۔میں" عثمان کا سگا بھائی نہیں بلکہ کزن تھا اور وہ بھی دور پار کا۔۔ماں باپ مر گئے تو ان کے گھر آ گیا۔۔سب ٹھیک چل رہا تھا۔۔ مگر مسئلہ تب ہوا جب عثمان نے کہا کہ وہ اسما کو پسند کرتا ہے۔۔کیسے کر سکتا تھا وہ اسے پسند۔۔وہ میری پسند تھی۔۔" وہ بول نہیں رہا تھا منہ سے جھاگ اڑا رہا تھا۔۔اذلان کو لگا وہ اس سے زیادہ سن نہیں پائے گا۔۔

چلو کر دی شادی ٹھیک ہے۔۔ مگر ساری جائیداد ان دونوں کے نام لگانے کی کیا تک بنتی" تھی؟؟ کیا میرا کوئی حق نہیں تھا؟ میں بھی تو محنت کر رہا تھا، مگر مجھے کیا ملا؟ بس پھر سوچ لیا

تھامیں نے بھی کہ زندہ نہیں چھوڑوں گا کسی کو بھی۔۔ مگر تمہارا باپ بے موت مارا گیا بے چارہ" وہ شیطانی قہقہہ لگا کر ہنسا۔۔

"میرا بڑا دل تھا ان کو بھی مارنے کا مگر یہ دونوں اس ایکسیڈنٹ میں بچ گئے۔۔ میں نے سوچا چلو کچھ سال ایک محبت کرنے والے چچا کا کردار ادا کر لیں۔۔ اور پھر ہم اپنا کام کریں گے۔۔ اور پھر میں نے اپنے بیٹے کو ازھاد کے دفتر میں بھیجا تھا تاکہ وہ ہر چیز پر نظر رکھ سکے۔۔ مزے کی بات پتہ کیا ہے؟؟ یہ دونوں بھائی خود کو بڑی توپ چیز سمجھتے تھے۔۔ لیکن ان دونوں کو میں نے اور میرے بیٹے نے اپنی انگلیوں پر نچایا ہے۔۔" وہ قہقہہ لگا کر ہنستا جنونی لگ رہا تھا۔۔ عنایہ نہایت ضبط سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"پھر ہم نے سوچا کہ ان کو مارنے سے بہتر ہے اس طرح پھنسایا جائے کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔۔ جب دراب نے اس کے اکاؤنٹ سے پیسے نکالے اور اس کا الزام اس بڈھے پر لگایا تو ہمارا ارادہ تھا کہ اسے بھڑکا کر اس سے کچھ ایسا کروایا جائے جس کی بدولت یہ کبھی سر نہ اٹھا سکے۔۔ مگر تبھی ہماری باتیں اس بڈھے نے سن لیں۔۔ اور مر گیا وہ بھی۔۔ خیر اس کے بعد ان دونوں بھائیوں نے خود بخود ہمارا رستہ صاف کر دیا۔۔" وہ شخص ہنوز ہنس رہا تھا اور ازھاد کا دل کر رہا تھا کہ اس شخص کا منہ توڑ ڈالے۔۔

www.novelsclubb.com

مگر تم نے۔۔"وہ عنایہ کی طرف جھپٹا جب پیچھے کھڑے کانسٹیبل نے اسے پکڑ لیا، وہ" اپنے قدموں پر کھڑی سرخ آنکھوں سے اس شخص کو دیکھ رہی تھی جس نے اس کی زندگی کا قیمتی سرمایہ اس سے چھین لیا تھا۔

تم نے سارا کھیل خراب کر دیا۔۔ تمہیں بھی مارنے کی کوشش کی تھی ہم نے مگر تم بچ" نکلی۔۔"اکانسٹیبل کی گرفت میں مچلتا وہ چیخ رہا تھا۔ عنایہ واپس جج کی طرف مڑی۔

یور آنز میرا نہیں خیال کہ مجھے کوئی بھی چیز مزید بتانے کی یا ثابت کرنے کی ضرورت" ہے۔۔ مجرم نے خود اس بات کا اعتراف کیا ہے۔۔ میری عدالت سے گزارش ہے کہ ان دونوں مجرموں کو سخت سے سخت سزا دی جائے۔۔ شکریہ!"سر جھکا کر وہ واپس اپنی کرسی پر آ بیٹھی۔ صبیحہ نے پانی کا گلاس اسے تھمایا جسے اس نے دو گھونٹ پی کر واپس رکھ دیا۔ عدالت نے جاوید شاہ کو اسما شاہ، عثمان شاہ، مظفر ملک اور اکبر حمدانی کے قتل، پیسوں کے خرد برد اور عنایہ پر اقدامِ قتل کی دفعہ لگاتے انہیں سزائے موت جبکہ دراب کو اکبر حمدانی کے قتل، عنایہ پر اقدامِ قتل اور ازھاد کے پیسوں کے خرد برد کی دفعہ لگاتے بھاری جرمانہ اور عمر قید کی سزا سنائی تھی۔ عدالت کے برخاست ہوتے ہی سب اپنا بکھرا وجود سنبھالنے لگے تھے۔۔ پولیس دراب اور جاوید شاہ کو لیکر جا چکی تھی۔ ازھاد مضبوط قدم

اٹھاتا اذلان کی طرف بڑھا تھا پولیس کے ہتھکڑیاں کھولنے پر اس نے آگے بڑھ کر اسے سینے سے لگا گیا۔۔اذلان ابھی تک بے یقین تھا۔اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ جو ابھی ہوا ہے وہ سچ ہے۔۔بعض اوقات حقیقت اتنے بھیانک روپ میں ہمارے سامنے آتی ہے کہ ہمارے حواسِ خمسہ جواب دے جاتے ہیں۔۔ازھاد کے گلے لگتے ہی وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔۔ازھاد نے نم آنکھوں سے اسے سینے میں بھینچ لیا۔۔

بھائی۔۔۔بھائی بابا ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔۔ہم۔۔"وہ بولنے لگا تو اسے لگا کہ الفاظ ہی نہیں ہیں اپنا حال بیان کرنے کو۔۔

بس چپ۔۔کچھ نہیں ہوا۔۔"ازھاد نے اسے خود سے الگ کرتے اس کے آنسو صاف کرتے کہا۔۔اس کی بڑھی ہوئی داڑھی اس کے آنسوؤں سے بھیگ گئی تھی۔۔وہاں موجود ہر شخص اس خوبرو مرد کو روتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔۔جو خود سے بے گانہ ہو کر رو رہا تھا۔۔

چلو شاباش گھر چلتے ہیں۔۔"بغیر کسی سے ملے وہ اذلان کو لیکر جا چکا تھا وہ فلحال کسی کا بھی سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

www.novelsclubb.com

مشعل نم آنکھوں سے ان دونوں کا جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔۔ آنسو لڑیوں کی صورت میں اس کے گالوں پر پھسل رہے تھے۔۔ تبھی کسی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔

مبارک ہو مشعل۔۔ تمہارے بابا کو انصاف مل گیا ہے۔۔"عنایہ نے مسکرا کر اسے" مبارک دی تو اس نے سر ہلا دیا۔۔

میں تمہیں کچھ بتانا چاہتی ہوں مشعل۔۔ میری بات غور سے سننا۔۔"وہ اس کی طرف" دیکھ کر سنجیدگی سے بولی

جی کہیں میں سن رہی ہوں۔۔"وہ مکمل اس کی طرف پلٹ گئی۔"

ایک عورت کی زندگی میں مرد کا کردار بڑا اہم ہوتا ہے۔۔ اور اس معاشرے میں رہنے" کے لئے ایک عورت کو مرد کی اشد ضرورت ہے۔۔ مگر جب سر پہ کسی مرد کا سایہ نہ ہو تو عورت کو خود مرد بننا پڑتا ہے۔۔ تم مجھے عزیز ہو۔۔ شاید اس وجہ سے کہ تمہارا اور میرا غم ایک جیسا ہے۔۔ مگر میں تمہیں یہی کہوں گی کہ کبھی بھی کسی پر انحصار مت کرنا۔۔ نہ کسی کو اپنی زندگی کا اختیار دینا۔۔ اور اگر کبھی کوئی مرد جس کو تمہارا دل اور دماغ اپنے قابل

سمجھیں اسے اپنی زندگی میں داخل ہونے کی اجازت دے دینا۔۔ سمجھ رہی ہو میری بات۔۔" وہ اس کے ہاتھوں کو تھامے اسے بہت کچھ باور کروا گئی تھی۔

جی میں سمجھ گئی ہوں۔" مشعل نے سر جھکا کر کہا۔۔اس کے ہاتھوں پر عنایہ کی گرفت " ابھی بھی تھی۔

اور ایک بڑی بہن کے ناطے میں چاہتی ہوں کہ اب تم میرے گھر چلو۔۔" عنایہ نے اس" کے ہاتھوں کو دباتے ہوئے کہا بدلے میں مشعل نے آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا اور اس کے ہاتھوں پر اپنی گرفت جمائی

جی ٹھیک ہے۔۔" وہ مسکرا کر بولی تو عنایہ نے اس کی گال تھپتھپائی۔۔کچھ کاغذی کاروائی " کے بعد وہ عنایہ کے ساتھ اس کے گھر جا رہی تھی۔۔ کھڑکی سے سر ٹکائے وہ اپنی وہ نیکی ڈھونڈ رہی تھی جس کی وجہ سے اسے اتنے مخلص، پیارے اور محبت کرنے والے رشتے ملے تھے۔۔آج وہ عدالت سے بہت سارے رشتے لیکر نکلی تھی۔۔اور کوئی تھا جو اپنا سب کچھ لٹا کر نکلا تھا۔۔اس نے تھک کر آنکھیں موند لیں۔۔

آج اس واقعے کو دو دن ہو چکے تھے۔۔وہ دونوں چپ تھے۔۔ایک دم چپ۔۔ساکت۔۔ایک دوسرے سے نظریں چراتے ہوئے وہ اجنبیوں کی طرح رہ رہے تھے۔۔فرحان اور سمیع دو دن سے اس کی طرف ہی تھے مگر اس کی چپ نہ توڑ سکے۔۔ازھاد بظاہر تو نارمل ہی تھا۔۔کیونکہ وہ بڑا تھا اور بڑوں پر تکلیفیں چھپا کر خود کو نارمل ظاہر کرنا فرض ہوتا ہے۔۔اب بھی وہ دونوں اس کے کمرے کا دروازہ بجا بجا کر ناکام واپس لوٹے تھے۔۔ازھاد نے ایک بھاری سانس فضا کے سپرد کی اور اس کے کمرے کا رخ کیا۔

ازلان اوپن دا ڈور۔۔"وہ دوٹوک لہجے میں گویا ہوا تو کچھ ہی پل میں اس نے دروازہ" کھول دیا۔۔بکھرے بالوں اور بکھرے حلیے میں، سرخ اور متورم آنکھوں میں وہ اسوقت خود بھی بکھرا ہوا لگ رہا تھا۔۔اس کی طرح اس کا پورا کمرہ بھی بکھرا ہوا تھا۔۔دیواروں پر موجود ساری تصویریں بھی اس طوفان کی زد میں آئی تھیں۔۔ازھاد نے اس کی حالت دیکھ کر اس کا کندھا پکڑا جبکہ وہ ضبط کھوتا اس کے سینے سے لگ کر اونچی اونچی رونے لگا

بھائی کیا قصور تھا ہمارا؟؟ کیا دولت کا لالچ اتنا اندھا ہوتا ہے کہ انسان کو اپنے سگے رشتے" بھی نظر نہیں آتے کسی کی قدر، محبت، مان کچھ بھی نظر نہیں آتا۔۔۔مجھے لگتا ہے کہ دنیا

کے سب سے بڑے بے وقوف ہم ہیں۔۔18 سال تک ہم اس فریب میں رہتے آئے ہیں بھائی۔ ہمیں کبھی پتہ ہی نہ چلا۔۔لوگ کہتے ہیں محبت اندھی ہوتی ہے۔ سہی کہتے ہیں۔۔ہم بھی اندھے تھے۔۔اور اب منہ کے بل گرے ہیں تو اٹھانے والا بھی کوئی نہیں ہے۔" وہ ہچکیوں سے روتا ازھاد کی آنکھیں بھی نم کر گیا۔۔

کیوں نہیں ہے کوئی اٹھانے والا؟؟ ہم ہیں نا ایک دوسرے کو اٹھانے کے لیے۔۔ چلو" میرے ساتھ۔۔ ہم ماضی کا ایک ایک نقش اپنی یادوں سے اور اس گھر سے مٹا دیں گے۔۔"اس کا ہاتھ تھامے وہ مضبوط لہجے میں بولا اور جاوید شاہ کے کمرے کی طرف چل دیا۔۔ان کے کمرے میں موجود ان کی ساری تصویریں۔۔اپنے اور ازلان کے کمرے میں موجود ان کی ساری تصویریں لا کر اس نے باتھ ٹب میں رکھ کر پیٹرول چھڑک کر انہیں آگ کی نظر کر دیا تھا۔۔وہ اسی لائق تھیں۔۔ بھروسے توڑنے والے اسی لائق ہوتے ہیں کہ انہیں ان کی یادوں سمیت جلا کر فلش میں بہا دو۔۔وہی ان کی اصل جگہ ہے۔۔ایگزاسٹ آن کرتے ہی وہ دونوں وہاں کھڑے ان جلتی ہوئی تصویروں کو دیکھ رہے تھے۔۔اور ایک سکون تھا جو دونوں کے اندر اترتا جا رہا تھا۔۔دیر سے ہی سہی۔۔ ٹھوکر کھا کر ہی سہی۔۔ مگر وہ اس فریب سے بچ گئے تھے۔۔ یہ ہی بہت

www.novelsclubb.com

تھا۔۔شام تک وہ اس گھر سے ان دونوں وجودوں کی ایک ایک چیز نظرِ آتش کر چکے تھے۔۔

وہ آفس سے گھر آئی تو گھر میں عجیب چہل پہل تھی۔۔وہ اس وقت سفید اور سیاہ افقی دھاریوں والے ٹوپیس میں ملبوس تھی۔۔لاؤنج میں آتے ہی اس نے تھکے سے انداز میں ہیل اتاری اور بال کھول دیئے۔۔اس کا سر درد سے پھٹ رہا تھا۔۔ایک تو آج کام زیادہ تھا اوپر سے رہی سہی کسر ٹریفک نے پوری کر دی۔۔صوفے پر سر پیچھے کو گرائے اسے کچھ سیکنڈ ہی ہوئے تھے جب وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔۔پورے گھر سے اشتہا انگیز خوشبو آرہی تھی۔۔ڈائنگ ٹیبل پر نظر دوڑائی تو ٹوکری میں سجا ہوا تازہ پھل تھا۔۔وہ ننگے پیر تجسس کے مارے کچن میں آئی۔کچن میں بھی کئی لوگوں کے کھانے کے استعمال شدہ برتن تھے۔۔سجاوٹی ربن کھول کر اس نے سیب نکالا اور دانتوں سے کترتی شہناز بیگم کے کمرے میں گئی جہاں سے آوازیں آرہی تھیں۔

ایسی بھی کیا مصروفیت کہ امی کو میرے آنے کی خبر ہی نہ ہوئی۔۔"وہ سوچتی ہوئی" کمرے میں گئی تو شہناز بیگم ناہید کی موجودگی میں کئی کپڑے، جوتے، زیور اور میک اپ کی اشیا پھیلائے بیٹھی تھیں۔۔اسے دیکھ کر ہی اس کی طرف لپکیں

ارے آج تو مجھے تمہارے آنے کی خبر ہی نہ ہوئی۔۔"اسے اپنے حصار میں لیتیں وہ بیڈ پر" جابیٹھیں۔۔عنایہ حیرت سے ان کے تاثرات دیکھ رہی تھی جبکہ ناہید دوپٹہ منہ پر رکھے معنی خیز ہنسی ہنس رہی تھی۔۔

یہ سب کیا ہے امی؟؟اور مشعل کہاں ہے؟؟"اس نے سیب کترتے پوچھا مگر ملنے" والے جواب پر سیب کا ٹکڑا انگلنا مشکل ہو گیا۔

مشعل آج اپنی کسی دوست کی طرف گئی ہے اور یہ آج تمہارے سسرال والے آئے" تھے،وہی سب کچھ دے کر گئے ہیں۔۔ابھی کچھ دیر پہلے ہی گئے ہیں وہ لوگ۔۔"انہوں نے خوشی سے سارا سامان سمیٹتے ہوئے کہا

میرے سسرال والے؟؟"وہ بمشکل اس ٹکڑے کو نگل کر اپنی طرف انگلی کرتی بولی"

ہاں۔۔بھئی مجھے تو بہت اچھے لگے ہیں لوگ۔۔میری عنایہ کی پسند بری ہو ہی نہیں" سکتی۔۔"زیورات کو ان کے ڈبے میں رکھتیں وہ خوشی سے بول رہی تھیں

امی جان آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟؟بی پی تو نہیں ہائی ہو گیا؟؟"اس نے آنکھیں" پھیلا کر ان سے پوچھا

میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ مجھے کیوں نہیں بتایا سمیر کے بارے میں؟؟ تم اسے پسند کرتی ہو تمہیں مجھے تو بتانا چاہیے تھا۔۔" وہ چیزیں سمیٹ کر اس کی طرف مکمل طور پر مڑ گئیں۔۔

اوہ گاڈ یہ بندہ مرے گا میرے ہاتھوں کسی دن" وہ دانت کچکچا کر بولی۔۔ اسے بالکل امید نہیں تھی کہ یہ سب سمیر کے گھر والے دے کر گئے ہیں۔۔

اس کا مطلب ہے کہ وہ بچہ سہی کہہ رہا تھا۔۔" شہناز بیگم نے اسے گھورتے ہوئے کہا"

کیا کہہ رہا تھا آپ کا بچہ؟" وہ بچے پر زور دیتی دانت پیس کر بولی"

تم اسے پسند کرتی تھی، مجھ سے چھپا لیا ٹھیک ہے لیکن اس کی عزت تو کرو۔۔ تمہاری زبان اور نخرے سے میں بخوبی واقف ہوں۔۔ کتنا بے عزت کرتی ہو تم اسے وہ بتا کر گیا ہے مجھے۔۔" وہ اسے گھورتے ہوئے ناراضگی سے کہہ رہی تھیں۔۔ عنایہ کا بی پی اوپر کو حرکت کرنے لگا۔۔

آپ پریشان نہ ہوں امی۔۔ اب میں اس سے بہت عزت سے پیش آؤں گی۔۔" دانت پیس کر کہتی وہ کمرے سے نکل گئی۔۔ سفید ماربل پر وہ اپنے گلابی کبوتر جیسے پیر تیزی تیزی

سے رکھتی سیڑھیاں چڑھ رہی تھی۔۔شاور لیکر اس نے سب سے پہلے خود کو پر سکون کیا۔۔ڈارک میرون رنگ کے سادے سوٹ میں وہ بالوں کو ٹاول میں لپیٹے باہر نکلی۔۔ہاتھوں اور چہرے پر لوشن لگایا۔۔بال ٹاول میں مقید ہونے کی وجہ سے اس کی لمبی سفید صراحی دار گردن بہت واضح اور دلکش لگ رہی تھی۔فون کی آواز سن کر وہ پلٹی اور نمبر دیکھ کر اس کا غصہ پھر عود آیا اس نے جھٹ سے فون اٹھایا اور بنا سلام دعا لئے شروع ہو گئی

ہاؤ ڈیئر یو مسٹر سمیر خان؟؟آپ کی ہمت جیسے ہوئی میرے گھر رشتہ بھیجنے کی اور میری" امی کو جھوٹ بتانے کی۔۔؟"وہ فون کان سے لگاتے ہی خونخوار سے لہجے میں بولی۔سمیر نے بدک کر فون کان سے دور کیا۔۔

السلام علیکم!"وہ شرارت سے بولا عنایہ خجل ہو گئی۔"

www.novelsclubb.com

وعلیکم السلام۔۔میری بات کا جواب دیں مجھے۔۔"وہ پھر اسی لہجے میں بولی"

میں نے جھوٹ تو نہیں کہا کچھ بھی۔۔"وہ پر سکون لہجے میں بولا"

اور سچ کیا کہا آپ نے؟؟"وہ ہنوز اسے خیالوں میں گھورتے ہوئے بولی"

سچ ہی کہا ہے میں نے۔۔کیا آپ مجھے بے عزت نہیں کرتیں؟؟" وہ اداس سے لہجے میں "
بولا تو عنایہ نے دانت کچکچائے

آپ کی حرکتیں ہی ایسی ہیں۔۔ خیر رشتہ کیوں بھیجا ہے؟؟" وہ بیڈ پر چت لیٹ کر اس "
سے باتیں کرنے لگی

شادی کرنے کے لئے۔" وہ برجستہ بولا"

اور شادی کیوں کرنی ہے۔۔؟" وہ ٹاول کی قید سے بالوں کو آزاد کر گئی۔۔بیڈ پر اس کی "
بھیگی سنہری زلفیں بکھر گئیں

سچ بتاؤں یا جھوٹ؟؟" وہ دانتوں کا کونہ دانتوں تلے دبا کر بولا"

دراصل مجھے آپ سے محبت ھو گئی تھی۔۔" اس کے جواب کا انتظار کئے بغیر اس نے بے "
ساختہ کہا تو عنایہ نے مسکراہٹ دبائی

یہ تو ہو گیا جھوٹ۔۔اب مجھے سچ جاننا ہے۔۔" وہ بھیگی لٹ انگلی پر لپیٹ کر بولی"

سچ جاننا ہے۔۔۔" وہ اس کا جملہ دہرا کر ذرا سی دیر کو رکا"

www.novelsclubb.com

سچ یہ ہے کہ میں بہت عرصے سے محنت کر رہا ہوں مگر میری پروموشن نہیں ہو ہی تھی۔۔وجہ میری کم عقلی تھی جس کا اندازہ آپ کو بھی بخوبی ہو گا۔۔اور پھر مجھے آپ ملیں۔۔اور جب میں نے آپ کی عقل و فہم کے نظارے دیکھے تو میں تو آپ کا فین ہو گیا یقین کریں۔۔پھر میں نے سوچا کہ کیوں نا پروموشن کے حصول کے لیے آپ کا سہارہ لیا جائے۔اب اگر میں بطور وکیل آپ سے مشورہ کرتا تو یقیناً آپ فیس چارج کرتیں جو میرے جیسا غریب بندہ دے نہیں سکتا تو میں نے سوچا کہ چلو شادی کر لی جائے۔۔"وہ پرسکون لہجے میں بتا رہا تھا اور عنایہ کی مسکراہٹ گہری ہوتی جا رہی تھی۔

بس یہی وجہ تھی رشتہ بھیجنے کی۔۔اب اگر آپ اس رشتے کو قبول کرتی ہیں تو غریب کا بھلا ہو جائے گا۔۔"وہ عاجزانہ سے لہجے میں کہہ رہا تھا

ارے اس میں اتنا تکلف کرنے والی کون سی بات تھی۔۔میرے جاننے والے ہیں کچھ لوگ۔۔میں ان سے آپ کی پروموشن کی بات کروں گی آپ بے فکر ہو جائیں۔۔"وہ لب دبا کر شرارت سے بولی

ارے نہیں نہیں۔۔وہ میری محنت تھوڑی نا ہو گی۔۔"وہ جیسے خفگی سے بولا"

تو میرا مشورہ بھی میری محنت ہو گی آپ کی نہیں۔۔"وہ جیسے اترا کر بولی"

اور آپ کس کی ہیں؟؟"وہ محبت سے چور لہجے میں بولا"

آرام سے اتنا ہواؤں میں نہ اڑیں۔۔رشتے کی درخواست ابھی پینڈنگ ہے میں نے قبول نہیں کی۔۔"وہ بیڈ سے اٹھ کر ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جا کھڑی ہوئی

مطلب ابھی مزید پاپڑ بیلنے پڑیں گے؟؟"وہ مصنوعی یاسیت سے بولا"

ابھی آپ نے پاپڑ بیلے ہی کہاں ہیں مسٹر"وہ شرارت سے بھنویں نچا کر بولی"

کوئی بات نہیں۔۔ساسوماں کو ہم پٹا چکے ہیں۔۔اور وہ ہمیں نکاح کی تاریخ بھی دے چکی ہیں۔۔آپ جناب کو ہم فرصت میں پٹا لیں گے۔۔"وہ معنی خیزی سے بولا تو عنایہ حیران ہوئی۔۔اسے نہیں پتہ تھا کہ اس کی ماں نے بالکل ہی ہتھیلی پر سرسوں جمالی تھی۔

خیر بیگم ٹو بی۔۔ابھی آپ بیگم بنی نہیں ہیں اور حواسوں پر سوار ہونے لگی ہیں۔۔آگے کا اللہ مالک ہے۔۔اب مجھے کام کرنے دیں خدا حافظ۔۔"وہ عجلت بھرے انداز میں بولا

اچھا ایک اور ضروری بات۔۔"عنایہ کان سے فون ہٹا ہی رہی تھی جب اس کی عجلت بھری آواز سنائی دی۔۔اس نے دوبارہ فون کان سے لگا لیا

www.novelsclubb.com

زہ تا سرہ مینہ لرم""

وہ بھاری لہجے میں کہتا فون بند کر گیا۔۔عنایہ کئی لمحے فون کی تاریک سکرین کو دیکھتی رہی۔۔ہاں وہ اس کا آج والا جملہ سمجھ گئی تھی۔۔نہ بھی سمجھتی تو اس کا بھاری گھمبیر لہجہ اسے باور کروانے کو بہت تھا۔۔وہ فون سینے پر رکھ کر گہری سانس لے کر اٹھی۔۔اس کا بھاری لہجے میں کہا گیا جملہ اسے چاروں طرف سنائی دے رہا تھا۔۔

رات ڈنر پر شہناز بیگم نے اسے نکاح کی ڈیٹ بتائی تھی جو اسی جمعہ کی تھی۔۔اور آج سوموار تھا۔۔وہ چپ تھی۔۔اس نے نہ انکار کیا تھا نہ اقرار۔۔وہ بس چپ تھی۔۔مگر اس کا دل سمیر کو قبول کر چکا تھا۔۔وجہ کیا تھی وہ نہیں جانتی تھی۔۔مگر اس کا دل کہہ رہا تھا کہ عنایہ سمیر خان ہی وہ شخص ہے جو اس کی عزت اور قدر کر سکتا ہے۔۔اپنے شوہر سے وہ کبھی محبت کی طلبگار تھی ہی نہیں۔۔اس کی بس یہی خواہش تھی کہ اس کا پارٹنر عزت کرنے والا ہو۔۔اور یہ اللہ کی عنایت ہی تھی کہ سمیر خان نہ صرف اس کی عزت کرتا تھا بلکہ اس سے محبت بھی کرتا تھا۔۔رات بستر پر لیٹتے ہوئے بھی اس کے کانوں میں سمیر کا جملہ گونج رہا تھا۔۔

آج اس قیامت کو گزرے ایک ہفتہ ہو چکا تھا۔وہ ایسا طوفان تھا جس کی زد میں وہ آئے تھے۔۔وہ ایک ہفتے سے عنایہ کی طرف تھی۔اس نے عدالت سے نکلتے ہوئے ازھاد کی طرف دیکھا تھا۔۔گہری نظروں سے۔۔وہ ٹوٹا ہوا تھا۔۔بکھرا ہوا تھا۔۔اس کا باپ مرا تھا اور اسے انصاف مل گیا تھا۔۔اگر وہ اپنا مقابلہ اس سے کرتی تو بے شک ازھاد کا غم بڑا تھا۔۔اسے تو سنبھالنے والے اتنے مل گئے تھے۔۔مگر وہ اکیلا تھا۔۔اپنوں کا ڈسا ہوا۔۔اپنا لہجہ اور اس کے ساتھ برتاؤ یاد کر کے مشعل کو رہ رہ کر خود پر تاؤ آ رہا تھا۔۔تبھی وہ بنا سوچے سمجھے آج اس کے آفس کے سامنے کھڑی تھی۔۔ایک بھاری سانس ہوا کے سپرد کرتی وہ اس چمکتی ہوئی بلڈنگ میں داخل ہوئی جہاں سے پہلی دفعہ وہ رو کر نکلی تھی۔ریسپشنسٹ کو اپنا نام بتاتے اس نے ازھاد کو مطلع کرنے کا کہا تھا اور فوراً ہی ایک ملازم اسے ازھاد کے آفس تک لے گیا تھا۔اجازت ملتے ہی وہ اندر داخل ہوئی۔

www.novelsclubb.com

السلام علیکم!"'اس نے ہاتھ میں پکڑے ہینڈ بیگ کو سختی سے پکڑتے ہوئے اضطراب" سے کہا۔۔ریڈ اور بلیک چیک شرٹ کے ساتھ خاکی پینٹ پہنے چہرے پر سنجیدگی سجائے وہ اس کے سامنے تھا۔ہاں مگر آنکھیں خالی سی تھیں۔

وعلیکم السلام۔۔آؤ بیٹھو۔۔"وہ خوشدلی سے اس کو دیکھ کر بولا۔ مشعل نے کندھوں پر پڑی چادر درست کی اور بیٹھ گئی۔۔وہ اس وقت سفید چکن کڑھائی کے سوٹ میں ملبوس تھی جس کے ساتھ کا ملٹی کلر دوپٹہ اس نے سر پر اوڑھ رکھا تھا جبکہ کندھوں پر میرون رنگ کی چادر تھی۔

کیا لو گی؟؟ کافی یا چائے۔۔ویسے ٹائم تو لنچ کا ہو رہا ہے۔۔"وہ اس کے چہرے پر بکھرے اضطراب کو دیکھ کر نرمی سے بولا

نہیں چائے یا کافی کچھ نہیں۔۔میں نے دراصل ناشتہ نہیں کیا۔۔"وہ سر جھکا کر مدھم سی آواز میں بولی یہ اس کی طرف سے لنچ کی آمادگی تھی۔۔ازھاد سمجھ کر مسکرا دیا۔۔

اوکے میں بس یہ ایک میل کر لوں پھر لنچ کرنے چلتے ہیں۔۔"اگر وہ میل ضروری نہ ہوتی تو وہ کبھی بھی اسے انتظار نہ کرواتا۔۔

www.novelsclubb.com

جبکہ اس کا دل اسوقت بلیوں اچھل رہا تھا۔۔وہ جلدی جلدی انگلیاں چلا رہا تھا جب مشعل کی مدھم سی آواز ابھری۔۔آفس کے ساکت ماحول میں اس کی کی بورڈ پر چلتی انگلیوں کی آواز گونج رہی تھی۔

"سر کیا مجھے میرے بابا کی پوسٹ پہ جاب مل سکتی ہے؟"

مشعل نے نروس ہوتے ہوئے پوچھا۔ ویسے بھی جو سب کچھ ہو چکا تھا اس کے بعد ازھاد سے اس کا لہجہ بدل چکا تھا۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ ازھاد سے اپنے سابقہ رویے کی معافی کیسے مانگے مگر وہ بے چین تھی اور اسے بے چینی کے پیشِ نظر آج بنا سوچے سمجھے اس کے آفس میں موجود تھی۔

"نہیں"

ازھاد نے اسے اپنی نظروں کے حصار میں لیتے ہوئے کہا۔۔اس کے انکار پر مشعل نے حیرت اور دکھ سے اسے دیکھا۔

"میں چاہتا ہوں کہ تم اس بزنس کے ففٹی پرسنٹ کی مالک بن جاؤ۔۔"

www.novelsclubb.com
اپنی بات کہہ کر ازھاد نرم نظروں سے اسے دیکھتا رہا

"وہ کیسے سر؟"

مشعل نے پہلے ناسمجھی سے اسے دیکھا اور پھر ہچکچاتے ہوئے پوچھا

"مسز ازھاد بن کر"

نرم مسکراہٹ سے کہا گیا۔ ساتھ ہی وہ ٹیک چھوڑ کر اس کی طرف جھک آیا

اس کی بات سن کر مشعل مکمل طور پر کنفیوز ہو چکی تھی۔ اس کی آنکھیں پہلے الجھن سے چھوٹی ہوئیں، پھر حیرت سے پھیلیں اور پھر مطلب سمجھ کر جھک گئیں۔ ازھاد نے ایک ایک تاثر اپنے دماغ میں حفظ کیا تھا۔ وہ لڑکی اس کے حواسوں پر بہت بری طرح سوار ہو رہی تھی۔

"آپ پروپوز کر رہے ہیں مجھے ؟"

اس نے بے یقینی اور حیرت کے ملے جلے تاثرات سے پوچھا۔

"لگ تو یہی رہا ہے"

ہلکا سا مسکرا کر ازھاد نے تصدیق کی۔

" مجھے کسی کو پروپوز کرنا نہیں آتا، کبھی کیا نہیں نا اس لئے"

www.novelsclubb.com

سر کھجاتے ہوئے وہ کچھ خجالت سے بولا۔

نہ ہی مجھے روایتی ہیروز کی طرح پھول پکڑ کر قدموں میں بیٹھ کر پرپوز کرنا آتا ہے، مگر" وعدہ کرتا ہوں اگر ہاں کر دو گی تو میں تمہاری زندگی کو ایک تر و تازہ پھول کی مانند رکھوں "گا، اسے کبھی مرجھانے نہیں دوں گا، نہ سورج کی تپش سے کملانے دوں گا۔

اس کی گھمبیر آواز پر وہ ہتھیلیاں مسلنے لگی۔

آئی نو ماضی میں جو ہوا وہ بہت غلط ہوا۔ خسارے ہم سب کے حصے میں آئے مگر میں اب" آگے بڑھنا چاہتا ہوں۔ ہم ماضی کی تلخیوں میں گم ہو کر اپنا حال برباد نہیں کر سکتے، ماضی کی گرد کو ہمیں خود اپنی یادوں سے مٹانا ہے۔ تم نے میرے دل کی سلطنت پر اس قدر دلکشی سے قبضہ کیا ہے کہ میں گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو گیا ہوں۔ کیا تم آگے بڑھنے میں میرا "ساتھ دو گی؟

وہ شہنشاہوں جیسا مغرور انسان اپنی سیاہ آنکھوں میں چاہتوں کا سمندر لئے اس کی اجازت کا طلبگار تھا۔ اس نے ایک نظر اس کی بڑھی ہوئی ہتھیلی کو دیکھا۔ صاف ستھری سرخ و سفید ہتھیلی۔ مشعل کی ہتھیلیوں میں پسینہ آنے لگا۔ پلکیں عارضوں پر جھک سی گئیں۔ گالوں پر نجانے کیوں گلال سا اتر آیا۔ لب کپکپکانے لگے۔ اور ازھاد نے اس من موہنے منظر کو عقیدت سے دل کے نہاں خانوں میں محفوظ کیا تھا

اٹس اوکے اگر تم نہیں چاہتی تو۔۔میں تمہارے ساتھ زبردستی نہیں کروں گا۔" اسے مسلسل کنفیوز دیکھ کر ازھاد نے مصنوعی یاسیت سے کہا۔اس کی پسندیدگی کو وہ بھی نوٹ کر چکا تھا۔اس کی شرم وحیا کو بھی وہ سمجھ رہا تھا۔مگر دل کا کیا کرتا جو اظہار سننے کے لیے مچل رہا تھا۔

"آپ مجھ پہ اتنا بڑا احسان نہ کریں بس مجھے جاب دے دیں۔"

مشعل نے آنکھیں جھپکتے ہوئے معصومیت سے کہا۔

ازھاد جو اس آس پہ بیٹھا تھا کہ وہ فوراً اس کا ہاتھ پکڑ کا ہاں کر دے گی، مشعل کی بات پر صدمے سے اسے دیکھنے لگا۔اس کا صدمے سے کھلا منہ دیکھ کر مشعل کی ہنسی نکل گئی۔ازھاد نے خجل سا ہو کر کان کی لو مسلی۔

"لگ رہا ہے پتہ کہ تم اس وکیل کی صحبت میں رہ کہ آئی ہو"

اس نے دانت پیس کر کہا۔ مشعل پھر قہقہہ لگا اٹھی۔ازھاد سب کچھ بھلائے اپنے آفس میں گونجتی اس کی نقرئی آواز کو سن رہا تھا۔

"ہاں سمجھوں میں پھر؟؟"

وہ پھر اپنے مدعے پر آیا۔

"سوچ کر بتاؤں گی۔۔"

وہ شرارت اور شرم کے ملے جلے تاثرات سے بولی۔

"بھئی اور کتنا سوچنا ہے، میری عمر نکل رہی ہے یار۔۔"

اس کے انداز پر مشعل کا ایک دفعہ پھر قہقہ ابل پڑا۔

"اچھا چلیں کیا یاد کریں گے۔۔ دیتی ہوں میں آپ کو اجازت۔۔"

"مشعل او مائی گاڈ۔۔ تم سچ کہہ رہی ہو۔۔ مجھے یقین نہیں آ رہا۔۔ تھینک یو سو مچ۔۔"

ازھا داس کی بات بیچ میں ہی اچک کر بولا۔

"جی۔۔ آپ رشتہ لے آئیں۔ اگر سمیر بھائی اور عنایہ میم نے ہاں کر دی تو۔۔"

www.novelsclubb.com

اپنی بات پر اس کے حیرانگی اور دکھ والے تاثرات دیکھ کر مشعل نے بمشکل اپنی ہنسی دبائی۔

"یہ دونوں ہمارے بیچ کہاں سے آئے؟؟"

اس نے ذرا غصے سے پوچھا۔

میری سرپرستی تو اب ان دونوں کے پاس ہی ہے، سو آپ کو ان سے اجازت لینی پڑے "گی نا۔۔ چلیں ٹھیک ہے میں چلتی ہوں۔۔ میم کے میسجز آ رہے ہیں بار بار۔۔

اپنی ہنسی بمشکل دباتی وہ ہینڈ بیگ اٹھا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

ویسے تم اچھا نہیں کر رہی میرے ساتھ، لیکن وہ محبت ہی کیا جو دشمن کا سامنا کئے بغیر "مل جائے۔۔ تمہارے لئے میں ان دونوں کے منہ لگنے کو بھی تیار ہوں۔۔

اس کی بات پر مشعل نے اسے مصنوعی گھوری سے نوازا

"خیر چھوڑو ان دونوں کو۔۔ آؤ ہم لنچ کرنے چلتے ہیں۔۔"

ازھا د اس کے ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

لنچ کروانے کے بعد ازھاد نے اسے عنایہ کی طرف ڈراپ کیا تھا اس کا ارادہ کل عنایہ کے گھر مشعل کا پرپوزل لانے کا تھا۔ مشعل کے مثبت جواب نے جیسے اسے ایک دم ہواؤں میں پہنچا دیا تھا۔۔ سرمستی سے گاڑی چلاتا وہ گنگنا رہا تھا۔۔

اگلے دن از ھاد کپڑوں، پھلوں، مٹھائی، کیک اور دیگر گئی چیزوں سے لدا عنایہ کہ دہلیز پر مشعل کا طلب گار بن کر آیا تھا۔۔لاؤنج میں شہناز بیگم اور مشعل تھے، جبکہ اتوار کی وجہ سے آج عنایہ بھی گھر پر تھی۔عنایہ کا ارادہ ان دونوں کو تنگ کرنے کا تھا مگر شہناز بیگم کی موجودگی میں ذرا شرافت سے بیٹھی رہی۔

شہناز بیگم نے مشعل کی رضامندی جانتے ہی عنایہ اور سمیر کے نکاح کے دن ہی ان دونوں کا نکاح رکھا تھا۔۔دونوں طرف تیاریاں زور وشور سے جاری تھیں۔۔

وہ آج عنایہ کی طرف جارہی تھی۔دیر پہلے ہی ہوچکی تھی مگر اس کا جانا بھی ضروری تھا۔شام کی سیاہی نے ماحول کو اپنی آغوش میں لے لیا تھا۔ویران سی سڑک تھی۔وہ ڈرنا نہیں چاہتی تھی مگر ماحول اسے ڈرنے پر اکسا رہا تھا اس نے ایکسلیریٹر کو دبا کر سپیڈ بڑھائی تاکہ جلد ہی پہنچ سکے مگر اس کا دل اچھل کر حلق میں تب آیا جب اچانک سے ایک وین نے اسے ٹیک اوور کیا اور اچانک سے ہی اس میں سے دو نقاب پوش ہاتھ میں پستول لیکر اس کی کار کی طرف بڑھے۔اس سے پہلے کہ صبیحہ کال کرکے کسی کو انفارم کرتی وہ اس تک پہنچ چکے تھے۔

www.novelsclubb.com

باہر آؤ جلدی "ایک نقاب پوش اس کے دائیں تو دوسرا بائیں طرف تھا۔اسے شک تھا کہ " یہ لوگ کوئی چور ہوں گے جو اس سے موبائل اور کیش وغیرہ لیکر جانے دیں گے لیکن اگر یہ ان کے کسی دشمن کے لوگ ہوئے تو وہ کیا کرے گی؟؟اس کی طرف کا نقاب پوش مسلسل اس کی کھڑکی بجا رہا تھا۔ بالآخر وہ ہمت کرتی اللہ کا نام لیکر باہر نکلی۔اس کے نکلتے ہی نقاب پوش نے اس کی آنکھوں پر پٹی باندھی اور اس کے ہاتھ پیچھے باندھتے اسے وین کی طرف لے جانے لگے۔

دیکھو تمہیں جو بھی چاہیے، گاڑی پیسہ لے لو مگر مجھے جانے دو "اس نے گھبراتے ہوئے " کہا تا کہ اسے ڈرتے دیکھ وہ تھوڑے غافل ہوں تبھی وہ یہاں سے بھاگ نکلے

ہمیں جو چاہیے وہی تو لیکر جا رہے ہیں "ایک نقاب پوش نے قہقہہ لگا کر کہا۔ صبیحہ کو وہ " آواز جانی پہچانی سی لگی۔اس کی حسیات تیز تھیں۔ مگر یہ آواز کس کی تھی؟؟وہ مسلسل سوچ ہی رہی تھی جب انہوں نے اسے دھکا دیا وہ لڑکھڑاتی ہوئی جا گری۔ مگر اسے لگا جیسے کسی نے اسے تھام لیا ہو۔

ویلکم ٹو مائی ورلڈ "ایک سرگوشی اس کے کانوں سے ٹکرائی اس آواز کو تو وہ پہچان گئی " تھی۔اس نے تڑپ کر اپنے ہاتھ کھولنے کی کوشش کی۔

ریلیکس ریلیکس۔۔"اس نے صبیحہ کے بازو تھامتے ہوئے کہا اور اس کی آنکھوں سے پٹی" اتاری۔پٹی اترتے ہی اس نے بے چینی سے اپنے سامنے دیکھا تو وہی کھڑا تھا۔اپنی مسکراتی ہوئی براؤن آنکھوں کے ساتھ۔آنکھوں کے ساتھ ساتھ بتیسی بھی نظر آ رہی تھی۔

واٹ دا ہیل از دس؟ کیا حرکت ہے یہ؟ ہاتھ کھولو میرے فوراً"اس نے چیختے ہوئے کہا" جبکہ اس کی تیز آواز پر نا صرف اذلان بلکہ اس کے شیطان بھی گڑبڑا گئے۔ہاں وہ سنبھل چکا تھا۔۔اگر بکھرا تھا تو کیا ہوا اسے محبت سے جوڑنے والا اس کا بھائی تو ابھی زندہ تھا نا۔۔

کیا ہو گیا ہے یار کھول رہا ہوں۔۔کیا زیادہ زور سے باندھ دئے اس بے وقوف نے؟"وہ" نارمل سے انداز میں اس کے چیخنے کی وجہ کو شائید ہاتھ کا زیادہ سختی سے باندھا جانا سمجھ رہا تھا اور صبیحہ حیرت اور غصے سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی جو یقیناً مصنوعی غصے سے سمیع کو دیکھ رہا تھا۔اذلان نے جیسے ہی اس کے ہاتھ کھولے صبیحہ نے ایک زناٹے دار تھپڑ اس کے منہ پر جھڑ دیا۔فرحان نے زبان دانتوں تلے دبائی جبکہ سمیع نے اپنی مسکراہٹ روکی۔یہ پلان اس کا ہی تھا اور اسے پتہ تھا کہ صبیحہ ایک آدھ تھپڑ تو اسے ضرور مارے گی۔

کیسا گھٹیا مذاق ہے یہ؟ تم کچھ زیادہ ہی سر پر چڑھ گئے ہو۔۔اچھا ہوتا اگر قتل کے کیس" میں تم جیل میں جاتے۔جیل بنی ہی تم جیسوں کی لئے ہے"غصے سے اس کی آنکھیں سرخ

www.novelsclubb.com

ہو رہی تھیں اس کی یہ سوچ کر ہی جان نکل رہی تھی کہ وہ کڈنیپ ہو چکی ہے۔ جبکہ اذلان تھپڑ والی گال پر ہاتھ رکھے مسلسل اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

تمہیں پتہ ہے مس صب ہی ہی ہاہا۔۔ تم سے پہلا تھپڑ کھانے کے بعد مجھے تم سے محبت" ہوئی تھی اور آج دوسرا تھپڑ کھانے کے بعد تم سے عشق ہو گیا ہے۔ کیا تم مجھے روز تھپڑ کھانے کا موقع دو گی؟ "اس نے گھٹنوں کے بل بیٹھتے گال پر ہاتھ رکھتے کہا جبکہ وہ مسلسل حیران اور شاکی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی

میرا مطلب ہے مجھ سے شادی کرو گی؟ دیکھو سیدھی بات نو بکواس آئی لو یو "اس کو" حیران دیکھ کر اذلان نے اپنا مدعا آسان لفظوں میں بتایا تو صبیحہ نے ارد گرد نظر دوڑائی۔ وین کا پچھلا دروازہ کھلا ہوا تھا اور وین سرخ دل کی شکل کے غباروں اور پھولوں سے تیار تھی۔ مطلب وہ پوری پلیننگ سے آیا تھا۔

www.novelsclubb.com

تمہیں میں صرف تھپڑ ہی نہیں ماروں گی بلکہ تمہاری پوری ٹیوننگ کروں گی "غصے سے" کہتے وہ اس کی طرف بڑھی

دیکھو مس صب ہی ہی ہاہا۔۔ٹیوننگ کے لئے تمہیں شادی کرنی پڑے گی مجھ سے ایسے "
ہی تو میں تمہیں اپنی ٹیوننگ کرنے نہیں دوں گا" اسے اپنی طرف بڑھتے دیکھ وہ اٹھ کھڑا
ہوا۔اور اس پر احسان کرنے والے انداز میں گویا ہوا۔اس کے انداز پر وہ تپ ہی اٹھی

"مس صب ہی ہی ہاہا پلیز مان جاؤ"

اب کی بار اذلان نے لجاجت سے کہا

"تمیز سے نام لو میرا"

صبیحہ نے گھورتے ہوئے کہا۔نام پر تو اس نے اب غور کیا تھا

!اوکے،بسم اللہ الرحمٰن الرحیم"

"مس صب ہی ہی ہاہا پلیز مان جاؤ

www.novelsclubb.com

"تم لوگ نہیں سدھر سکتے"

صبیحہ نے تاسف سے سر نفی میں ہلایا

"نہیں نہیں مس ہم سدھر گئے ہیں یقین کریں۔آج ہم نے جمعہ کی نماز بھی پڑھی ہے"

سمیع نے فوراً دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے اپنا بیان دیا

جی مس اور میں تو ہوں ہی بہت معصوم۔۔یقین نہیں آتا تو میری بائیں طرف کے "

فرشتوں سے پوچھ لیں سارا دن بیچارے ویلے رہتے ہیں۔وہ خود کہتے ہیں کہ یہ لڑکا کوئی برا

"کام نہیں کرتا

فرحان نے لہجے میں معصومیت سموتے ہوئے کہا

ان کے انداز پر صبیحہ نے مسکراہٹ روکی۔

اوئے ہنسی تو پھنسی۔۔۔"اسے مسکراتے دیکھ وہ خوشی سے چیخ اٹھا"

چلو بچے لوگ یہاں سے جلدی جلدی نو دو گیارہ ہو جاؤ۔ہمیں ذرا پرائیویسی "

چاہیئے "اذلان نے تالی بجا کر فرحان اور سمیع کو وہاں سے بھگانا چاہا تو انہوں نے منہ بسورا۔

اوئے تمیز سے "اس کی بات پر صبیحہ نے آنکھیں نکالیں تو اذلان نے فوراً کانوں کو ہاتھ "

لگایا۔

اچھا تو تم بتاؤ چلو گی میرے ساتھ موم بتی والے ڈنر پر؟"اذلان شاہ اور سیدھی زبان "

استعمال کر کے۔۔اسمبھو(ناممکن)

صبیحہ نے بغیر کوئی جواب دیئے اپنی کار کی طرف رخ کیا

اوئے حسین لڑکے کو انکار نہیں کرتے پاپ لگتا ہے" وہ پیچھے سے آوازیں لگانے لگا،"

صبیحہ کان لپیٹے چلتی رہی مگر ہونٹوں کے گوشوں پر مسکراہٹ مچل رہی تھی

جذبۂ عشق سلامت رہے تو انشاللہ"

"کچے دھاگے میں چلے آئیں گے سرکار بندھے

ازلان نے شوخ سے لہجے میں اس کی پشت دیکھتے اونچی آواز میں شعر پڑھا تو صبیحہ کھل کر ہنس دی۔

گاڑی سٹارٹ کرتی وہ اس کے پاس سے زن سے بھگاتی لے گئی۔ازلان نے بالوں میں ہاتھ پھیر کر اس کی گاڑی کو دیکھا۔اس کی گاڑی جا چکی تھی اور کچھ راستے سے اٹھنے والی دھول باقی تھی۔۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

نکاح کا دن بھی آن پہنچا تھا۔۔دونوں دلہنوں کا نکاح کا جوڑا لڑکے والوں کی طرف سے آیا تھا۔۔عنایہ کا ڈریس ہلکے گلابی رنگ کا جبکہ مشعل کا آف وائٹ رنگ کا تھا۔۔شارٹ شرٹ جس پر بھاری کام ہوا تھا اس کے ساتھ شرارہ پہنے۔بالوں کا ایک جیسا ڈیزائین

بنائے وہ دونوں ایک جیسی ہی لگ رہی تھیں۔۔فرق بس اتنا تھا کہ عنایہ آج بھی سنجیدہ سی تھی اور مشعل شرمائی سی۔۔ سمیر کے کہنے پر پہلے مشعل کا نکاح ہونا تھا۔۔ مشعل کے اسٹیج پر بیٹھتے ہی سیاہ شلوار قمیض میں ملبوس سمیر فوراً اُس کے ساتھ آ بیٹھا جبکہ آف وائٹ شلوار قمیض میں ملبوس ازھادا سے دیکھ کر دانت پیس کر رہ گیا۔۔

ویسے یار کیا دیکھا تم نے اس اژدھے میں ؟؟" سمیر نے تاسف سے ایک نظر مشعل کو" دیکھ کر سامنے ازھاد کی طرف دیکھا

وہی جو آپ نے عنایہ میم میں دیکھا" وہ لب دبا کر بولی۔۔اس رشتے کے لئے رضامندی" دینے سے پہلے اس نے سمیر سے پوچھا تھا۔۔اگر سمیر نے خود کو اس کا بھائی کہا تھا تو مشعل نے بھی اسے بھائی کا مان دیا تھا۔۔

اوہ۔۔ مطلب تم بھی دماغ سے پیدل ہو چکی ہو اس کے پیچھے۔۔" وہ پتہ نہیں اپنی حالت" پر افسوس کر رہا تھا یا اس کی۔۔

www.novelsclubb.com

اللہ معاف کرے ایسی بھی بات نہیں۔۔"وہ فوراً نظروں کا زاویہ بدل گئی سمیر قہقہہ لگا" اٹھا۔۔کچھ ہی دیر میں سمیر نے بطور ولی اس کا نکاح کروایا تھا۔۔اس کی آنکھوں کا نم ہونا فطری بات تھی۔۔اسے اس کا باپ یاد آرہا تھا۔۔وہ اسے کہاں کہاں یاد نہیں آتا تھا۔۔

اس کے نکاح کے بعد سمیر اور عنایہ کا نکاح پڑھوایا گیا تھا۔۔سب لوگ کھانے میں مشغول تھے جب سمیر نے ذرا سا جھک کر عنایہ کے کام میں سرگوشی کی

نکاح مبارک ہو بیگم۔۔"عنایہ اس کی بھاری آواز سن کر محض سر ہلا گئی۔"

بیگم میوٹ کیوں ہو گئی ہیں آپ؟؟"اس نے ذرا سا جھک کر شرارت سے کہا تو عنایہ اس" کی طرف دیکھنے لگی۔۔وہی ازلی مغرور انداز۔۔اس کے چہرے پر نفاست سے ہوا میک اپ اسے مزید دلکش بنا رہا تھا۔۔مانگ میں لٹکتا ٹیکا۔۔مسکارے سے سجی پلکیں۔۔گالوں پر لگا گلابی رنگ۔۔لبوں پر لگی گلابی لپ اسٹک۔۔تیکھی جا لائن۔۔سمیر کس کس چیز جو سراہتا۔۔

www.novelsclubb.com

میاں جی اگر میں بولنے لگی تو آپ کو شکوہ ہو گا کہ میں آپ کی عزت نہیں کرتی۔ لہذا مجھے "خاموش رہنے دیں۔۔" شرارتی سی مسکراہٹ سے کہتی وہ اسے گڑ بگڑانگ پر مجبور کر گئی۔۔وہ خجل سا ہوتا اٹھ کر کھانا لینے چلا گیا۔۔

بہت خوبصورت لگ رہی ہو مائی لیڈی۔۔"ازھاد نے ذرا سا جھک کر اس کی لرزتی پلکوں" کر دیکھ کر کہا، بدلے میں مشعل پلکیں جھکا گئی۔۔اس سے پہلے وہ کچھ اور کہتا اسٹیج پر علیزے ان دونوں کے لیے کھانا لیکر آئی تھی۔۔

بھائی کو سائیڈ کیا تو بہن قید و بند گئی ہے۔۔"ازھاد کے بڑبڑاہٹ سن کر مشعل نے لب" دبائے اور علیزے کی طرف متوجہ ہوئی۔۔

www.novelsclubb.com

دیکھو مس صب ہی ہی ہاہا۔۔اگر اس دن تم ہاں کر دیتی تو آج یوں ترستی ہوئی نظروں" سے ان لوگوں کو نہ دیکھ رہی ہوتی۔۔"وہ محبت سے ان چاروں کو اسٹیج پر بیٹھے دیکھ رہی

تھی جب وہ اپنی شرارتی سی آواز کے ساتھ اس کی ساتھ والی کرسی پر دھپ سے بیٹھ گیا۔۔ صبیحہ نے گھبرا کر اسے دیکھا

ہاں تو سچ کہہ رہو ہوں۔۔ میں نے بھی بھائی کے ساتھ ہی نکاح کھڑکا لینا تھا۔۔"وہ" دانت نکالتا بولا تو صبیحہ نے اسے بھرپور نظر سے دیکھا۔۔ سفید پاجامے کے ساتھ میرون کرتا پہنے ہلکی ہلکی داڑھی کے ساتھ آنکھوں میں شرارت سجائے وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔اس کی محویت دیکھ کر آنکھ دبا گیا۔وہ گڑبڑا کر سیدھی ہوئی

خوش فہمیاں تو دیکھو ذرا بچے کی۔۔"وہ طنز سے بولی۔۔ اذلان نے شرارت سے اسے" دیکھا۔۔ میرون رنگ کی بھاری کامدار میکسی میں بالوں کا جوڑا بنائے، نفاست سے کئے گئے میک اپ میں وہ معمول سے زیادہ پیاری لگ رہی تھی۔۔ اتفاق سے ہی دونوں کی ڈریس کا کلر بھی سیم تھا۔

www.novelsclubb.com

منہ پر نخرہ اور کپل گولز ابھی سے شروع کر دیئے ہیں۔۔"اس نے اپنا کرتا پکڑ کر اسے کی" میکسی کی طرف شرارتی آنکھوں سے بھنویں نچا کر اشارہ کیا۔ صبیحہ نے ایک نظر اپنے ڈریس کو دیکھا اور اور لب بھینچ گئی۔۔اس سے پہلے وہ اسے کوئی جواب دیتی اس کی کھتی

میں کسی نے زور سے ہاتھ مارا تھا۔۔وہ منہ سے گالی نکال کر پیچھے پلٹا تو سامنے ہی خونخوار تاثرات لئے فرحان کھڑا تھا۔۔

سالے کیا تکلیف ہے تجھے۔۔؟"اذلان نے گردن سہلا کر اسے دیکھا"

تم بھی یہاں چونچ لڑا رہے ہو اور وہ بدتمیز تو اس دن سے ہاتھ ہی نہیں آیا۔۔کسی کو میری پرواہ ہے ؟؟"وہ تقریباً گروہانسے لہجے میں بولا

اوہو میرا بچہ۔۔مجھے ہے تمہاری پرواہ۔۔آؤ میں تمہیں بھی کوئی مینا ڈھونڈ کر دیتا ہوں۔۔میرے ہوتے ہوئے پریشان کیوں ہوتے ہو تم ؟؟"وہ اس کی گردن میں بازو حمائل کرتا اسے پچکارنے لگا،فرحان کی باچھیں کھل گئیں۔۔

اوکے مس صبیحہ۔۔ہی ہاہا۔۔میں ابھی آیا۔۔۔"وہ پلٹ کر اسے دیکھتا فرحان کو لیکر چلا گیا۔۔صبیحہ دور تک اسے دیکھتی رہی۔۔

www.novelsclubb.com

چونکہ رخصتی کی ڈیٹ ابھی تک فائنل نہیں ہوئی تھی اسی لئے شہناز بیگم نے مشعل کی رخصتی کا سمیر سے پوچھا تھا۔۔

مشعل کی رخصتی تو اس کی سٹڈیز مکمل ہونے کے بعد ہی ہو گی۔۔"سمیر نے ایک نظر" مشعل کو دیکھ کر ادب سے شہناز بیگم کو جواب دیا۔۔ازھاد نے سکھ کا سانس لیا۔۔اتنا ٹائم تو نہیں تھا۔۔

جی بالکل۔۔اور مشعل گریجویشن کے بعد ماسٹرز اور پھر پی ایچ ڈی بھی کرے" گی۔۔"اس نے نہایت سنجیدہ تاثرات سے کہا۔۔ازھاد نے تڑپ کر اس کی طرف دیکھا جبکہ باقی سب نے مسکراہٹ دبائی۔۔

ہاں ہاں بالکل۔۔"سمیر نے بھرپور مسکراہٹ سے اس کی بات کی تائید کی"

اور مشعل کی رخصتی کے ساتھ ہی میری رخصتی بھی ہو گی۔۔"اس نے پھر اسی سنجیدگی" سے کہا تو سمیر کی مسکراہٹ سمٹی۔۔

اس کا مطلب ہے کہ دادا بننے کی عمر میں ہم باپ بنیں گے۔۔"ازھاد نے خود کلامی کی" مگر اس کی سرگوشی اسٹیج پر موجود سب نے سنی تھی۔۔اور سب کی دبی دبی ہنسی بلند قہقہوں میں بدل گئی تھی۔۔

نکاح سے دو دن بعد مشعل کا برتھڈے تھا۔۔اور اذلان نے ازھاد سے ریکوسٹ کی تھی کہ اریجمنٹ وہ کرنا چاہتا ہے۔۔یہ اس کی طرف سے مشعل کے ساتھ اپنے سابقہ رویے کی معافی تھی۔۔ازھاد نے اسے اجازت دے دی تھی۔۔ برتھڈے اریجمنٹ شاہ ولا کے لان میں کی گئی تھیں۔۔اذلان ہی مشعل کو عنایہ کے گھر سے لینے آیا تھا۔۔

السلام علیکم بھابھی۔۔"اسے گیٹ سے نکلتے دیکھ کر وہ جو ٹیک لگائے کھڑا تھا فوراً سیدھا ہوا اور اس کے لئے دروازہ کھول دیا۔۔ مشعل نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا۔۔اس کی جانچتی نظریں دیکھ کر اذلان دانت نکال کر دکھانے لگا۔۔اسے نظرانداز کرتی وہ فرنٹ سیٹ پر جا بیٹھی۔۔

ویسے بھابھی میں آپ سے معافی مانگنے کے لیے اتنے جتن کر رہا ہوں اور آپ کے تیور" ہی نہیں مل رہے۔۔یقین کریں میں نے یونیورسٹی میں آپ کو کچھ بھی نہیں کہا تھا مگر پھر بھی آپ نے مجھے چپیڑ کروا دی۔۔اور جب آپ گھر آئی تھیں تب بھی میں بس آپ کو ڈرا رہا تھا اپنی کتی عادت کی وجہ سے مگر یقین کریں مجھے ازھاد بھائی پر ترس آرہا ہے۔۔کیونکہ آپ کا ہاتھ بہت بھاری ہے۔۔"وہ گال پر ہاتھ رکھ کر اسے وقت میں پہنچا تھا۔۔ مشعل نے اس کی دہائیاں سن کر مسکراہٹ دبائی۔

www.novelsclubb.com

مجھے ویسے ہی تم سے شیطانوں والی وائبز آتی ہیں۔۔" وہ خفگی سے ناک اوپر کو اٹھا کر بولی"

ارے واہ بھابھی ماں! یقین کریں آپ وہ پہلی انسان ہیں جو مجھے پہچان گئی ہیں۔۔ مجھے"

بے حد خوشی ہو رہی ہے" وہ ہٹ دھرمی اور بے شرمی کی انتہا کرتا بولا تو مشعل نے دانت

کچکچائے وہ سارے رستے اسے اگنور کرتی آئی تھی جبکہ وہ مسلسل بولتا آیا تھا۔۔

آیئے آیئے ملکہ عالیہ!" گاڑی روک کر وہ اس کی طرف کا دروازہ کھول کر ایک ادا سے"

جھک کر بولا مشعل نے مسکراہٹ دبائی۔۔

آیئے اور ہماری اس اندھیر نگری کو اپنے حسن سے روشن کریئے۔۔" وہ بالوں میں ہاتھ"

مارتا شرارت سے بولا۔۔ مشعل نے اس سے نظریں ہٹا کر گھر کو دیکھا تو سارا گھر واقعی

اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔۔اس نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا جو شرارت سے مسکرا

رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

اندھیرا کیوں ہے اتنا یہاں؟؟؟" اس نے گھورتے ہوئے پوچھا اور ساتھ ہی دوپٹے کا"

کونہ تھاما۔۔اس شیطان سے کیا بعید۔۔

ارے بھابھی آپ آئیں گی تو یہاں روشنی ہو گی۔۔"

آیئے۔۔ڈریئے مت آپ کا ہی گھر ہے۔۔"وہ ہنوز شرارت سے اسے چلنے کا کہنے لگا۔۔ مشعل نے ایک نظر اندھیرے میں ڈوبے گھر کو دیکھا اور اس کے پیچھے چل دی۔۔لاؤنج کا دروازہ کھول کر اس نے اسے اندر جانے دیا اور اس کے داخل ہوتے ہی دروازہ بند کر دیا۔۔ مشعل نے دہل کر اندھیرے میں ڈوبے اس گھر کو اور بند دروازے کو دیکھا۔۔اس سے پہلے وہ دروازہ کھٹکھٹاتی لاؤنج میں ہلکی ہلکی روشنیاں ٹمٹمانے لگیں اور ساتھ ہی بھیانک آواز میں "ہیپی برتھڈے" سونگ چلنے لگا۔۔اور یہی نہیں وہ روشنیاں موم بتیاں تھیں جو کچھ لوگوں نے اپنے ہاتھ میں پکڑ کر چہرے کے بالکل پاس کی ہوئی تھیں۔۔اور وہ لوگ اتنے خوفناک اور بھیانک لگ رہے تھے رہی سہی کسر چہرے کے پاس اس نارنجی روشنی نے پوری کر دی۔۔ مشعل کو بھاگنے کی جگہ نہ ملی۔وہ دروازے میں گھستی چیخنے لگی۔۔چہرہ ہاتھوں میں چھپائے وہ مسلسل چیخ رہی تھی۔۔اور وہ لوگ جو محض اسے ڈرانے کے لئے اذلان کے پلان میں شامل ہوئے تھے ایک دم گھبرا گئے۔۔ازھاد نے فوراً ساری لائٹس جلائیں اور اسے آگے بڑھ کر اپنے حصار میں لیا۔۔

ارے یار کچھ نہیں بس یہ پرینک کر رہا تھا بدتمیز۔"ازھاد نے اس کا سر سہلاتے ہوئے"" پیار سے کہا۔۔اس نے ازھاد کے سینے سے چہرہ نکال کر سامنے دیکھا جہاں سمیر،فرحان اور

سارا عجیب بھیانک حلیے میں کھڑے دانت نکال رہے تھے اور وہ ایک طرف کھڑا قہقہے لگا رہا تھا۔۔وہ یقیناً پیچھے کے دروازے سے اندر آیا تھا۔۔

میں اس کو چھوڑوں گی نہیں۔۔ہارٹ اٹیک آجاتا ابھی مجھے۔۔"وہ خونخوار تاثرات لئے" اس کی طرف بڑھی جب ازلان نے سمیع کو دھکا دے کر اس کے سامنے کر دیا۔۔مشعل کے قدموں کو اس کا بھیانک میک اپ والا چہرہ دیکھ کر بریک لگی۔۔وہ بے چارگی سے پیچھے کھڑے ازھاد کو دیکھنے لگی۔۔

چلو بس۔۔اور اتارو یہ سب کچھ میری بیوی کو ڈر لگتا ہے۔۔"وہ انہیں ڈانٹتا اسے اپنے" حصار میں لیتا باہر لان میں چل دیا جہاں ساری ارینجمنٹس ہوئی تھیں۔۔

سفید انارکلی فراک پہنے۔۔بالوں کو سامنے سے پکڑ کر سائیڈ پر ٹوسٹ کئے۔۔باقی بالوں کو پشت پر کھلا چھوڑا ہوا تھا۔۔ہلکے میک اپ میں وہ معمول کی طرح معصوم اور خوبصورت لگ رہی تھی۔۔سب کی تالیوں میں اس نے کیک کاٹا۔۔عنایہ سمیر اور صبیحہ بھی وہیں تھے۔۔سمیر کے گھر والے اور شہناز بیگم بھی وہیں تھیں۔۔

www.novelsclubb.com

عنایہ نے آج بھی سایہ رنگ کی میکسی پہن رکھی تھی۔اتفاقاً سمیر بھی آج بلیک ڈنر سوٹ میں ملبوس تھا۔۔اسے دیکھتے وہ اس کے ساتھ آ کھڑا ہوا۔۔

پھر کب سنا رہی ہیں آپ مجھے وہ تین میجیکل ورڈز؟؟"اس کی گھنی پلکوں پر نظریں" جمائے وہ بولا تو عنایہ نے تالی بجاتا ہاتھ روک کر اسے دیکھا۔۔وہ چاہتوں کا سمندر آنکھوں میں بسائے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

اتنے اتاولے ہو رہے ہیں آپ وہ تین میجیکل ورڈز سننے کے لئے۔۔"وہ سامنے ازھاد" اور مشعل کو نظروں میں رکھ کر بولی

تم سے وہ تین میجیکل ورڈز سننے کے لئے میں سراپائے منت بن سکتا ہوں تمہارے" سامنے۔۔"وہ گھمبیر لہجے میں بولا۔عنایہ نظریں اٹھا کر اسے پھر دیکھنے لگی۔

میں آپ کو میجیکل ورڈز دو دن پہلے سنا چکی ہوں۔۔میرے نزدیک ان سے زیادہ قیمتی" میجیکل ورڈز کوئی نہیں ہیں۔۔"وہ نکاح کا حوالہ دیتی بولی۔۔سمیر ہنس دیا۔۔عنایہ نے نظریں پھر ازھاد اور عنایہ پر جمادیں جہاں اذلان اسے پھر تنگ کر رہا تھا۔۔

کچھ دیر اس نے اپنی دائیں طرف دیکھا۔۔سیاہ لباس میں ملبوس وہ وجود بڑی محبت سے اس کے ساتھ آکھڑا ہوا تھا۔پھر اس نے اس کا بازو اپنے گرد حمائل ہوتا محسوس کیا۔اس کا دل مسکرایا۔۔اس نے آسودگی سے اپنا سر اس کے شانے سے ٹکا دیا۔۔اب کی بار اس وجود کا دل مسکرایا۔۔

ختم شد

www.novelsclubb.com

السلام علیکم! سب پڑھنے والوں کو۔۔

میں نے یہ ناول 2021 کے آخر میں لکھنا شروع کیا تھا۔۔چند اقساط کے بعد میرا دل اٹھ گیا۔۔مجھے لگا کہ اس میں کچھ خاص نہیں ہے۔۔بہت سے لکھاری ہیں جو مجھ سے بہتر لکھ رہے ہیں اور اتنے لوگوں میں مجھے کون پڑھے گا۔۔ مگر کچھ عرصے بعد موٹیویشن پھر سے عود آئی اور پھر میں نے اس کو ایڈٹ کر کے پیش کیا۔۔یہ ناول نا تو اتنا محنت طلب تھا۔۔نہ اتنے ٹوسٹ والا تھا مگر پھر بھی اس نے مجھے بہت تھکا دیا ہے۔۔کیونکہ اس کو لکھتے ہوئے مجھے ہمیشہ تاخیر ہوئی۔ہر دفعہ۔۔جب جب کوئی قاری مجھ سے اس کا لنک مانگتا مجھے اتنی شرمندگی ہوتی کہ بیان سے باہر ہے۔۔

مگر میں چاہ کر بھی لکھ نہیں سکتی تھی۔۔میں لکھنے پر آؤں تو دو دن میں لکھ لوں۔۔ جیسے کہ میں نے ابنِ آدم بنتِ حوا محض دو دن میں لکھا تھا اور اس کو میں نے تقریباً دو سال میں مکمل کیا ہے۔۔اس کے لکھنے کے دوران ہی میں نے 3 ناول اور 1 افسانہ بھی لکھ ڈالا مگر یہ نہ لکھ سکی۔اور میں نے مان لیا کہ تمام چیزیں اپنے مقرر کردہ وقت پر ہی ہوتی ہیں۔

آئینہ زار نے آپ کے ہاتھ میں آج آنا تھا اس لئے یہ آج آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

www.novelsclubb.com

مگر یہ مکمل ہو گیا ہے اللہ کا جتنا شکر ادا کروں کم ہے۔۔

اور آپ سب کا بھی۔۔ بہت سے لکھاری جب قارئین کو انتظار کرواتے ہیں تو قارئین انہیں چھوڑ جاتے ہیں۔۔ مگر میرے چاہنے والوں میں ہمیشہ اضافہ ہی ہوا ہے۔۔ کبھی کسی قاری نے بد تمیزی نہیں کی کہ آپ اتنا وقت کیوں لگا رہی ہیں۔۔ آپ سب کی محبتوں اور عزت کا شکریہ

ناول پڑھنے کے بعد مجھے اپنا ریویو لازمی دیجئے گا اور بتائیے گا کہ آیا میں آپ کی توقعات پر پوری اتری ہوں یا نہیں۔۔

آپ کی رائے کی منتظر:

لائبہ سیّد

www.novelsclubb.com

Instagram account

@novels_by_laiba

@writer_laiba_syedd